READER BURAQ

دھڑکنوں کا محافظ

تحریر :منتہا چوہان

ہاسپٹل کے کاریڈور میں بھاری بوٹوں کی چاپ سنائی ی دی۔ وہاں موجود سبھی کو سانپ سونگھ گیا۔ سب کی نظریں بیک وقت آنے والے پے اٹھیں۔

چہرے پے انتہا کا غصہ ،آنکھوں میں دنیا جہاں کی وحشت لیے ، ماتھے پے بے شمار بل اور گہری سبز رنگ آنکھیں۔ جن میں اس وقت کوئی ی دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

دلاور شاہ بمشکل اپنی جگہ سے اٹھے۔ اور۔۔ لڑکھڑائی ے۔

لیکن آنے والے نے فوراً آگے بڑھ کر باپ کو تھام لیا۔

دلاور شاہ اپنے بڑے بیٹے کے سینے سے لگے بہت ضبط کے باوجود بھی رو دیئے۔

لیکن اس سبز آنکھوں والے شخص کی آنکھیں نم نہ ہوئی یں۔

وہ۔۔۔وہ۔۔وہاں۔۔۔۔

بمشکل ۔۔۔ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر آئی ی ۔ سی۔ یو کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

اس نے دلاور شاہ کو واپس بٹھایا۔ اور خود آئی ی۔ سی یو کے باہر جا کے کھڑا ہو گیا۔

اس کا اپنا عکس اسکا بھائی ی ۔۔۔ اس وقت آئی ی سی یو میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا۔

مشینوں میں جکڑا وہ اسکا جڑواں بھائی ی تھا۔

جس کی شادی اٹینڈ کرنے وہ لندن سے پاکستان آیا تھا۔

لیکن وہ نہیں جانتا تھا۔ جہاں وہ سب کو سرپرائز دینے کے چکر میں تھا۔ خود بھائی کو

I.C.U

میں دیکھ کے سرپرائز ہو جائے گا۔

وہ جوان جہان اسکا دل کا آئینہ دار اس وقت آنکھیں موندے ہوئے تھا۔ عجیب سی بے کلی چھائی ہوئی تھی۔

تبھی ڈاکٹر روحان

I.C.U

سے باہر آئے۔

فارس شاہ کی سوالیہ نظریں اٹھیں۔

ڈاکٹر روحان دلاور شاہ کے قریبی دوست تھے۔

ہم نے--- گولی نکال دی ہے---- لیکن--- گولی کا زہر پورے دل میں پھیل گیا ہے-- بہت کوشش کر رہے ہیں- ہارٹ پمپ نہیں کر رہا- یہاں لانے میں بہت دیر کر دی ہے---- بس ------ خدا سے دعا کرو --- کوئی ی معجزہ ہو جائے- اور---- وہ --بچ جائے-

ڈاکٹر روحان نے فارس کو تسلی بھر ی تھپکی دی لیکن حقیقت سے روشناس کرانا نہ بھولے-

فارس شاہ کی خاموشی وہا ں موجود دلاور شاہ اور ان کے چھوٹے بھائی ی فراز شاہ محسوس کر چکے تھے- فراز شاہ بمشکل بھائی ی کو سنبھالے ہوئی ے تھے-

کوئی ی یقنین نہیں کر رہا تھا کہ شادی والے گھر کو یوں نظر لگ جائی ے گی-

بھائی ی------

زیان شاہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولتے فارس شاہ کے سامنے آیا-

اور فارس شاہ کے گلے لگ گیا-

وہفارس اور عفان سے دو سال۔ چھوٹا تھا۔ اور اپنے دونں بھائی یوں کی آنکھ کا تارا تھا۔

اس وقت اسکی آنکھ کے آنسو بھی فارس کی چپ کو نہ توڑ پائی ے۔

فارس شاہ کی ہمت نہ ہوئی ی۔آئی ی سی یو میں اپنے بھائی ی کو نظر بھر کے دیکھنے کی۔

سختی سے لب بھینچے ایک جھٹکے سے مڑا وہ ہاسپٹل سے باہر نکلتا چلا گیا۔

سبھی اشکبار تھے۔

ڈاکٹرز نے کوئی ی خاص امی نہیں دلائی ی تھی۔

گولی لمیں لگی تھی۔ اور اس وقت عفان مشینوں میں جکڑا مصنوعی دھڑکنوں پے زندہ تھا۔

فلاور شاہ کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔

ببس آنسو تھے۔۔ اور دعا۔۔۔ کہ کوئی ی معجزہ ہوجائے۔

کار ڈرائی یو کرت وہ نجانے کہاں سے کہاں بھٹک رہا تھا۔۔۔؟؟وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

عفانکا ہنستا مسکراتا چہرہ بار بار آنکھوں مں گھوم رہا تھا۔

وہ اس شادی سے بہت خوش تھا۔ پھر کیسے----؟؟ خوشیاں غم میں بدل گ ئی یں----؟؟

بہت ہی تیز گاڑی چلاتے وہ دو دفعہ ایکسیڈینٹ سے بچا۔

اور جھٹکے سے روڈ کے ایک طرف گاڑی روکی۔

گاڑی مں گھٹن کا احساس ہونے لگا۔تو گاڑی سے باہر نکل آیا۔

گاڑی کے بونٹ پے ایک ہاتھ رکھے دوسرے ہاتھ سے ٹائ ی کی ناٹ ڈھیلی کی۔ لیکن پھر بھی سانس لینا دشوارہو رہا تھا۔

گاڑی کے بونٹ پے مکے برسا رہا تھا۔لیکن درد تھا کہ بڑھتا چلا جا رہا تھا----

وہ کیسے جا سکتا ہے---؟؟

بھائ ی ہے وہ میرا---

ہم اس دنیا میں اکٹھے آئ ے۔

مجھے۔۔ اکیلا کیسے چھوڑ کے جا سکتا ہے وہ؟

اندر کی گھٹن تڑپ بن کے باہر نکلنا چاہ رہی تھی۔

آسمان کیطرف منہ کرتے وہ بہت زور سے چیخا تھا۔

جو اپنوں کے سامنے نہ ٹوٹا۔ وہ اکیلے میں اللہ کے سامنے بکھر گیا۔

گھٹنوں کے بل زمین پے بیٹھتا چلا گیا۔اسکی آنکھیں جھلملا گ ئ یں۔

اسے محسوس ہو رہا تھا ۔کہ اسکا عکس اسے چھوڑ کے جا رہا ہے۔

وہ دیوانوں کی طرح روئ ے جا رہا تھا۔

کہ نظر سامنے مسجد پے جا ٹھہری۔

!!میرا اللہ۔۔۔۔ !!وہ سنے گا میری

فوراً سے بیشتر اٹھا۔

ایک لمحے کی دیری کیے بنا وہ فوراً مسجد کی جانب مکانیکی سی کیفیت سے بڑھا۔

وضو کیا۔ ظہر کی نماز ادا کی۔

اور رب کے حضور بھائی ی کی سلامتی کے لیے دعا اٹھائی ے تو آنسو ہتھیلیوں پے گرنے لگے۔

لب ایک دسرے میں پیوست ہو گئے۔

رو رو کے گڑاگڑا کے دعا مانگی۔

چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

وقت تھا کہ نکلا جارہا تھا۔

دل تھا کہ دھڑکا جا رہا تھا۔

دیوانہ وار روتا وہ سجدے میں گر گیا۔

بہت تڑپ تھی دعا میں۔۔۔

لیکن جو دعائی یں قبول نہیں ہوتیں۔ وہ بھی تو اللہ کسی خاص وقت کے لیے محفوظ کر لیتا ہے۔موت کا وقت مقرر ہو چکا تھا۔جس پے اللہ کے فیصلے کی مہر لگ چکی تھی۔

وہ کوئی ی بھی بری خبر سننے کو تیار نہ کر پا رہا تھا خود کو۔

کہ۔۔ اس کی جیب میں موبائیل نے وائی بریٹ کیا۔

اور وہیں اسکی سانسیں بھی رکیں۔اور

ہاتھ لرزے۔۔۔

فارس نے کانپتے ہاتھوں سے کال رسیو کی۔

دوسری طرف زیان شاہ تھا۔

اس نے جو خبر دی وہ پہاڑ بن کے ٹوٹی۔

موبائیل ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

ایک ہی بازگشت ہونے لگی۔

بھائی ی۔۔۔۔ واپس آجائی یں۔ !!عفان۔۔۔ بھائی ی ۔۔ ہمیں چھوڑ کے چلے
گ ئی ے۔

وہ ہنستا مسکراتا زیان شاہ اپنے بھائی ی کی اچانک موت سے ٹوٹ گیا تھا۔

ہاسپٹل میں ایک کہرام مچ گیا تھا۔

مرد حضرات ہاسپٹل میں موجود تھے۔

کوئی ی بھی اس اچانک موت پے یقین ہی نہ کر پا رہا تھا۔

لیکن حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا تھا۔

سبھی کیآنکھیں اشک بار تھیں۔

ڈیڈ باڈی ک گھر نہیں لے جانے دیا جا رہا تھا۔

ڈاکٹر روحان فارس کا انتظار کررہے تھے۔

کیونکہ یہ پولیس کیس تھا۔

اور لاش کا پوسٹ مارٹم کروانا تھا۔

اگر عفان بچ جاتا تو تب اور صورت حال تھی۔

لیکن اب وہ پولیس کو انولو کرنا چاہتے تھے۔

لیکن فارس کے بنا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

کچھ ہی دیر میں فارس ہاسپٹل پہنچ گیا۔

اب اسکا رخ

ICU

کی جانب تھا۔

آنکھوں کے لال ڈورے اسکے رونے کی چغلی کھا رہے تھے۔
فی الحال کسی کو بھی
ICU
میں جانے کی اجازت نہیں دی گ ئی تھی۔
فارس میکانیکی انداز میں
ICU
میں داخل ہوا۔
قدموں میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی۔
سامنے عفان کا چہرہ سفید چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔
اب وہ مشینوں سے آزاد تھا۔
قریب ہی رکھی کرسی پے وہ ڈھے گیا۔
ایک ٹک وہ بھائی ی کو دکھے جا رہا تھا۔
کہ نظر اچانک اسکے ہاتھ کی بند مٹھی پے جا ٹھہری۔

اس مٹھی میں کچھ تھا۔

فارس نے مٹھی کھولی۔

اس میں ایک صفحہ تھا۔ فارس نے اس صفحے کو دھڑکتے دل سے ہاتھ میں تھاما۔

ابھی وہ کھولنے کی ہمت نہیں جٹا پایا تھا۔ کہ دروازہ کھلا۔

اور ڈاکٹر روحان اندر داخل ہوئے۔

فارس بیٹا اچھا ہوا ۔۔ آپ آگ ئے ۔میرا خیال ہے۔ پولیس کوانفارم کر دینا چاہیے۔ اور لاش کا پوسٹ مارٹم۔۔۔؟

!!نہیں انکل۔۔۔ !!کوئی ی پوسٹ مارٹم نہیں ہوگا۔۔

فارس کا ٹھنڈا اور بھاری لہجہ ڈاکٹر روحان کو چانکا گیا۔

لیکن۔۔۔ بیٹا یہ سو سائیڈ کیس ہے۔۔۔

سب یہی کہہ رہے ہیں کہ۔۔ عفان نے خو کو گولیماری جبکہ۔۔ پوسٹ مارٹم

!!کروا۔۔۔۔۔۔

انکل--- !!پلیز---میں فیالحال کوئی ی بات نہیں کرنا چاہتا۔ اور پولیس کو انوالو تو بالکل نہیں کرنا۔

فارس شاہ ابھی اتنا بے بس نہیں ہوا۔ کہ کسی کا سہارا لے۔ آپ اس بات کو یہیں ختم کر دیں۔

سرد لہجے میں کہتا فارس ڈاکٹر روحان کی جانب مڑا۔

وہ رو نہیں رہا تھا۔

چیخ چلا نہیں رہا تھا۔

لیکن ایک خاموش آنسو ضبط کے باوجود گال پے آن گرا تھا۔

گہری سبز آنکھیں اس وقت لال انگارہ ہو رہی تھیں۔

ڈاکٹر روحان خاموش سے ہوگئے۔ اور فار کو تسلی بھری تھپکی دیتے باہر نکل گ ئی ے۔

عفان نے خود پے گولی چلائی ی۔

خود کو ختم کر ڈالا۔

کوئی ی نہیں جانتا تھا۔ کہ عفان نے اتنا بڑا قدم کیوں اٹھایا۔

اس خودکشی کے پیچھے کیا وجہ ہوگی۔

بہت سے سوال تھے جن کے جواب فارس نے تلاش کرنے تھے۔اور

وہ صفحہ جو عفان کی مٹھی سے ملا۔۔ فارس کو وجہ تک پہنچنے میں مدد کرنے والا تھا۔ یا مزید

بھٹکانے والا تھا۔ یہ تو وقت نے ہی طے کرنا تھا۔

****

بہت پیاری مہندی لگی ہے ناں۔۔۔!!

عفان نے عین کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے پیار سے کہا۔

آپ کومہندی پسند ہے ناں۔۔ فان؟

اس نے بہت اشتیاق سے پوچھا۔

تمہارے ہاتھ پے------ یہ مہندی--- یہ چوڑیاں---سب پسند ہیں----آنکھیں موندتے عین کے ہاتھوں کو لبوں کے قریب لے جا کے مہندی کی خوشبو کو محسوس کرنے لگا۔

عین کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی ی۔

ایک لمحہ تھا وہ---

تھما نہیں---پلٹا نہیں---

یہ---یہ کیا کر رہے ہیں آپ----؟؟

عفان نے اسکے ہاتھوں پے لگی مہندی کو بگاڑ دیا۔

ایک الوداعی نظرعین پر ڈالی اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

عین آوازیں دیتی رہ گ ئی۔

تبھی دعا کے جھنجھوڑنے پر وہ یکدم اٹھی۔

وہ روتے ہوئے سوئی ی تھی۔

ووہ خواب تھا۔ اور یہ سمجھنے میں اسے ایک لمحہ لگا تھا۔

دعا جو نماز پڑھ کے قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے بعد اٹھ رہی تھی۔

عین کے سوتے ہوئے چیخنے پے اسکی طرف بڑھی تھی۔

آنکھوں میں ڈھیروں آنسو تھے۔

آپی۔۔آپ۔۔۔ ٹھیک ہیں ناں۔۔۔؟؟

عین کچھ کہتی کہ باہر سے ایمبولینس کی آواز آئی ی۔دونوں بری طرح چونکیں۔

دونوں کے دل تیز رفتار سے دھڑک رہے تھے۔اور ایک دوسرے کو پتھرائی ی نظروں سے دیکھے جا رہی تھیں۔

باہر سے شور کی آواز سن کے دعا باہر کی طرف لپکی۔

جبکہ۔۔۔ عین وہیں۔۔ زمین پر بیٹھتی چلی گ ئی۔

جیسے آج۔۔ وہ سب کچھ ہار گ ئی۔

دعا دروازے میں ہی ایستادہ ہوگ ئی۔ بڑی حویلی کا یہ منظر ہر ایک کی آنکھ کو اشک بار کر گیا تھا۔

جوان جہان میت بڑے صحن کے بیچوں بیچ رکھ دی گ ئی۔

الماس بیگم جوان بیٹے جس کے سر پر آج سہرا سجانا تھا۔یوں سفید کفن میں دیکھ دل پے ہاتھ رکھ بیٹھ گ ئی یں۔

دلاور صاحب ایک ٹک مردہ بیٹے کو دیکھے جا رہے تھے۔

بابا۔۔۔یہ کیا۔۔۔؟؟؟؟ آپ رو کیوں رہے ہیں۔۔۔؟؟ آج تو خوشی کا دن ہے۔

دلاور صاحب نے کھینچ کے بیٹے کو گلے سے لگایا۔

بیٹا یہ خوشی کے آنسو ہیں۔

ماتھے پے بوسہ دیا۔ اور آنسو پونچھے۔

اچھھھا۔۔۔ تو دکھ کے آنسو کیسے ہوتے ہیں۔۔۔؟؟ مذاقاً کہتاوہ دلاور صاحب کی آنکھوں میں اپنی شبیہہ چھوڑ گیا۔

دکھ کے آنسو۔۔۔؟؟؟ درد سے آنکھیں بند کر لیں۔

!!دکھ جب حد سے بڑھ جائے۔۔۔ تو آنسو بھی نہیں نکلتے بیٹا۔۔۔۔۔۔

دل ہی دل میں وہ عفان سے مخاطب ہوئے۔

پاس ہی گھٹنوں کے بل بیٹھا زیان شاہ حیرت کی مورتی بنا تھا۔

ہنستا مسکراتا اسکا جان سے زیاہ عزیز بھائی ی اسے ایک دم سے چھوڑ کے چلا گیا۔ وہ تو۔۔ ابھی تک بے یقینی کی کیفیت میں تھا۔

بھائی ی۔۔ !اتنی صبح صبح کہاں جارہے ہیں۔۔۔؟؟مسجد سے فجر کی نماز ادا کر کے واپس گھر میں داخل ہوتے زیان نے افراترفی میں عفان کو باہر جاتا دیکھا تو روک کے دریافت کیا۔

بس۔۔۔ ایک چھوٹا سا کام ہے۔۔۔ ڈیرے تک جا رہا ہوں۔۔۔ تھوڑی دیرتک واپس آتا ہوں ۔

ٹالتے ہوئے عجلت بھرے انداز میں کہا۔

میں بھی چلتا ہوں۔ آپ کے ساتھ۔

زیان کہتے انہی قدموں پے عفان کے ساتھ ہو لیا۔

ارے۔۔۔یار۔۔۔ !!کچھ دیر کی بات ہے۔۔۔ میں بس یوں گیایوں آیا۔ ۔۔ عفان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور زیان کے ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کے آگے بڑھ گیا۔ زیان وہیں اپنا ہاتھ دیکھتا کھڑا رہ گیا۔

دل تھوڑا بے چین ہوا۔

ہاتھ ایسا چھوٹا کہ--- واپس ہاتھ نہ آسکا۔

زیان بار بار آنسو پونچھتا-- لیکن پھر سے آنکھیں نم ہو جاتیں۔

منہ جھکائیے وہ خود پے

فراز صاحب-- عفان کے پچا تھے۔

انہیں عفان شاہ سب سے بڑھ کے تھا۔

عفان سے دلی وابستگی اتنی زیادہ تھی۔کہ اپنے دل کا ٹکڑا اپنی لاڈوں پلی بیٹی اسکو سونپنے فیصلہ لیا۔

لیکن قرت ک یہ منظور نہ تھا۔

جس دن نکاح تھا۔ اسی دن وہ انکو دھوکا دے کے یہ دنیا چھوڑ جائے گا۔

پورا گھر دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔ ابھی بھی سب ویسا تھا۔نہیں تھا تو وہ پل نہیں تھا۔

وقت نے بھی عجیب پلٹا کھایا تھا۔

ساری خوشیاں ایک دم ماتم میں بدل گ ئ یں تھیں۔

پورا صحن لوگوں سے بھر گیا تھا۔ جو سنتا تھا۔ فوراً پہنچ جاتا۔

ہردلعزیز تھا عفان۔ سبھیاسکے اخلاق اور شرافت کی مثالیں دیتے نہ تھکتے تھے۔ہمدرد اتنا کہ کسی کی آنکھ میں ایک آنسو نہیںدیکھ سکتا تھا۔ تڑپ جاتا تھا۔۔

چھپ چھپا کے کتنے لوگوں کی وہ مدد کرتا تھا۔

آج وہبھی وہاں موجود تھے۔

سب کی آنکھیں اشک بار تھیں۔

کل جہاں عفان اور عین کی مہندی کا فنکشن اور ساتھ دع اور زیان کا نکاح ہوا تھا۔ اس وقت وہاں اسی جگہ ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔

الماس بیگم چکرا کے زمین بوس ہوئی یں۔ فارس کی نظر ان پہ ہی تھی۔ فوراً ماں کی جانب لپکا۔ اور انہیں اپنی بانہوں میں اٹھا کے حویلی کے اندر بھاگا۔

فراز صاحب نے جلدی سے ڈاکٹر کو فون کیا۔ دعا پانی لے آئی ی۔ اور ان کے منہ چھینٹے مار نے لگی۔

لیکن وہ ہوش میں نہیں آرہی تھیں۔ فارس اور زیان دونوں ہی ماں کے پاس تھے۔

ماں کو یوں دیکھ وہ دونوں ہی گھبرا گ ئی ے تھے۔

فارس مسلسل الماس بیگم کے ہاتھ مل رہا تھا۔ جبکہ زیان ماں کو اس حال میں دیکھ آنسو نہیں روک پارہا تھا۔

!!بھائی ی---- !!مما کو--- ہاسپٹل لے چلیں---!معلوم نہیں ڈاکٹرکب آئے گا---

زیان سے ماں کی یہ حالت برداشت نہ ہوئی ی۔

فارس نے بھی فوراََ سے بیشتر ماں کو اپنی بانہوں میں اٹھایا۔ اور باہر نکلتا چلا گیا۔ ابھی عفان کی موت سے کوئی ی نہیں سنبھلا تھا کہ الماس بیگم نے انکی سانسیں کھینچ لیں۔

فارس اور زیان دونوں ہی ہاسپٹل ساتھ گ ئی ے۔

ماں کے لیے دونوں کی پریشانی دیدنی تھی۔

گھر میں عفان کی اس ناگہانی موت پے آہ و بکا جاری تھی۔ عفان ہر دلعزیز بندہ تھا۔

زندہ دل

ہنسنے مسکرانے والا۔۔ سب کا احترام کرنے والا۔

سب کو خوش رکھنے والا۔

مصیبت زدہ کے کام آنے والا۔ نرم گفتہ۔۔

آج وہ اللہ کے پاس چلا گیا۔

جو بھی عفان کی موت کی خبر سنتا بڑی حویلی پہنچ جاتا۔اور آنسو نہ روک پاتا۔

اور اس سب میں کبیر شاہ۔۔ ایک تماشائی ہی کا کردار ادا کر رہے تھے۔

بظاہر تو وہ غمزدہ نظر آ رہے تھے۔

لیکن ان کے دل میں کیا چل رہا تھا۔ کوئی ہی نہیں جانتا تھا۔

سوائے ان کے بیٹے ابرار شاہ کے۔۔۔

دونوں باپ بیٹے کی سوچ کو سوئی ہی ایک دوسرے سے ملتی جو تھی۔

سب کے سامنے دونوں غم کا لبادہ اوڑھے کھڑے تھے۔ لیکن دل و دماغ میں کیا

منصوبے پل رہے تھے۔ یہ صرف وہی جانتے تھے۔

دونوں اشاروں سے ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے۔۔

لیکن زبان سے کچھ نہیں بول رہے تھے۔

ہائی ے--- کیا--- ہوگیا---؟؟ بیٹھے بٹھائی ے کیسی نظر لگی ہے--- اس حویلی کو---

!!جان جہان بیٹا چلا گیا ان کا---

کسی عورت نے اپنی رائی ے سے باقیوں کونواز۔

تو سب نے ہاں میں ہاں ملائی ی۔

آج ماں نے سہرا سجانا تھا۔ بیٹے کے سر پے--- وہ دیکھو--- کیسے کفن کا لبادہ اوڑھ کے جا رہا ہے۔

دوسری نے دکھ سے کہا۔

ماں بھی یہ صدمہ برداشت نہ کر پائی ی۔

اللہ ماں کی خیر کرے--- ایک اور عورت نے دعا دی۔

آمین--- آمین--- !!سب نے یکجان کہا۔

ویسے-- مانو نہ مانو--- ہمارا عفان--- خودکشی کر لے---- دل نہیں-- مانتا---- ضرور !!کوئی ی-- اور بات ہے---

ایک عورت نے رازدانہ انداز میں کہا۔

ارے--- مجھے تو--- لگتا ہے--- انکی-- بیٹی ہی منحوس ہے---- !!ابھی قدم رکھے نہیں --- اور میت اٹھ گ ئی---

سوچو۔ اب آگے کیا کیا ہونا ہے ان کے ساتھ--

شیبی--- چپ کر--- کسی نے سن لیا تو غضب ہو جائے گا۔

دوسری عورت نے روکا۔

آپس کی انکی باتوں کو گھر کی ایک فرد کتنے توجہ سے سن رہی تھی۔ یہ نہیں جانتی تھیں۔

لیکن وہ سنتے اور آگے کے حالات کو اپنے رخ پے موڑنے والی یہ ہستی کوئ ی اور نہیں۔ کبیر شاہ کی بیوی دردانہ بیگم تھیں۔

!!انھی کی طرح سازشی چالاک اور عیار---

یہ پوری فیملی-- ان کے ساتھ ہی تھی۔

کبیر شاہ--- دلاور شاہ کے سوتیلے بھائ ی--

****

الماس بیگم کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔ اور وہ آئی ی یو میں تھیں۔

ایک آزمائش کے ساتھ ایک اور آزمائش۔۔۔۔

زیان۔۔۔ !!تم گھر چلے جاؤ۔

فارس نے دھیمے لہجے میں

ICU

کے باہر کھڑے اندر دیکھتے زیان سے کہا۔

بھائی ی۔۔۔۔ !!وہ مما۔۔۔۔ !!زیان اسوقت بالکل بچوں کی طرح بی ہیو کر رہا تھا۔

میں ہوں ناں۔۔۔ یار۔۔۔ !!کیوں فکر کرتا ہے۔۔؟؟

فارس نے اسے کھینچ کے اپنے سینے سے لگایا۔

تو وہ ضبط کے باوجود پھوٹ پھوٹ کے رو دیا۔

یہی سہارا یہی کندھا تو وہ ڈھونڈ رہا تھا۔

عفان کے اچانک داغِ مفارقت نے ان سب کو ہی توڑ دیا تھا۔

چلو-- شاباش گھر جاؤ--- !!فارس شروع سے ہی مضبوط اعصاب کا مالک رہا تھا- ابھی بھی وہ اپنا حوصلہ نہیں ہارا تھا-

زیان دل کا سارا بوجھ آنسوؤں کی صورت نکال کے تھوڑا ریلکس ہوا تھا- لیکن ماں کے لیے فکرمندی ابھی بھی قائم تھی-

اسی فکرمندی کے ساتھ وہ گھر میں داخل ہوا- عفان کو غسل کے لیے لے جایا جا چکا تھا-

دلاور شاہ کے پاس پہنچ کے ماں کی کنڈیشن کے بارے میں بتا کے وہ مردان خانے کی طرف چلا گیا-

!!آپی--- !!پلیز--- !!باہر آئیں---

دعا کوئی دسویں بار اسے بلانے آئی تھی-

لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھی -

کیسسے--- کیسے--- ہم-- باہر آئیں--؟؟

ہم---۔انکو کیسے--- یوں دیکھ سکتے ہیں---؟؟

دعا----- وہ --- مجھے--- یوں-- کیسے---؟؟

عین ہچکیوں میں روتے ہوئے بولی۔

دعا نے آگے بڑھ کے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

وہ کہاں بے خبر تھی --؟ کتنین چاہت تھی دونوں میں---

لیکن موت کیا کچھ دیکھتی ہے؟اس نے آنا ہے سو آنا ہے---

صبر کریں آپی--- !ایک دن سبھی کو اسکی طرف لوٹ کے جانا ہے----

روتے ہوئے عین کو تھپکی دی۔

!!کیسے کریں ہم صبر----؟؟آپ جانتی ہیں ناں--- !!وہکیا تھے ہمارے لیے---

آنکھوں کے لال ڈوروں نے دعا کو۔ مزید دکھی کر دیا۔

آپی---- !!بڑی امی کے لیے اللہ سے دعا کریں۔

دعا نے اسکا دھیان الماس بیگم کی طرف دلایا۔ تو وہ پھر رونے لگی۔ وہ شروع سے ہی ڈری سہمی اور اپنے آپ میں رہنے والی چھوئی ی موئی ی سی لڑکی تھی۔

آج تک کبھی اسکی اونچ آواز نہیں سنی گ ئی حولی میں ۔ نرم لہجہ دھیما مزاج۔ اسکے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی۔ اس نازک مزاج رکھنے والی اس لڑکی کے لیے آگے کتنی بڑی آزام ئی ش تیار کھڑی ہے۔

✨✨✨✨✨✨✨✨✨

وقت کبھی بھی رکتا نہیں ۔ اسکا کام چلتے رہنا ہے۔

آج عفان کی موت کو دس دن گزر گئے تھے۔

لیکن ایسا لگتا تھا۔ ابھی کل کی بات ہے۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو جو کہرام برپا ہوا۔ سبھی کتنا تڑپے تھے۔

صبر تو وقت کے ساتھ آ ہی جاتا ہے۔ لیکن جسطرح کی موت کو عفان نے گلے لگایا تھا۔ کسی کو یقین نہیں آرہا تھا۔

اور شاید اپنی موت کے راز کو وہ اپنے ساتھ ہی منوں مٹی تلے لے کے دفن ہوگیا تھا۔

اس وقت بھی ڈیرے پے کافی لوگوں کا آنا جان لگا ہوا تھا۔

دلاور شاہ اپنے بڑے بیٹے فارس شاہ کے ساتھ وہیں پے تھے۔ اور وہ تو ان دنوں ڈیرے کے ہی ہو کر رہ گئے تھے۔

الماس بیگم کو بھی دوسرے دن ہوش آگیا تھا۔

اللہ نے انکی سانسیں ابھی اور لکھی تھیں۔

لیکن وہ بھی اب بس اپنے کمرے کی ہو کے رہ گ ئی تھیں۔

الماس بیگم زیادہ تر اللہ کے حضور سجدہ ریز رہتیں۔ اور ہاتھ کے لیے ہاتھ اٹھائی ے رکھتیں۔ آنسو گرتے رہتے۔ لب خاموش رہتے۔

عفان کا ہنستا مسکراتا چہرہ ہر وقت آنکھوں میں گھومتا رہتا۔ اور اس لمحے تڑپ ہی جاتیں۔

بس کریں مما۔۔ !!اور کتنا کام کریں گیں۔۔۔؟؟

تھوڑے کام اپنی بہو کے لیے سنبھال رکھیں۔

اے لو۔۔۔ !!بَری کے کپڑے ہیں۔ یہ دلہن آ کے خود بنائے گی۔۔۔؟ خوب کہی بھئی تم۔نے۔۔۔۔!!

عفان مسکرا دیا۔

ایک بات اچھے سے سن لو۔۔۔ میری بیٹی ہے وہ۔۔۔ !!اور جب وہ آجائے گی۔۔ تو خبردار اسے تنگ کیا۔۔

الماس بیگم نے بہت لاڈ سے کہا۔ تو عفان منہ نیچے کیے سر کھجانے لگا۔

لیکن۔۔۔ اماں۔۔۔ !!میں نہیں بخشنے والا آپ کی بہو پلس بیٹی کو۔۔۔ !!ڈھیروں کام سوچ کے رکھے ہیں۔ اس کے لیے میں نے۔۔۔۔!!

اچھھا۔ نواب صاحب نے کیا پلاننگ کی ہے ہماری بہو پلس بیٹی کے لیے؟

الماس بیگم نے پیار سے چپت لگائی ی۔

تو عفان منہ نیچے کرتا ماں کی گود میں سر رکھ کے آنکھیں موند گیا۔

اماں۔۔۔ !!کتنا سکون ہے ناں ۔۔ آپ کی گود میں۔۔!!

الماس بیگم عفان کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔

عفان اور فارس دونوں جڑواں بھائی ی تھے۔

فارس کو شروع ہی سے باہر جانے کا جنون سوار تھا ۔ اور اس جنوں کی وجہ سے الماس بیگم نے دل پے پتھر رکھتے ۱۲ سال پہلے فارس کو اسکے ماموں علی کے پاس امریکہ بھیج دیا تھا۔

اپنی پڑھائی ی کو وہیں مکمل کیا۔ اور وہیں ماموں کے ساتھ مل کے اپنا بزنس سیٹ اپ کر لیا۔

عفان اور زیان کافی دفعہ امریکہ ویزٹ پے فارس سے ملنے جا چکے تھے۔ الماس بیگم بھی جاتی رہیں۔

لیکن فارس پاکستان نہ آسکا۔

جب بھی وہ پاکستان آنے کی کرتا کوئی ی نہ کوئی ی مس ئلہ کھڑا ہو جاتا۔

الماس بیگم نے بھی فارس کے حصے کا پیار عفان پے ہی لٹا دیا۔ اور وہ ماں کے سب سے زیادہ نزدیک ہوگیا۔

اور زیان شاہ----

ان سے دو سال چھوٹا تھا۔ وہ نٹھ کھٹ سا سب کی جان تھا۔

خاص کر عفان اور فارس کی جان بستی تھی اس میں۔

دونوں بھائی ی اسکی ہر خواہش پوری کیا کرتے تھے۔ اماں--- !!کیا قبر میں بھی اتنا سکون ہوتا ہے جتنا ماں کی گود میں۔ -؟؟

اچانک عفان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ۔ تو الماس بیگم کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔

عفان--- !!کیا بولے جا رہے ہو---؟ کوئی ی احساس ہے---؟

اللہ تمہیں میری بھی عمر لگا دے۔

الماس بیگم کی آنکھیں بھیگ گ ئ یں۔

ارے---اماں--- !!کیا ہوا---؟ أیسے ہی زہن میں آیا تو پوچھ لیا۔

عفان نے فوراً اٹھتے الماس بیگم کو گلے لگایا۔ تو وہ رو دیں۔

اچھا ناں -- اماں روئی یں ناں--- معاف کردیں-- آئ ٕندہ ایسا کچھ نہیں بولوں گا۔

الماس بیگم روتے میں اس کے انداز پے مسکائی یں۔ تو عفان نے پھر سے انہیں سینے سے لگا لیا۔

جائے نماز پے بیٹھیں وہیں وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔

وہی۔۔۔بیٹے کا سینہ۔۔۔ وہ ڈھونڈ رہی تھیں۔

جوان جہان بیٹا۔۔انہیں چھوڑ منوں مٹی تلے دفن ہو گیا تھا۔

ماں کی گود کا سکون لیے قبر میں اتر گیا تھا۔

انہیں کیا پتہ تھا وہ انہیں اپنی موت کے لیے پہلے سے ہی تیار کر رہا تھا۔۔

اسکی باتیں یاد کرتے وہ تڑپ ہی تو گ ئ یں تھیں۔

دھیرے سے دروازہ کھلا۔

آنے والا دھیمے قدموں سے اندر آیا تھا۔ اور ایک روشنی چار سو پھیل گ ئ ی تھی۔

اماں۔۔۔ !!الماس بیگم تڑپ ہی تو گ ئ یں۔ اس پکار پر۔

فان۔۔۔ !!میرے بچے آپ آگے۔۔۔۔۔ !!دیکھو ناں۔۔۔ !!کیا حال۔ہوگیا آپ کی اماں کا۔۔۔ آپکے بنا۔۔۔ !!کیوں چھوڑ کے گ ئ ے مجھے۔؟؟

دیوانہ وار وہ عفان کا چہرہ چومے جا رہی تھیں۔

اماں۔۔۔ !!یہ دیکھیں ناں۔ میرا دِیا بجھ گیا ہے۔

عفان اپنی ہی لو میں لگا ہاتھ میں تھاما دِیا ماں کو دیکھا رہا تھا۔

الماس بیگم نے غور کیا تو انہیں عفان کا بچپن نظر آیا۔

لیکن۔۔۔ وہ تو جوان ہو چکا ہے۔۔۔۔۔!!!!

عفان بہت پریشان تھا۔ جبکہ الماس بیگم حیران۔

فان بچے۔۔۔۔ !!میں جلا دیتی ہوں آپ کا دِیا۔ آپ پریشان نہ ہو۔۔۔!

الماس بیگم نے پیار سے مسکا کے کہا۔ تو دِیا جل اٹھا۔

عفان خوش ہو اٹھا۔

دیکھیں اماں۔۔۔ !میرا دِیا جل گیا۔اب میں راستہ نہیں بھٹکوں گا۔عفان کے چہرے کی چمک بڑھتی جارہی تھی۔

الماس بیگم کی آنکھیں پھر سے بھیگنے لگیں۔

اماں۔۔۔ !مت روئیں۔ جب آپ روتی ہیں تو یہ دِیا بجھ جاتا ہے۔

عفان نے ماں کے آنسو صاف کرتے پریشانی سے کہا۔

الماس بیگم نے اسکے ہاتھ اپنے اپنے ہاتھوں میں تھام کے لبوں سے لگا لیے۔

اماں-- !!اجازت دیں۔ سفر بہت لمبا-- ہے-- !!سب چلے گ ئ ے تو میں اکیلا پیچھے رہ جاؤں گا۔ عفان نے اٹھتے ہوئے کہا اور اندھیرے کی آور قدم بڑھائے۔

عفان-- !!میرے بچے-- !!الماس بیگم تڑپ اٹھیں۔

عفان نے مڑکر مسکراتے ہوئے ماں کو دیکھا۔ اور آگے بڑھ گیا۔

جہاں جہاں وہ قدم رکھتا۔ اندھیرے کو چمکاتا جاتا۔

ماں کا خوب--

میں سوئ ی جو اک شب تو دیکھا یہ خواب

بڑھا اور جس سے میرا اضطراب

یہ دیکھا کہ میں جارہی ہوں کہیں۔

اندھیرا ہے اور راہ ملتی نہیں۔

لرزتا تھا ڈر سے میرا بال بال

قدم۔ کا تھا دہشت ست اٹھتا محال

جو کچھ حوصلہ پا کے آگے بڑھی

تو دیکھا اک قطار لڑکوں کی تھی
زمرد سے پوشاک پہنے ہوئے
دیئے سب کے ہاتھوں میں جلتے ہوئے
وہ چپ چاپ تھے آگے پیچھے رواں
خدا جانے جانا تھا اُن کو کہاں
اسی سوچ میں تھی کہ میرا پسر
مجھے اس جماعت میں آیا نظر
وہ پیچھے تھا اور تیز چلتا نہ تھا
دیااسکے ہاتھوں میں جلتا نہ تھا
کہا میں نے پہچان کر میری جاں
مجھے چھوڑ کر آگئے تم کہاں
جدائی ہی میں رہتی ہوں میں بے قرار
پروتی ہوں ہر روز اشکوں کے ہار

نہ پرواہ ہماری زرا تُم نے کی

گ ئ ے چھوڑ، اچھی وفا تُم نے کی

جو بچے نے دیکھا میرا پیچ و تاب

دیا اس نے منھ پھیر کے یوں جواب

رُلاتی ہے تجھ کو جدائ ی میری

نہینا س میں کچھ بھی بھلائ ی میری

یہ کہہ کر کچھ دیر کو وہ چپ رہا

دیا پھر دکھا کے یہ کہنے لگا

سمجھتی ہے تو ہو گیا کیا اسے ؟

تیرے آنسوؤ ں نے بجھا دیا اسے

علامہ اقبال

عفان۔۔۔۔۔۔ !!الماس بیگم نے روتے پکارا۔

مما۔۔۔ !!فارس کے اچانک آجانے سے وہ جو سجدے میں آنکھیں موندے عفان کو پکار رہی تھیں۔

یکدم آنکھیں کھولیں۔

سامنے فارس کا چہرہ نظر آیا۔ انہیں ایک لمحے کو ایسا لگا۔عفان ان کے سامنے آگیا ہے۔

الماس بیگم بے اختیار اپنی تڑپ مٹانے کو فارس کے گلے لگیں۔

فارس نے بھی ماں کو سینے میں بھینچا۔

ایک معجزہ تھا۔جو ہو گیا۔ الماس بیگم کو سکون سا آگیا۔

آنکھیں نم۔تھیں لیکن اب وہ روئی یں نہیں۔

انہوں نے یہی عہد کیا تھا ان لمحوں میں خود سے۔

فارس نے ماں کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔ اور ان کے ماتھے پے بوسہ دیا۔اور سہارا دے کے بیڈ پے بٹھایا۔

الماس بیگم۔پر۔سکون تھیں۔

مما۔۔ !آپ ٹھیک ہیں ناں۔۔؟؟فارس نے فکر۔مندی سے پوچھا۔

بیٹا۔۔۔ !آپ۔۔ پاس ہو تو سب۔۔۔ ٹھیک ہے۔

تسبیح پے انگلیاں چلاتیں وہ نرمی سے بولیں۔

چہرے پے دھیمی مسکان تھی۔فارس نے ماں کے ہاتھ چومے۔

میں ہمیشہ آپ کے پاس ہوں اماں۔فارس نے عفان کی طرح الماس بیگم کو پکارا۔ تو وہ جی اٹھیں۔ مسکراہٹ دوچند ہوگ ئی۔اور سکون سے آنکھیں موند لیں۔ فارس نے ماں پے کمفرٹر درست کیا۔ اٹھتے ہوئے ماں کے ماتھے پے ایک بار پھر بوسہ دیا۔اور باہر آگیا۔

وہ آج دس دن بعد گھر آیا تھا۔ایک درد تھا سینے میں ایک چبھن تھی عفان کے جانے کی۔

اس درد کو اندر دباتے وہ اپنے روم کی جانب بڑھا۔

شاور لے کے تھوڑا خود کو فریش محسوس کیا

لیکن ان دس دنوں میں اک لمحہ بھی ایسا نہیں آیا تھا۔ جب وہ کاغذ اس کے ذہن سے محو ہوا ہو۔

اپنی کبرڈ کی جانب بڑھا۔

لاکر کھولا۔ اندر سے ڈائی ری نکالی۔ اسی ڈائی ری میں وہ ٹکڑا رکھا تھا۔

فارس کے ہاتھ لمحے بھر کو کانپے آنکھوں کے آگے عفان کا چہرہ گردش کرنے لگا۔

دل میں پھر سے درد کی ٹھیسیں اٹھیں۔

دھڑکتے دل مضبوط اعصاب کے ساتھ اس نے وہ کاغذ کا ٹکڑا کھولا۔

اور اس پے نظر دوڑائی ی۔

جیسے جیسے وہ پڑھتے جا رہا تھا۔ اس کے اعصاب تن رہے تھے۔

دماغ کی رگیں ابھر کے واضح ہونے لگیں۔

لب غصے سے بھینچے۔

ساری تحریر پڑھ لی۔ ساری حقیقت واضح ہوگی۔

آنکھیں سختی سے میچ لیں۔

تحریر کے آخری الفاظ کی بازگشت بار بار سنائی ی دے رہی تھی۔

" میں۔۔ آپ سے نہیں۔۔۔ فارس سے پیار کرتی ہوں۔"

"پلیز۔۔۔ !!میری اور فارس کی زندگی سے نکل جائیں۔"

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

فارس خود پے قابو نہ کر پا رہا تھا۔

اسکا غصہ آؤٹ آف کنٹرول ہو رہا تھا۔

غصہ حد سے بڑھا۔ تو ڈریسنگ ٹیبل پے رکھی ہر چی کو الٹ دیا۔

شیشے کے ٹیبل کو زور سے ٹھوکر ماری۔ تو کانچ ٹوٹ کے بکھر گیا۔

آنکھوں یں سخت غصہ اور دہشت تھی۔

شیشے کے سامنے کھڑا وہ خود کو دیکھے جا رہا تھا۔

ععفان۔۔ اسکا عکس۔۔۔ ہوبہو۔۔ اس کے جیسا تھا۔

صرف آنھوں کے فرق سے وہ پہچانے جاتے تھے۔

فارس کی آنکھیں الگ تھیں۔ گہری سبز مائل آنکھیں۔

جن کا رنگ ہمیشہ غصے میں لال رنگ میں بدل جاتا تھا۔

جبکہ عفان کی آنکھیں بھوری تھیں۔

ایک ہنستا ہنساتا تھا۔ زندگی کو بھرپور طریقے سے جیتا تھا۔

تو دوسری طرف فارس تھا۔ جسکی مسکراہٹ کیاایک جھلک بھی بہت کم دیکھنے کو ملتی تھی۔ جس کی پہچان صرف اسکا غصہ تھا۔

ایک زور دار مکا فارس نے شیشے پے ماراتھا۔ وہ کہیں دراڑوں میں بٹ گیا۔ اور فارس کو اپنا آپ اس شیشے میں ک ئی ٹکڑوں میں بٹ ہوئ ی شبیہ نظر آئ ی۔

کیوں۔۔۔؟؟ کیوں۔۔ کیا ایسا۔۔۔؟؟ میرے بھائ ی کو موت ۔۔کومنہ میں پہنچا دیا۔

فارس کو اپنا آپ سنبھالنا محال ہو رہا تھا۔

ہاتھ لہو لہان ہو گیا تھا۔ لیکن پرواہ کسے تھی۔۔۔؟؟

زمین پے بیٹھتا چلا گیا۔

دروازہ زور زور سے پیٹنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

بھائ ی۔۔۔ !!بھائ ی۔ کدھرہیں۔۔ دروازہ کھولیں۔۔۔ پلیز۔۔؟؟

باہر سے آوازیں مسلسل آرہی تھیں۔

لیکن فارس ہوش میں ہوتا تو کھولتا ناں۔۔۔

اسکے دل و دماغ میں تو بس عفان ہی کا خیال اور اسی کا چہرہ تھا۔

✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨

زیان ابھی ابھی قبرستان سے واپس لوٹا تھا۔کچھ ہی دنوں میں وہ مرجھا گیا تھا۔

چہرے کی وہ رونق ماند پڑگ ئی۔ جو شادی کے روز تھی۔

سیڑھیاں چڑھتے اسے فارس کے روم سے آوازیں۔تو وہ ٹھٹھکا۔

بے اختیاری نظریں فارس کے روم کی جانب اٹھیں۔

دلعجیب انداز میں دھڑکا تھا۔

دعا جو زیان کو آتا دیکھ اسکیجانب بڑھ رہی تھی۔ زیان کو فارس کے دوملکی طرف بھاگتا دیکھ وہ بھی اسی کے پیچھے ہولی۔

بھائی ی۔۔۔ !!بھائی ی۔۔۔ دروازہ کھولیں۔

زیان تڑپ رہا تھا۔ دروازہ پیٹ رہا تھا۔

بھائی ی--- !!پلیز دروازہ کھولیں---

بن پانی کے مچھلی کی طرح وہ باہر کھڑا تڑپ کے بولا۔

دعا بھی گبرائی ی ہوئی ی وہیں کھڑی دیکھ رہی تھی۔

لیکن دروازہ نہ کھلا۔

دعا--- کیز لے کے آؤ۔

زیان نے جھٹ سے کہا۔

لیکن دعا اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ وہ وہیں گھبرائی ی کھڑی تھی۔اسے سمجھ ہی نہ آیا زیان نے کیا کہا۔

دعا--- !!جاؤ--- !!زیان تقریباً چیخا تھا۔وہ ایکدمہوش میں آتی کیز لینے کے لیے نیچے کی طرف بھاگی۔

زیان دوبارہ دروازہ بجاتا۔ کہ یکدم دروازہ کھل گیا۔

زیان کا دل پرندے کی طرح پھڑکا۔

فوراً دروازہ کھولے وہ اندر آیا۔

سامنے ہی صوفے پر پرسکون سا بیٹھا فارس نظر آیا۔

کمرے کی حالت ابتر تھی۔

فارس کا ہاتھ لہو لہان تھا۔

خون دیکھ کر زیان تڑپ کے آگے بڑھا۔

گھٹنوں کے بل بیٹھا۔ وہ فارس کا ہاتھ تھامے عقیدت سے دیکھے جا رہا تھا۔

بھائی ی---- !!بھائی ی--- یہ-- کیسے ہوگیا---؟؟

روئی ی آنکھوں سے وہ فارس کی سبز آنکھوں میں دیکھتے بولا۔

فارس نے ایک نظر اپنے لاڈلے بھائی ی پر ڈالی۔

جس کی آنکھوں میں آج تک ایک آنسو نہیں آنے دیا تھا۔ وہ بلک بلک کر رو رہا تھا۔

اسکے آنسو دیکھ کے فارس کے دل کو جیسے ہاتھ پڑا۔

بہت پیار سے اسکے گالوں پے آئے آنسو صاف کیے۔

تبھی دعا پانی امی ماریہ شاہ کے ساتھ روم مٰیں داخل ہوئی ی۔

ماریہ شاہ کو دعا خود ساتھ لے کے آئی ی تھی۔

دلاور شاہ اور فراز شاہ گھر پے نہیں تھے۔

ماریہ شاہ بے چین ہو کے آگے بڑھیں۔

فارس-- !!میرے بچے--- !!یہ کیا کیا--؟؟ کیوں خود کو تکلیف پہنچا رہے ہو--؟؟

مارہہ شاہ نے فارس کا چہرہ اپنے دونں ہاتھوں میں لیا۔

وہ بہت رو رہی تھیں۔

فارس نے دھیرے سے اپنا چہرہ اٹھایا۔تو نظر سیدھا اس پے جا ٹھری۔ دروازے میں ایستاہ دعا کے ساتھ وہ کھڑی تھی۔

نظرپڑی اس پے تو ٹھر سی گ ئی۔

وحشت زدہ آنکھوں سے وہ فارس اور اس کے کمرے کی حالت کودیکھ رہی تھی۔

ایک لمحے میں اس کے تاثرات بدلے۔وہ سبز آنکھیں ایک دم سے لال انگارہ ہوئی یں۔

وہ جھٹ سے کھڑا ہوا۔ اور باہر کی جانب قدم بڑھائی ے۔

گردن موڑ کے ایک قہر کی نظر عین پے ڈالے وہ باہر نکل گیا۔ زیان بھیفارس کے پیچھے لپکا۔ وہ۔ایک بار عفان کو۔اکیلا چھوڑ کے نقصان اٹھا چکا تھا۔

اب۔۔۔ فارس کو کواکیلا نہیں کھو سکتا تھا۔

پتہ نہیں ۔۔۔ کس کی نظر لگ گ ئی ہمارے ہنست بستے گھر کو۔۔۔؟

ماریہ شاہ۔دکھ سے رو دیں۔

دعا نے آگے بڑھ کے ماں کو سنبھالا۔

بیٹا۔۔۔ !!نوراں سے کہہ کے کمرہ صاف کروادو۔

ماریہ شاہ دعا سے کہتے باہر کی جانب بڑھیں۔

دعا بھی ساکت کھڑی عین کے قریب آئی ی۔

آپی۔۔۔آپی۔۔۔۔ !!دعا نے اسے پکارا تو ہوش کی دنیا میں واپس آئی ی۔

ایک جھر جھری لی۔اور باہر نکل آئی ی۔

دعا عین سے تین سال چھوٹی تھی۔

نورالعین کی پیدئی ش فرازشاہ اور ماریہ شاہ کی زندگی میں بہت منتوں مرادوں سے ہوئی ی۔

وہ۔ باربی گڑیا ی طرح نرم و نازک تیکھے نین نقوش اور سے سے بڑھ کے اسکی آنکھ کے
قریب سیاہ تل اس کے
حسن کو چار چاند لگاتا تھا۔
عین کی پیدائی ش پے الماس بیگم بھی امید سے تھیں۔
عفان اور فارس چار سال کے تھے۔
گھر بھر میں ان جڑواں بھائی یوں کی وجہ سے خوب رونق تھی۔
دونوں بھائی ی ایک دوسرے پے جان چھڑکتے تھے۔
عین کی پیدائی ش پے فارس نے تو کوئی ی رد عمل نہ ظاہر کیا۔ جبکہ عفان بہت خوش
ہوا۔
اس باربی کو سار دن لیے پھرتا رہتا۔ وہ بھی عفان کے لمس سے آشنا ہوگ ئی تھی۔
تین سال کی نین نے سب کو ہی اپنا بنا لیا تھا۔
زیان بھی اسی کا عمر تھا۔
اور دونوں ایک ساتھ کھیلتے۔

ایک دن یونہی کھیلتے کھیلتے زیان سیڑھیوں سے نیچے کی طرف بھاگا۔ اور گر گیا۔

اسے چوٹ لگی۔ فارس وہاں آن وارد ہوا۔

وہ سات سال کا تھا۔ اور عین سے اسے ویسے بھی چڑ تھی۔ کیونکہ عفان اسکو بہت چاہتا تھا۔ اور اپنا زیادہ وقت اسی کے ساتھ گذارتا تھا۔

اس لمحے عین فارس کی لال انگاروں آنکھوں کے دیکھنے سے ڈر گ ئی۔

فارس نے بھی بنا سوچے سمجھے رکھ اسکے گال پے تھپڑ جڑ دیا۔ اور وہ بیچاری منہ پے ہاتھ رکھے رو دینے کے در پر تھی۔

خبردار۔۔۔ !جو تمہاری آواز بھی آئی ی۔۔۔ ورنہ اور ماروں گا۔

فارس نے بے حد غصے سے کہا تو روئی ی بھی نہ۔۔

بعد میں زیان نے خود ہی بتا دیا کہ وہ تیزی سے اترتا گر گیا تھ۔

دلاور صاحب نے فارس کو ڈانٹا۔ عین پے ہاتھ اٹھانے کی وجہ سے۔ لیکن فراز صاحب بات کو رفع دفع کر دیا۔ کچھ ہوا انجانے میں ہوا۔

بات تو ختم ہوگئی۔ لیکن عین کے دل۔میں فارس کا ڈر بیٹھ گیا۔ اور وہ اس کے سامنے بھی جانے سے ڈرنے لگی۔ وہ ڈر جو بچپن میں دل۔میں بیٹھا۔ وہ آج بھی قائم تھا۔

وہی لال انگارہ آنکھیں۔

عین پھر سے سہم گئی۔

دعا جتنی پر اعتماد تھی۔وہ اتنیھی ڈری سہمی اور معصوم تھی۔ اپنے حق کے لیے بولنا بھی نہیں آتا تھا۔وہ خیالوں کی دنیا میں رہنے والی لڑکی تھی۔

اور عفان اس کے ناز نخرے اٹھاتا تھا۔ اسے سمجھتا تھا۔وہ اسکا سب سے قریبی دوست تھا۔ جس سے وہ ہر راز کی بات کر لیتی تھی۔

وہ باتیں جو وہ دعا سے بھی نہیں کر پاتی تھی۔

کیونکہ اسکا زیادہ وقت زیان کے ساتھ گذرتا تھا۔

فارس کے باہر ملک جانے پے سب سے زیادہ خوش بھی عین ہی تھی۔

اور شاید فارس بھی اسی کی وجہ سے ملک سے باہر چلا گیا تھا۔ اس کا عفان کے زیادہ قریب رہنا۔۔ اسے چبھتا تھا۔ اور وجہ جاننے سے وہ خود بھی قاصر تھا۔

غرض سبھی اپنی اپنی لائف میں خوش و مگن تھے۔
ہاں اس کے علاوہ ایک ہستی اور تھی اس گھر میں ---
جس سے عین کی جان جاتی تھی۔
اور اسے عین ہمیشہ ڈیول کہا کرتی تھی۔

وہ تھا ابرار شاہ

دلاور شاہ کے سوتیلے بھائی ی کبیر شاہ کا بیٹا۔۔

✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨

شاہ حویلی خان پور کی مشہور حویلی تھی۔
جو بڑی حویلی کے نام سے جانی جاتی تھی۔
جو دلاور شاہ اور فراز شاہ کے والد اکبر شاہ نے اپنی زندگی میں بنوائی ی تھی۔
اسا طرزِ تعمیر شاہانہ تھا ہی۔ وہ حویلی محل سے کم نہ تھی۔

اکبر شاہ نے بڑے بیٹے کی شادی شا خاندان میں ہی الماس بیگم سے کروائی ی ۔ جو بہت خوشگوار ثابت ہوئی ی۔ انھی کے تین بیٹے تھے۔

عفان اور فارس شاہ اور چھوٹا بیٹا۔ زیان شاہ۔

فراز شاہ تھوڑے ہنس مکھ مزاج کے انسان تھے۔ ماری شاہ انکی زوجیت میں آئی یں۔

اللہنے انکو دو بیٹیوں کی رحمت سے نوازا۔

نور العین اور دعا فراز۔

اکبر شہ کی ایک منہ بھولی بہن تھی۔ شمسہ بی بی۔

جن کو انھوں نے اپنے گھر اپنے ساتھ رکھا تھا۔انکا ایک بیٹا تھا۔کبیر شاہ۔ اسے اکبر شاہ نے اپنی نسبت ہی دی تھی۔ شمسہ بی بی کی خواہش پے۔

شمسہ بی بی کے شوہر کی وفات کے بعد سب نے ان سے بناتا توڑا لیک ن اکبر شاہ کی بہن کی محبت نے جوش مارا او ر وہ انہیں گھر لے آئی ے۔ اور ان کے بیٹے کا اپنے بیٹوں کی طرح خیال رکھا۔ ۔ کسی چیز کیکمی نہ ہونے دی۔

لیکن ہائے رے قسمت-----

کبیر شاہ کو الماس بیگم کی بہن بھا گ ئی ی۔

اپنی پسندیدگی کا اظہار بھی کیا۔ لیکن رشتہ نہ ہو سکا۔

کہ انکی زات الگ ہے۔ بھلے شاہ جی نے انہیں نسبت دی ہے۔ لیکن وہ شاہ فیملی سے نہیں ہیں۔

اس بات سے ان کے دل میں نفرت کا بیج بونا شروع ہوا۔ جو وقت گزرنے کے بعد ایک تناور درخت بن گیا۔

ابر شاہ اور شمہ بی بی کی وفات کے بعد کبیر شا کو کھلی چھٹ ملگ ئی من مانی کرنے کی۔

اور ایک دن اپنی کسی کلاس فیلو کو بیاہ کے گھر لے آئی ے۔

دلاور شاہ نے کافی باز پرس کی۔ لیکن انہوں نے بھی کان نہ دھرے۔ اور من مانیاں کرتے رہے۔

دردانہ بیگم بھی انہی کی طرح سازشی دماغ رکھتی تھیں۔

انکو بھی اللہ نے الادِ نرینہ سے نوازا۔

بیٹے کانام ابرار شاہ اور بیٹی کا نام فاریہ شاہ تھا۔

اور دونں ماں باپ کی کاربن کاپی تھے۔

بھائی ی۔۔۔ !!ایسا کیوں کیا آپ نے۔۔۔؟؟

زیان نے گاڑی ڈرائیو کرتے فارس کو دیکھتے کہا۔ جس کی نظریں باہر تھیں۔

زیان ابھی فارس کو ہاسپٹل سے بینڈیج کروا کے گھر واپس جا رہا تھا۔

زیان ۔۔ !!گاڑی قبرستان کی طرف موڑ لو۔

بے تاثر انداز۔۔

زیان کو مزید دکھ نے گھیر لیا۔

گاڑی قبرستان کے باہر۔رکی۔دونں باہر نکلے۔

!!زیان ۔۔ !!تم یہیں رکو۔۔۔

وہی بے تاثر انداز زیان کو دکھیکیے جا رہا تھا۔

بھائی ی۔۔۔ !!اتنی رات گ ئی ے

اکیلے۔۔ مت جائی یں۔۔ !!میں بھی۔۔۔ ساتھ۔۔ !!زیان نے دھیمے لہجے میں کہا۔

نہیں۔۔۔ !میں تھوڑی دیر میں آجاؤ ں گا۔ تم۔یہیں۔۔۔۔ ویٹ کرو۔

نارمل۔انداز میں کہتا وہ اندر کی جانب بڑھا۔

عفان کی قبر کے پاس جا کے رک گیا۔

آنسو خود بخود بہنے لگے۔

پاس ہی گور کن کا کمرہ تھا۔ جہاں اسکے کمرے کے باہر ایک بلب روشن تھا۔ اسی کی روشنی میں فارس چلتا ہوا۔ عفان کی قبر کے سر والی طرف آیا۔

اور گھٹنوں کے بل وہیں بیٹھ گیا۔

یار۔۔۔ !مت کرو۔۔ناں۔۔۔ !موبائیل یوز کرتا عفان کے بار بار فارس تنگ ک رہا تھا۔

اور ہر بار اس کے بال خراب کر رہا تھا۔

جتنا وہ تنگ پڑتا فارس ہنستا ہوا اسے مزید زچ کرتا۔

!!مما۔۔ !دیکھیں۔۔ ناں۔۔فارس کو۔۔۔ !!بار بار میرے بال۔ خراب کررہا ہے۔۔

نروٹھے پن سے دس سالہ عفان نے الماس بیگم کو شکایت لگائی ی۔

تو وہ مسکرا دیں۔

مما--- !!دیکھیں --- ناں-- فان کے بالوں-- پے چاند بنتا ہے--میرے بالوں پے نہیں بنتا---اب کی بار فارس نے منہ بنا کے کہا۔

ہاں-- تو--؟؟ اس میں میرے بالخراب کرنے کی کیا بات ہے---؟؟ عفان نے اترا کے کہا۔

اور پھر سے لیٹتے ہوئے موبائیل۔یوز کرنے لگا۔

کہ فارس نے پھر اس کے بال۔ کھینچے۔ اور بھاگا۔

اور عفان زور سے چلاتا فارس کے پیچھے بھاگا۔

اور پھر فارس آگے آگے تھا۔اور عفان پیچھے پیچھے۔

اور سب کے ہروں پے مسکراہٹیں تھیں۔

بے اختیار فارس کاہاتھ قبر کی مٹی پے گیا۔

نہ وہ تھا-- نہ ہی اس کے بالوں کا چاند۔

آنسو گرتے گرتے قبر کی مٹی میں جذب ہونے لگے۔

قبر کی مٹی ہاتھ میں اٹھائی ی۔

تو دل میں ایک بار پھر سے جدائی ی کا درد جاگ اٹھا۔

اچانک موسم نے انگڑائی ی لی۔اور تیز ہوائی یں چلنے لگیں۔

دور زیان گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائی ے فارس پے ہی نظر رکھے ہوئے تھا۔

ہاتھوں میں مٹی اٹھائی ے وہ ایک بار پھر ماضی میں جاتا کہ --

" میں-- آپ سے نہیں--- فارس سے پیار کرتی ہوں۔"

"پلیز--- !!میری اور فارس کی زندگی سے نکل جائی یں۔"

لفظوں کی بازگشت ہونے لگی۔

دکھ اور درد کی جگہ جنوں نے لے لی

دل میں بے انتہا غصہ بھر گیا۔

کبھی نہیں-- چھوڑوں گا۔ اپنے بھائی ی کی موت کا بدلہ--- ضرور لوں گا۔

میرے بھائی ی کو موت کے منہ میں پہنچانے والے کو عبرت ناک سزا دوں گا۔

نظر پھر قبر پے جا ٹھہری۔

بھائی ی--- !میری جان--- اتنا بڑا قدم۔اٹھانے سے پہلے ایک بار--- مجھ سے ---
پوچھ تو لیتے--- سچ اور جھوٹ کا پتہ تو کر لیتے----
اتنی جلدی کیا تھی جانے--- کی--؟؟
کیسے-- اتنا بڑا گناہ کر دیا---؟؟ کیسے--؟؟ خود کو-- مار ڈالا---؟؟
نہیں--- نہیں -- یقین آرہا ہے--کہ اب-- تم نہیں---
چھٹی نہ کوئی ی سندیس
بجانے وہ کونسا دیس --
جہاں تم چلے گئے--
دھیرے سے وہاں سے اٹھا۔ بارش شروع ہو چکی تھی۔
اس دل پہ لگا کے ٹھیس ---
جانے وہ کونسا دیس---
جہاں-- تم چلے گ ئ ے---
فارس گاڑی کے قریب پہنچا تو زیان نے فوراً گاڑی کا دروازہ کھولا۔

بیٹھتے ہی ایک الوداعی نظر قبرستان پے ڈالی۔

اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

میں قسم کھاتا ہوں عفان۔۔ !جو بھی تمہاری موت کی وجہ ہے۔۔ میں اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔

فارس نے گاڑی کی سیٹ کے ساتھ ٹیک لگاتے آنکھیں موند لیں۔

ایک آہ بھری ہوگی۔۔

ہم نے سنی ہوگی۔۔

جاتے جاتے تم نے۔۔

آواز تو دی ہوگی۔۔

ہر وقت یہی ہے غم۔۔

اس وقت کہاں تھے ہم۔۔

کہاں۔۔ تم چلے گ ئ ے۔۔؟؟

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

کیا ہوا دردانہ بھابھی۔۔ !!آپ اتنی پریشان کیوں ہیں۔۔؟

ماریہ شاہ جو کچن میں کھانا بنا رہی تھیں۔ اور دعا ان کی مدد کر رہی تھی۔ دردانہ کو اندر آتا پریشان حال دیکھ پوچھ بیٹھیں۔

اف کیا بتاؤں بھابھی۔۔۔ !!یہ۔۔ محلے والے بھی ناں۔۔۔ہر وقت ہی الٹا سیدھا بولتے رہتے ہیں۔

پاس رکھی چی ئی ر پے بیٹھتے دکھ سے کہا۔

کیا ہو گیا۔۔۔؟ کیا کہہ دیا۔۔۔؟ سرسری سے انداز میں پوچھا۔

اب دیکھیں ناں۔۔۔۔ عفان کے تو جانے کا وقت آگیا تھا۔

ہائے۔۔۔۔ جوان جہان ۔۔ بچہ چلا گیا۔

منہ پے دوپٹہ رکھے آنسو بہائے۔ اور پونچھنے بھی لگیں۔

لیکن باتوں کا سلسلہ جاری رکھا۔

پر ۔۔اس میں ہماری عین کا کیا قصور۔۔۔؟؟دردانہ کی بات پر دعا کے کام کرتے ہاتھ بھی لمحے بھر کو رکے۔ اور نظر اٹھا کر دردانہ شاہ کو دیکھا۔

کیامطلب۔۔۔۔؟؟ کیاکہنا چاہ رہی ہیں آپ۔۔؟؟

ماریہ شاہ نے نا سمجھی سے انکی طرف دیکھتے دریافت کیا۔

میں نے۔۔۔ کچھ عورتوں کو کہتے سنا ہے۔۔

!!عین۔ کرم جلی ہے۔ منحوس ہے۔۔۔۔اسکی وجہ سے۔۔۔۔

بس کریں آنٹی۔ کیا بولے جا رہی ہیں۔؟

دعا نے انکی بات پوری نہ ہونے دی بیچ میں ہی غصے سے ٹوک دیا۔

لو بھلا۔۔۔ میں کہاں کہہ رہی ہوں۔۔؟ محلے میں چہ مگوئیاں ہو رہی ہیں۔

اپنے ان گناہگار کانوں سے سنا ہے میں نے۔

بڑھا چڑھا کے پیش کیا۔

ایسا۔۔۔ کچھ نہیں۔۔ میری بیٹی۔۔۔۔

ماریہ شاہ کا لہجہ ڈگمگایا۔

دعا نے فوراً آگے بڑھ کر ماں کو آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دی۔

لیکن لب بھی خاموش نہ رہ سکے۔

مما۔۔۔ !!لوگوں کا تو کام ہے باتیں کرنا۔ نہ وہ زندہ کو چھوڑتے ہیں نہ مرے ہوئے کو۔۔۔

اپنا مرنا تو جیسے سب بھول ہی گ ئ ے ہیں ناں۔۔۔

کن اکھیوں سے دردانہ شاہ کو منہ بنا کے دیکھا۔

انھوں نے پہلو بدلا۔

ماریہ شاہ لمبی سانس خارج کرتیں دوبارہ کام میں لگ گ ئ یں۔

ارے۔۔۔ میں نے تو آپ کو بھلائ ی میں ہی بتایا ہے۔۔۔ خیر۔۔۔ عین مجھے بھی بہت عزیز ہے۔ میرے لیے فاریہ جیسی ہے وہ ۔۔۔ کبھی فرق نہیں کیا میں نے۔

بہت جتلا کے بتانے لگیں۔

آنٹی اگر ایسی بات ہوتی تو آپ۔۔ ان لوگوں کو جو اسطرح کی باتیں کررہے ہیں۔ آپ وہیں انکو جواب دے کے آتیں۔ نہ کے۔۔ ہمیں آکر۔۔۔ !!جان بوجھ کے بات ادھوری چھوڑی۔

ہاں وہی تو بتا رہی ہوں۔

اچھا خاصا ٹکا کے جواب دیا میں نے۔۔۔

لیکن آگے سے بولیں اگر اتنی ہی چاہت ہے تو اپنی بہو بنا لو ناں۔۔۔۔ !!زبانی ہمدردی کیوں دیکھا رہی ہو۔۔۔؟؟

دردانہ شاہ نے خوب سوچ سمجھ کے پتہ پھینکا۔

دعا کے ماتھے پے تیوری چڑھی۔ ماریہ شاہ نے بھی حیرانی سے دیکھا۔

اور پھر کیا تھا۔۔۔ میں نے بول دیا۔

ہاں ہاں۔۔ بنا لوں گی۔ بہو۔ چاند کا ٹکڑا ہے اور بہت نیک بخت بچی ہے ہماری نور العین۔

تب تو سب کے ہی منہ بند ہوگ ئی ے۔

بہت اترا کے قصہ تمام کیا۔

آپ۔۔۔ آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔

ماریہ شاہ دھیرے سے مخاطب ہوئی یں۔

دیکھیں بھابھی۔۔۔ !!اس میں برائی ی ہی کیا ہے۔۔۔؟؟ نور العین ہماری بھی بیٹی ہے۔۔ اور ہمیں بھی بہت عزیز ہے۔۔ لوگ باتیں کریں گے تو دکھ تو ہوگا ناں۔۔ اور لوگوں کے منہ بندکر نے کا اس سے اچھا اور کوئی ی طریقہ نہیں۔

آپ۔۔۔ اجازت دیں۔۔ تو شاہ جی سے بات کروں۔ اللہ نے چاہا تو بہت اچھا ہو جائے گا۔ اور گھر کی بات گھر میں ہی رہ جائے گی۔

اپنی فل پلاننگ کر کے انھوں نے اپنی بات ماریہ شاہ کے سامنے رکھی۔

آنٹی ۔۔ !آپ کو کوئی ی ۔۔ خوفِ خدا ہے کہ نہیں۔۔؟؟ دعا سے برداشت نہ ہوا تو غصہ ضبط کرتے بولی۔

عفان بھائی ی کی قبر کی مٹی بھی خشک نہیں ہوئی ی۔ اور آپ--- شادی کی بات--- کیسے---؟؟

دعا کی آنکھیں نم ہوئی یں۔

ماریہ شاہ کی آنکھیں بھی بھیگ گ ئی یں۔

دیکھو بیٹا--- !یہ سب بڑوں کی باتیں ہیں۔ تم اس میں نہ بولو--- تو بہتر ہے۔ !روکھے انداز میں ٹوکا۔

بھابھی۔ !میرا خیال ہے۔ اس موضوع کو آپ یہیں ختم کر دیں۔ مزید اس بارے میں کوئی ی بات نہ ہو۔

ماریہ شاہ نے سختی سے مگر دھیمے لہجے میں درادانہ کو باور کرایا۔

!!بھابھی---!میں تو آپ کے بھلے کے لیے-----

جس وجہ سے بھی کہہ رہی ہیں۔ بس بات کو یہیں ختم کر دیں۔

ماریہ شاہ نے غصے سے ٹوکا تو دردانہ بیگم اپنا سا منہ لے کے رہ گ ئی یں۔ اور منہ بنا کے کچن سے نکل گ ئی یں۔

دعا نے آگے بڑھ کے ماں کو گلے لگایا۔

ماریہ شاہ نے آنسو صاف کیے۔

بہت درد بھر گیا تھا دل میں۔

عفان ان کا ہونے والا داماد بعد میں ۔ پہلے انکا بیٹا تھا۔

اور وہ بیٹے کی موت کو کیسے یوں اچانک فراموش کر دیتیں۔۔ مم جبکہ وہ تو انکے دل میں بستا تھا۔

✨✨✨✨✨✨✨✨✨

!!سب کچھ ٹھیک جا رہا ہے بابا۔۔۔

ابرار شاہ نے اپنے باپ کبیر شاہ سے کہا۔

!!ہاں۔۔۔ !!فی الحال تک۔۔۔۔

کبیر شاہ سوچتے ہوئے بولے

کیا سوچنے لگے۔۔۔ بابا۔۔؟؟

ہممممم--- کچھ خاص نہیں---!!

تم بتاؤ--- !رات کو کدھر تھے---؟ گھر نہیں آئی ے---؟؟

جی-- وہ -- ڈیرے پے تھا--

نظریں جھکا کے بولا۔

ڈیرے پے کیوں--؟؟ ماتھے پے تیوری چڑھی۔

وہ--- بس---- ایسے--- ہی--- !!ابرار شاہ کے پاس جواب نہ تھا۔

برخوردار--- دن کو جو مرضی کرو--- جہاں مرضی جاؤ۔ لیکن --- رات ہوتے ہی گھر واپس آؤ۔ سمجھے۔

تنبیہ کرتے وہ آگے بڑھ گ ئی ے۔

ابرار شاہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

اور باپ کے جانے کے بعد گارڈن ایریا میں آگیا۔

اور بد قسمتی عین کی جو سیڑھیاں چڑھتے اوپر جا رہی تھی۔ ابرار شاہ کی نظر میں آگ ئی۔

رکو---- !!عین آواز پے چونکی۔

اور پلٹی۔ سامنے ابرار شاہ کو دیکھ اسکے چہرے پے ڈر واضح نظر آنے لگا۔

یہاں آؤ۔ !! سخت لہجے میں پکارا۔

عین نے ادھر ادھر دیکھا کوئی ی نظر نہ آیا۔

لیکن اپنی جگہ سے ہلی بھی نہ--

سنا نہیں --- کیا کہا میں نے---؟؟ ابرار شاہ غصے سے اسکی طرف بڑھا۔

وہ سہمی سی سیڑھیوں کے بیچوں بیچ کھڑی تھی۔

اور وہ سر پے آن وارد ہوا۔

تمہیں--- کم سنائی ی دیتا ہے---؟؟ بہت اونچی آواز میں وہ چلایا۔

کیوں گلہ پھاڑ رہے ہو---؟؟ کیا م ئی سلہ ہے--؟؟

فارس نے پاس سے گزرتے ابرار کو اونچی آواز میں بولتا دیکھ غصے سے ٹوک بیٹھا۔ یہ دیکھے بنا کہ وہ بات کس سے کر رہا ہے۔

فارس کو دیکھ ابرار کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔

!! جی--- وہ--- کچھ نہیں-- وہ میں---

ابرار شاہ کے ڈرنے اور فارس کے اسطرح بولنے سے عین کو تھوڑا حوصلہ ہوا۔ ایک نظر فارس پے ڈالی جو اسے ہی غصے سے دیکھ رہا تھا۔ اور آنکھوں میں صاف لکھا تھا۔ کہ یہاں سے دفع ہوجاؤ ۔ ایسا عین کو لگا۔ اور وہ جھپاک سے اوپر۔کی طرف بھاگی اور غائ ب ہوگ ئی۔

ابرار شاہ لب بھینچے نیچے اترا۔

اور فارس شاہ کے قریب سے گزرا ۔

فارس کی تیز نظروں کا حصار وہ خود پے محسوس کر رہا تھا۔

ابرار کے جانے کے بعد وہ جو اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔ کہ قدم رکے۔ نظر اوپر کی جانب اٹھی۔ وہیں جہاں عین گ ئی تھی۔ بے اختیار ہی اس نے قدم اوپر کی جانب بڑھائ ے۔

✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨

دروازہ کھولا تو سورج کی تیز روشنی اندر روم میں داخل ہوئ ی۔

ہر طرف نور ہی نور بکھر گیا۔

وہ اسکا اسپیشل روم تھا۔ جہاں وہ اپنے فارغ وقت میں آرٹ کیا کرتی تھی۔اور عفان ہمیشہ اسکا ساتھ دیا کرتا تھا۔

آج وہ اکیلی تھی یہاں۔

ڈھیروں پینٹنگز بنا کے اس نے یہاں رکھیں تھیں۔

ایک خاص پینٹنگ بھی اس نے بنائی ی۔ جو اس نے بنا تو دی لیکن۔۔ اس میں ۔۔ جو وہ بنا گ ئی۔ خود بھیحیران رہ گ ئی۔

اور ایک ڈر سا دل میں بیٹھ گیا۔ کہنکھیں کوئ ی دیکھ نہ لے۔ اور وہ پینٹنگ اس نے چھپا دی۔

اور خود بھی نہ دیکھی۔

سب کچھ ویسا ہی تھا۔ کچھ بھی تو نہ بدلا تھا۔

آگے بڑھی۔ ایک اور پینٹنگ جو اس نے بنائی ی تھی۔ وہ اٹھا کے اسٹینڈ پے ایڈ جسٹ کی۔ اور بے اختیار ہی دیکھے گ ئی۔

!!یہ پینٹنگ ادھوری ہے عین---

عفان نے دیکھتے پر سوچ انداز میں کہا۔ تو وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔

کیا۔۔؟ کیا ادھورا پن ہے اس میں---؟؟

کھنکتی معصوم آواز عفان کے کانوں سے ٹکرائی ی۔ تو وہ مسکرا دیا۔

یہ سمندر کا برفیلا پانی---

یہ سر سبش و شاداب منظر --

جو چاند کی روشنی میں دمک رہا ہے۔

اور یہ پیاری سی لڑکی--- جو اس رات کے خوبصورت منظر کا ایک پیارا سا حصہ معلوم ہوتی ہے---

!!یہ--- اداس ہے----

اور جانتی ہو--- یہ اداس کیوں ہے--؟؟وہ جو انہماک سے سن رہی تھی۔ چونکی۔

کیونکہ۔یہ--- اکیلی ہے--- !!اسکا ہمسفر نہیں اسکے ساتھ--- !!میں-- نہیں-- تمہارے ساتھ-----

دھیرے سے سرگوشی میں کہتا وہ دور کہیں ہوا میں تحلیل ہوا ۔

اور عین ماضی سے حال میں لوٹی۔

آنکھوں میں آنسوؤں نے پھر ڈیرا جما لیا۔

پینٹنگ انگلیوں کی پوروں سے چھوتے اس کے لب سسک اٹھے۔

یہ تصویرکہاں--- ادھوری ہے -- فان--؟

اس میں--- آپ ہو---- ناں----

یہ چاند ----آپ ہی تو---- ہو---

جو ہم--سے بہت دور چلے گئے----

کہ---

!!جہاں ہم پہنچ ہی نہیں سکتے-----

ہاں-------- !واقعی---اس میں ---

!!ادھوراپن رہ گیا ہے-----

کہتے کہتے وہ روتی بیٹھتی چلی گ ئی۔

بے بسی حد سے سوا تھی۔

ایک جھٹکے سے بازو سے کھینچ کر مقابل نے کھڑا کیا-- عین ---اس اچانک افتاد پر بوکھلا گ ئی۔ اور سامنے ہی نظر بپھرے شیر پر پڑی۔

جس کی سبز مائ ل آنکھوں میں سرخی اتری ہوئ ی تھی--

روئ یں آنکھیں ، ان انگارہ آنکھوں سے ٹکرائ یں -جن میں نفرت اور بے انتہا غصہ بھرا ہوا تھا

فارس نے اسے کھینچ کر جنونی انداز میں اپنے سینے سے لگایا تھا۔وہ تڑپ ہی گ ئی---

دل کی دھڑکن اچانک ہی بڑھ گ ئی۔

اور دھڑکنوں کا شور فارس شاہ اسکی سانسوں کی مہک سے ہی سن سکتا تھا۔

کتنا پیار کرتی ہو مجھ سے------؟ہاں---- ؟

جنونی انداز میں کہتا اپنا ہاتھ اس کے گال پر پھیرا۔

عین تڑپ ہی تو گ ئی اس کے جان لیوا لمس پے--

لب بھینچے--- آنسو روکے --- وہ ہچکیوں سے روئے جا رہی تھی---

اپنی محبت کو پانا چاہتی ہو ناں تم----؟

لیکن --- پہلے اس محبت کا اظہار تو کرو----!

میں بھی تو دیکھوں ----- محبت کی دیوانگی-----

فارس نے اس کے نازک وجود کو مزید خود سے قریب کرتے اپنے غصے کی شدت کو ضبط کرتے کہا۔

اپنی انگلیاں اسکی نازک کمر میں سختی سے پیوست کر دیں۔

اور اتنا قریب کر لیا۔۔کہ ناک کے ساتھ ناک رب کی۔

عین نے آنکھیں سختی سے میچ لیں۔

اسکا پورا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔ کمر جیسے ٹوٹتی ہوئی ی محسوس ہوئی۔

وہ فارس کے سہارے ہی کھڑی تھی۔اگر ابھی وہ اسے چھوڑتا تو وہ زمین بوس ہو جاتی۔

کیا ہوا----؟ اتنا ڈرامہ کیوں کر رہی ہو؟

----؟

!!!تمہاری خواہش ہی تو پوری کر رہا ہوں--- سویٹ ہارٹ----

اب کی بار فارس نے میٹھے الفاظ میں سخت طنز کیا۔

عین کی آنکھیں جھٹ سے کھلیں---اور حیرانی سے فارس کو دیکھا۔کہ وہ کیا کہہ رہا ہے---

اور اسکے غصے سے بھرے چہرے کی طرف دیکھا۔

اور وہ ایک لمحہ-------------

جس میں عین نے فارس پے حیرانی سے نظریں جمائی یں۔وہ اس لمحے میں قید ہوا-----

وہ ایک لمحہ--- اسے تسخیر کر گیا۔

وہ۔اک لمحہ----- اس کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔

اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہوا---

اپنے سامنے کھڑے وجود کی مہک--- اپنے اندر اتارنے لگا--

لیکن یہ سب---- صرف ایک پل کے لیے ہی تھا----

فارس نے زور سے عین کو پیچھے کی طرف دھکا دیا۔اور وہ دور زمین پر جا گری۔

عین نے گرتے ہوئے خود کو بازؤں کے سہارے چوٹ لگنے سے بچایا۔

اور پلٹ کر ڈرتے ہوئے فارس کو دیکھا۔۔۔

نور العین فراز شاہ۔۔۔۔۔۔۔ !بہت جلد ۔۔۔۔ تمہیں ۔۔تمہارے کرموں کا حساب دینا ہو گا۔۔۔۔۔!.

!!!!میں۔۔۔۔ فارس شاہ۔۔ نہ بھولوں گا۔۔۔۔۔ نہ تمہیں بھولنے دوں گا۔۔۔۔۔

!!!یاد رکھنا۔۔۔۔

انگلی اٹھاتا وارن کرتا ایک نظر اسکی پینٹنگ پر ڈالی۔اور غصے سے اٹھا کے اسے زمین پے پٹخا۔

او اس پینٹنگ پے اپنے جوتو ں کی چھاپ چھوڑتا ۔۔۔ وہ عین کے سراسیمہ وجود کو دیکھتا۔۔ وہاں سے چلا گیا۔۔۔ اور عین کے لیے۔۔۔ ک ئی ڈر اور سوال چھوڑ گیا۔

بمشکل اٹھ کر نیچے گری پینٹنگ کو اٹھایا۔

جو ساری کو ساری خراب ہو چکی تھی۔

آنسو خود بخود گالوں پے بہہ نکلے ۔

بہت ہی خاموشی سے اس پینٹنگ کو دیوار کے ساتھ ٹکایا۔

آنسو پونچھے۔ گرنے کی وجہ سے کلائی ی دب کھا گ ئی تھی۔

کمر میں ابھی بھی انگلیاں دھنسی ہوئی ی محسوس ہو رہی تھیں۔

اور اسکی تکلیف کو بڑھا رہی تھیں۔

اللہ جی۔۔ !!یہ کیا بول کے گئے ہیں۔۔؟ ہم نے کیا کیا۔۔؟؟

اللہ جی۔۔۔ !!پلیز۔۔۔ہمارا ان سے کبھی بھی دوبارہ سامنا نہ کروانا۔۔۔

بہت بڑے ڈیول ہیں یہ۔۔۔۔ !!اس ابرار شاہ سے بھیبڑے ڈیول۔۔۔!آنسو گالوں سے بہے جا رہے تھے۔ اوہ وہ معصوم۔اللہ سے دعا گو تھی۔

****

!!زیان شاہ۔۔۔۔

میں آپ کے ساتھ نہیں جارہی۔۔۔۔

دعا نے زیان کو اپنا آخری فیصلہ سنایا۔

تم-- غلط کر رہی ہو---!!

زیان نے لب بھینچے۔

جانتی ہوں۔ لیکن--- نہیں جا سکتی---!!

دعا نے سر جھکا کے کہا۔

کیوں--؟؟ ماتھے پے تیوری چڑھی۔

وجہ آپ جانتے ہیں--- اس وقت-- گھر والوں-- کو ضرورت ہے-- ہماری-- آپ--!!

بھی ابھی--- مت---!!!

دعا--- ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے----- اگر-- ابھی نہ گیا تو جانتی ہو ناں--پیپرز نہیں دینے دیں گے۔ اور تم-- یہ بھی جانتی ہو-- تمہارا جانا بھی ضروری ہے۔ ابھی ابھی نیو ایڈمیشن لیا ہے-- اور ابھی سے-- آف---!!

زیان کا موڈ بہت خراب تھا۔

یونی سے نوٹس آیا تھا۔ اور اسے اب شہر جانا تھا۔ وہ دعا کو بھی ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ لیکن وہ راضی نہیں ہو رہی تھی-- جانے کے لیے۔

پلیز!!۔۔۔پھر آپ چلے جائی یں ۔۔ زیان۔۔۔میرا مشکل ہے۔۔

دعا نے بھی افسردگی سے کہا۔

you are impossibe dua...

زیان غصے سے کہتا ہوا وہاں سے جانے لگا کہ دعا نے ہاتھ پکڑ کے روکا۔

زیان نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ پے دیکھا۔ تو گردن موڑی۔

کیا کچھ نہیں تھا اسکی آنکھوں میں۔۔

زیان نے گہرا سانس خارج کیا۔ وہ اسے عزیز بھی تو بہت تھی۔

واپس پلٹ کے اس کے پاس آیا۔اسکی آنکھیں جھل مل برسنے والی تھیں۔

اب یہ بن بادل برسات کیوں۔۔؟؟ قریب ہوتے بہت پیار سے نرم لہجے میں پوچھا۔

آپپپپ۔۔۔۔ کو پتہ ہے۔۔۔ !!نظریں اٹھاتی جھکاتی وہ زیان کا دل دھڑکا گ ئی۔

اچھا۔۔۔ اب رونا نہیں۔۔ میں ۔۔ چلا۔ جاتا ہوں۔۔ بٹ پرامس می۔۔کہ تم جلد ہی مجھے جوائن کرو گی۔۔۔

زان نے مسکرا کے کہا۔ تو وہ پر سکون ہوتی مسکرائ ی۔

آج کتنے دنوں بعد دونوں مسکرائی ے تھے-- وہ بھیایک دوسرے کے لیے-
ورنہ عفان کے جانے کے بعد حویلی سبھی مسکرانا بھول ہی چکے تھے-

✨✨✨✨✨✨

آپی--- !!آپ کی کلائی ی پے---یہ کیا ہوا--؟
وہ جو مرہم لگا رہی تھی- دعا کے آنے پے چونکی-
کچھ نہیں--- بس-- گر گ ئی تھی--
نظر چراتے ہوئی ے کہا-
!اوہ-- ہو--- !!دیکھ کے چلنا چاہیے تھا- ناں---
لائی یں میں لگا دوں---دعا نے کہتے ی خود ہی ٹیوب پکڑ کے لگانی شروع کردی-
عین کے زہن سے ابھی بھی فارس نہیں نکل رہا تھا-
اور- نہ ہی اسکی باتیں-
اپنا خیال- رکھا کریں --آپی--- !!بہت پیار سے کہا-

ہممممم !!عین اٹھ کے کھڑکی کے پاس آگ ئی۔

چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ اور عین کا دل بس ایک ہی تال پے دھڑک رہا تھا۔

کتنی دعائیں مانگیں تھیں۔۔۔کہ اس شخص سے کبھی سامنا نہ ہو۔۔۔

وہ جانتی تھی۔ وہ شخص اس سے بچپن سے نفرت کرتا ہے۔۔

اور آج۔۔۔ تو۔۔۔ نجانے کیوں اتنا غصہ۔۔۔ کیا ہم پے۔۔؟؟

!!ہم۔۔تو ان کے سامنے بھی نہیں آتے۔۔

یہ۔۔ بھی ڈیول ہیں۔۔۔ابرارشاہ چھوٹا ڈیول یہ بڑا ڈیول۔۔۔

منہ بنا کے وہ واپس اندر آگ ئی۔

جبکہ ٹیرس پے کھڑے فارس نے اسکا بھرپور نظروں سے جائزہ لیا۔

اور اس کے واپس اندر جانے پے وہ بھی اندر آگیا۔

کچھ لوگوں کے صرف چہرے معصوم۔ہوتے ہیں اندر سے وہ اتنے ہی کینہ پرور اور گرے ہوئے ہوتے ہیں۔

اور نور العین فراز شاہ تمہارا مکرو چہرہ تو سب کے سامنے لانا ہی پڑے گا---

اور بہت جلدوہ قت آئے گا---

دل ہی دل میں فارس نے پکا ارادہ کیا۔

لیکن ابھی اسے امریکہ جانا تھا۔ اپنا بزنس وائی نڈ اپ کرنا تھا۔ اور پھر ہمیشہ کے لیے واپس آنا تھا۔

الماس بیگم۔نے دل پے پتھر رکھ کے اسے بھیج دیا۔لیکن اس نے وعدہ کیا کہ وہ واپس لوٹے گا۔

✨✨✨✨✨✨✨

تو--- بھابھی نے انکار کردیا---؟ کبیر شاہ نے سوچتے ہوئے درانہ بیگم سے پوچھا۔

تو اور کیا کہہ رہی ہوں میں ---؟؟ اب بتائی یں-- آگے کیا کرنا ہے---؟

مطلب---؟؟ ابھی بھی آپ سوچیں گے---؟؟

ابرار بنا دستک کے اندر داخل ہوا۔ اور اس نے ساری بات بھی سن لی تھی۔

ابرار-- روم میں آنے سے پہلے----

کبیر شاہ نے ٹوکنا چاہا۔

بابا جان--- !!آپ جانتے ہیں-- سب--- !!عینی-- میرے لیے کیا ہے----؟

آپ-- پھر بھی----؟

ابرار شاہ سے خود پے قابو کرنا مشکل۔ہو رہا تھا۔

وہ صرف اور صرف آپ کی ضد ہے۔ بس ---اور کچھ نہیں---

غصے سے اٹھے۔

اچھاا---- تو آپ کے لیے کیا ہے--؟؟ یہ سب--؟؟جو آپ کر رہے ہیں---؟؟ ابرار نے بھی تیکھے انداز میں پوچھا۔

وہ سب چیزوں پے کمپرومائی‌ز کر سکتا تھا۔ سوائے نور العین کے۔

تم---- میرے بیٹے ہو کے--- مجھے-- یہ سب کہہ رہے ہو--؟؟ کبیرشاہ غصے سے آگے بڑھے۔

اللہ کی پناہ !!آپ دونوں باپ بیٹا کیوں لڑنے لگے----

بجائے حل نکالنے کے--- آپس میں الجھ رہے ہو---

میں کرتا ہوں کچھ--- لیکن-- اپنے بیٹے کو سمجھا لو--- اپنے آپ پے کنٹرول کرے---

ورنہ سب کیے کرائے پے پانی پھیر دے گا۔

غصہ ضبط کرتے وہ بولے اور باہر نکل گ ئ ے۔

!! امی --- دیکھ رہی ہیں آپ--- !!وعدہ کیا تھا-- آپ نے--- اور بابا نے---

ابرار نروٹھے پن سے بولا۔

بیٹا-- آپ کے بابا نے کہا ہے ناں-- تو-- پورا کریں گے وعدہ--- بس آپ خود پے قابو رکھو۔

دردانہ بیگم نے سمجھایا۔

تو وہ لب بھینچ کے رہ گیا۔

****

کیسے دن گزرے پتہ ہی نہ چلا۔

آج عفان کی دعا ہوئی ی تھی اور غریبوں میں کھانا تقسیم کیا گیا تھا۔

تقریباً ایک ماہ سے بھی اوپر ہو گیا تھا۔ عفان کی جدائی ی کو۔۔

لیکن یوں لگتا تھا۔۔ کل ہی کی بات ہو۔۔

اس دوران فارس یہاں نہ تھا۔ وہ امریکہ ہی تھا۔ اور جلد ہی لوٹنا تھا اس نے۔ زیان بھی شہر جا چکا تھا۔

دعا نے بھی جوائی‌ن کرنے کا سوچا۔ لیکن فی الحال جا نہ پائی ی۔

****

ایسا۔۔۔ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟ آپ نے بھائی ی جان سے بات کرنی تھی۔۔۔

ہم۔۔کیسے۔۔۔ دے دیں۔۔ اپنی پھولوں سی بیٹی۔۔۔ ابرار کو۔۔۔؟؟

جب سے ماریہ شاہ کو پتہ چلا تھا۔ کہ فراز شاہ دلاور شاہ کی خواہش پے عین کا رشتہ ابرار سے کر رہے ہینس تب سے وہ پیچ و تاب کھا رہی تھیں۔

میں کیا بولوں--- !!اکبیر بھائی ی نے بڑے بھائی ی سے بات کی--- اور نہیں جانتا-- کیا کہہ کے راضی کیا---

بڑے بھائی ی نے تو مجھے بس اپنا فیصلہ ہی سنا دیا--

میں انہیں -- انکار نہیں کر سکتا-- مر کے بھی نہیں--

فراز شاہ مجبور تھے بھائی ی کی محبت میں۔

تو آپ اپنی بیٹی کو قربان کر دیں گے---؟؟

ماریہ شاہ کی آنکھیں بھیگ گ ئی یں۔

بڑے بھائی ی ---- ہیں-- ہماری اولاد کا برا نہیں سوچیں گے--- آپ--- عین بیٹا سے بات کر لیں-- آج شام کو-- سادگی سے نکاح ہوگا---

مزید بات کر کے-- انہوں نے ماریہ شاہ کے دل پے چھریاں ہی چلا دیں۔

کیا--- ؟ اتنی جلدی---؟؟ آخر کیوں--؟؟

دو دن ہوئے۔۔ عفان کی دعا کو۔۔۔ اور۔۔ نکاح۔۔؟؟

سادگی سے ہوگا جو بھی ہوگا۔۔۔ اور یہ بڑے بھائی ی کی ہی خواہش ہے۔۔۔

فراز شاہ نے فوراً کہا۔ تو وہ تھکے ہوئے انداز میں بیٹھتی چلی گ ئی یں۔

کیا کیا نہ سوچا تھا انہوں۔۔نے۔۔ اور کتنے ارمان تھے عین کی شادی کو لے کے۔۔۔ اب یوں۔۔ ابرار کے حوالے بیٹی کرنا۔۔۔ ان کا دل نہیں مان رہا تھا۔

پریشان نہ ہوں ۔۔۔ اللہ بہتر کرے گا۔

فراز شاہ نے ماریہ شاہ کو پریشان دیکھا تو انہیں تسلی دی۔

عین سے کیسے بات کروں۔۔۔؟؟ وہ نہیں مانے گی۔۔۔

زیرِلب کہا۔

کیوں۔۔۔؟؟ ماتھے پے تیوری پڑی۔

ماریہ شاہ نے عجیب نظروں سے انہیں دیکھا۔

آپ کہہ دیں انہیں۔۔ کوئ ی بدمزگی نہ ہو۔۔۔۔ بڑے بھائ ی کا حکم سر آنکھوں پے۔۔۔!!

فراز شاہ کہتے اٹھ کے باہر نکلے۔

اور ماریہ شاہ عین کے کمرے کی جانب بڑھیں۔

عین سے بات کرنا بھی ایک مشکل مرحلہ تھا۔

✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵

!! بیٹا۔۔۔۔ بس رونا بند کرو۔۔۔۔ !!یہ آپ کے بابا کا فیصلہ ہے۔۔۔

کافی دیر سے وہ عین کو سمجھا رہی تھیں۔

دعا تو واک آؤٹ کر گ ئی تھی۔

وہ بالکل بھی راضی نہیں تھی۔ چھت پے آکر اس نے زیان کو کال۔ملائی ی۔ اور ساری بات اسکے گوش گزار دی۔ وہ بھی سخت پریشان ہوا۔ اور خان پور آنے کا بول کے فون بند کر دیا۔

اب بس دعا ک زیان کے آنے تک سب سنبھالنا تھا۔ کچھ بھی کر کے۔

وہ نیچے آئی ی تو نکاح کے لیے عین نے رضا مندی دے دی۔ یہ سن کر دعا کو مزید غصہ آیا۔ لیکن خاموش رہی۔ اور میسج پے زیان سے رابطہ رکھا۔

یقین نہیں آرہا--- عین میری ہوجائے گی---- سچ--- میں بہت زیادہ خوش ہوں---

ابرار نے ماں سے کہا۔ تو وہ صدقے واری ہوئی یں۔

امی---- میں کیا کہتا ہوں--- رخصتی بھی آج کروا لیں۔

ارے--- بس کر دو بھائی ی--- یہ نہ -ہ اگلے لڑکی کا نکاح کرنے سے ہی انکار کردیں----

فاریہ نے ہنسی مذاح میں کہا۔ لیکن ابرار کو سخت غصہ آیا۔

اپنا منہ لے کے یہاں سے دفع ہو جاؤ۔

دانت پیستے کہا۔ فاریہ ڈر کے مارے وہاں سے فوراً بھاگی۔

ابرار-- بیٹا--- !!اداس مت ہوں--- بہن ہے ایسے ہی مزاق کیا۔ آپ-- تیاری کریں--- دلہا بننے کی---

دردانہ نے خوشی سے کہا تو ابرار کے چہرے پے مسکان آئی ی۔

کیا--- ہورہا ہے-یہ--سب---؟؟ یہ مولوی صاحب اندر کیوں گ ئ ے ہیں--؟؟

فارس کی اچانک آمد پے گیٹ پے کھڑے گیٹ کیپر سے پو چھا۔

ارے--- فارس بیٹا---- آپ---؟؟ یوں اچانک---- آئی یں--- اندر آئی یں--- بڑی بی بی بہت خوش ہوں گیں--- آپ کو دیکھ کے۔

جلیل انکل--- !!آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا---؟؟ فارس نے دوبارہ پوچھا۔

اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔

!!بیٹا-- !آج نور العین بیٹی کا نکاح ہے---تو---

فارس نے پوری بات نہ سنی اور اندر کی جانب بڑھا۔

سامنے ہال میں سبھی اکٹھے ہوئے تھے۔ کبیر شاہ کی فیملی۔۔ فراز شاہ کی اور فارس کو اپنے بابا اور ماں کو ان سب میں دیکھ زیادہ دکھ ہوا۔

یہ سب کیا ہے۔۔۔؟؟ فارس نے اونچی آواز میں کہا تو سب متوجہ ہوئے۔

الماس بیگم تو اسے دیکھ جی اٹھیں۔

فوراً پاس آکے اسے پیار کیا۔

میری جان ۔۔۔ /!الماس بیگم فارس کے سینے سے لگیں ۔

فارس نے بھی ماں کو اپنی بانہوں میں لیا۔ وہی تو اسکی سکون کی اسکی جنت تھیں۔

اماں۔۔۔ یہ۔۔ سب۔۔۔ کیا۔۔۔؟؟

الماس شاہ سے ہی پوچھ لیا۔ جبکہ باقی خاموش ہی رہے۔۔۔

!!عین کا نکاح ہے بیٹا۔۔۔ ابرار سے۔۔۔

کس نے کیا یہ فیصلہ۔۔۔؟؟

فارس کا خود پے سے آپا کھونے لگا۔

فارس بیٹا۔۔۔ !!آپ کو کوئی ی اعتراض ہے۔۔کیا۔۔۔؟؟

دلاور شاہ کی چھٹی حس نے انہیں خبر دار کیا۔

نہیں--- نکاح سے کوئی ی م ئ سلہ نہیں--- لیکن---

!نور العین کا نکاح--- مجھ سے ہوگا۔ فارس شاہ سے----

ہال میں فارس کی آواز گونجی ۔ تو سبھی ایک لمحے کو چپ ہوگ ئ ے۔

فارس---؟؟ بیٹا---؟؟ آپ--- !!فراز شاہ نے فارس کے قریب آتے اس سے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن الفاظ نے ساتھ نہ دیا۔

کیا آپ--- مجھ پے بھروسہ نہیں کرتے---؟؟ بہت مان سے پوچھا۔

فراز شاہ کی آنکھیں بھیگ گ ئ یں۔

انہوں نے عفان اور فارس کے بیچ کبھی فرق نہ کیا تھا۔

فراز شاہ نے فارس کے کندھے پے ہاتھ رکھ اسے اپنے ساتھ ہونے کا یقین دلایا۔

جہاں الماس بیگم خوش ہوئ یں۔

وہیں کبیر شاہ اور اسکی فیملی آگ بگولہ ہوگ ئ۔

!!ایسا--- کیسے۔ ممکن ہے--؟؟ عین--کی بات ابرار سے-- طے ہوگ ئ ہے---

دردانہ بیگم نے تیز لہجے میں کہا۔

فارس نے ایک گھوری سے انہیں نوازا۔

اور اپنے باپ کی طرف قدم بڑھائے۔

!!باباجان---- !!میں نور العین سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ آج ابھی-- اسی وقت---

دھیمے لیکن مضبوط لہجے میں کہتا وہ دلاور شاہ کو عفان سے بہت الگ لگا۔

وہ تو سر جھکا کے فرمانبرداری سے بات کرنے والا بیٹا تھا۔

لیکن فارس-- سر اٹھا کے اپنا فیصلہ خود کرنے والا بیٹا تھا ان کا۔

انہوں نے ایک جنون دیکھا فارس کی آنکھوں میں۔

وہ جنوں کیسا تھا وہ سمجھ نہ پائی ے۔

لیکن-- انہیں فارس کے فیصلے سے خوشی ہوئی ی۔ کیونکہ وہ بھی تویہی چاہتے تھے۔ لیکن

فارس پے اپنا فیصلہ تھوپنا نہیں چاہتے تھے۔ اس لیے خاموش تھے۔

اور کبیر شاہ کی بات ماننے کے علاوہ انکے پاس کوئی ی اور راستہ نہ تھا۔

****

نور العین فراز شاہ ولد فراز اکبر شاہ آپ کا نکاح فارس شاہ ولد دلاور شاہ کے ساتھ 10 لاکھ سکہ رائ‌ج وقت طے کیا جا رہا ہے۔ کیا آپکو یہ نکاح قبول۔ہے۔--؟؟

وہ جو گھونگھٹ نکالے بیٹھی تھی۔ اور اپنی قسمت پے آنسو بہا ری تھی۔ نکاح کے وقت لیے گئے نام پے چونکی۔

سمجھ ہی نہ آیا کہ کیا بولے۔

مولوی صاحب نے پھر سے دہرایا۔

عین اس بار بھی نہ بولی۔

عین بیٹا۔۔ !!مولوی صاحب کو جواب دو۔

ماریہ شاہ نے خوشی کہا۔ تو وہ گھونگھٹ کی آڑ سے ماں کے چہرے پے خوشی اور اطمینان دیکھتے ہاں بول گ‌ئی۔ مولوی صاحب قبول و ایجاب کے بعد باہر آگئے۔ فارس سے بھی

نکاح کے مراحل طے کرتے اب وہ دعا کر رہے تھے۔ سب وہیں موجود تھے سوائے ابرار کے۔ وہ وہاں سے جا چکا تھا۔

دردانہ بھی واک۔آؤٹ کرنا چاہ رہی تھیں۔ لیکن کبیر شاہ کی گھوری پے خاموشی سے نکاح میں شامل تو ہوگ ئی یں۔ لیکن دلمیں مزید بغض بھرگیا۔

مبارک ہو سب کو۔ نکاح مکمل ہوا۔

مولوی صاحب نے کہا تو الماس بیگم نے خوشی سے آگے بڑھ کے اپنے بیٹے کوگلے سے لگایا۔ عین کو دعا باہر لے آئی ی۔وہ بھی بہت خوش تھی۔ فارس عین کے لیے پرفیکٹ تھا۔ ایسا وہ سوچتی تھی۔ لیکن عین کیا سوچتی تھی۔۔کسی کو نہیں پتہ تھا۔

فارس اور عین کو ایک ساتھ بٹھایا گیا۔ صدقہ اتارا گیا۔ دعائی یں دی گ ئی یں۔

کسیبھی رشتہ دار یا محلے میں سے کسی کو نہیں بللایا گیا تھا۔بس گھر کے ہی افراد تھے۔

زیان جس نے آتے ہی یہ کایا پلٹ دیکھی تو بے انتہا خوش ہوا۔ عین اسے بھی عزیز تھی۔ اور فارس کا یہ فیصلہ اسے بہت خوش کر گیا۔

اس نے آتے ہی رونق لگا دی۔ اور ان لمحوں کو تصویروں میں قید کرنے لگا۔

غرض سبھی خوش تھے۔ سوائے کبیر شاہ کی فیملی کے۔

انکے سارے لیے کرائے پے پانی جو پھر گیا تھا۔

دردانہ بھی وہاں سے جا چکی تھیں۔

کبیر شاہ نے جلے دل سے انھیں دعا دی۔ اورر باہر نکل گ ئ ے۔

آج تاریخ نے پھر خود کو دہرایا تھا۔

جیسے انہیں یہ احساس دا کہ خاندان کی بیٹی نہیں دی گ ئ تھی۔ آج انکے بیٹے کو بھی نکاح کے وقت ٹھکرا دیا گیا۔

اور کسی کو اس بات سے فرق بھی نہ پڑا۔ کیونکہ وہ اس خاندان کے تھے ہی کہاں۔۔۔کہ کوئ ی انکے یا انک بچوں کے بارے میں سوچتا۔

دل پے پتھر رکھ وہ ڈیرے کی طرف چلے گئے۔ جہاں ابرار شاہ غصے سے گیا تھا۔انہیں اپنے بیٹے کو سنبھالنا تھا۔

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

دل تو چاہتا ہے کہ--- ابھی اپنی عین کو رخصت کر کے لے جاؤں--- لیکن--- ایسے نہیں---- بہت دھودھام سے لے کے جائیں گے ہم اپنی عین کو----

عین کو خود سے لگاتے کہتے الماس بیگم رو دیں ۔

ہر موڑ پے ہی تو وہ یاد آئے جارہا تھا۔

!!اماں---- !!آنسو نہیں----

فارس نے ماں کو سینے سے لگایا۔ اور انکا ماتھا چوما۔

تو وہ فارس کے ساتھ لگیں نم آنکھوں سے مسکرا دیں۔

آج فارس ہمیشہ کے لیے واپس لوٹا تھا۔اپنی ماں کے لیے۔

اور بھائی کی موت کا بدلہ لینے کے لیے---

عین کو واپس روم میں پہنچا دیا گیا۔ وہ ہونقوں کیطرح بیٹھی خود کو دیکھ رہی تھی۔

قسمت نے کیسا پلٹا کھایا تھا۔

عفان کے ساتھ ہونے والی شادی--- اسکی موت پے ختم ہوگئی۔

پھر ابرار شاہ سے اچانک نکاح کا پتہ چلا۔

جی میں آیا زہر کھالے۔

لیکن ماں باپ کا خیال زیادہ تھا۔ اور وہ ڈرپوک تو شروع سے ہی تھی۔ اس لیے خاموشی سے قسمت کا لکھا قبول کر رہی تھی۔

پھر عین وقت پے فارس سے نکاح نور العین کی دل کی دھڑکنوں میں ہلچل مچا گیا تھا۔

اور ایسا کیوں تھا---؟؟وہ نہیں سمجھ پارہی تھی۔

لیکن جو بھی تھا دل پریشان نہ تھا۔

ایک عجیب سی سر شاری تھی۔

وجہ نہیں جان پارہی تھی۔

لیکن اگلے ہی لمحے -----

دل پھر سے ایک ٹھیس اٹھی--

فان---- !!آنکھیں بھیگ گ ئی یں---

قسمت کے کھیل بھی نرالے ہیں---

انسان زمین پے جوڑ بناتا رہتا ہے--- لیکن یہ بھول جاتا ہے-- کہاصل جوڑی تو اللہ بناتا ہے---

سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے-

کسطرح بل پے بل دے کے قسمت نے فارس اور نور العین کو ایک دوسرے سے جوڑا تھا-

یہ سب اللہ ہی کی کرنی ہے---

آج الماس بیگمبھی خوش تھیں- کہ ان کے مرحوم بیٹے کی پسند کسی اور کے گھر نہیں انہی کے گھر لوٹ آئی ی تھی-

وہ نور العین کو لے کے بہت حساس تھیں-

اور جب ابرار کا رشتہ رکھا گیا- تو ایک لمحے کو انکا جی چاہا یا تو عفان واپس لوٹ آئے یا فارس عین کو اپنا لے-

کچھ گھڑیاں قبولیت کی ہوتی ہیں-

اور سچے دل سے مانگی دعائیں--- قبول ہو ہی جاتی ہیں-

انکی بھی یہ دعا قبول ہوگ ئی تھی۔

انہوں ننے شکرانے کے نفل ادا کیے۔

سلام پھیرا تو فارس سامنے ہی نظر آیا۔

جو سر جھکائی ے صوفے پے بیٹھا ماں کا انتظار کر رہا تھا۔

الماس بیگما ٹھتی اس کے پاس آئی یں۔

اس پے دعا مانگتے پھنک ماری تو وہ چونکا۔

الماس بیگم اس کے پاس ہی بیٹھ گ ئی یں۔

تو فارس نیچے کارپٹ پے انکے قدموں میں بیٹھ گیا۔

اماں۔۔۔ !!آپ۔۔۔ خفا تو نہیں۔۔۔ ناں۔۔۔؟؟ ماں کے ہاتھ تھامتے ہوئی ے پیار بھری نظروں سے دیکھتے پوچھا۔

نہیں۔۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔۔ !!الماس بیگم نے اس کے چہرے پے پیار سے ہاتھ پھیرا۔ جبکہ دوسرے ہاتھ میں تسبیح تھی۔

فارس نے سر ماں کی گود میں رکھ لیا۔

!!اماں--- !!فان--- کی بہت یاد آرہی ہے-- آج----
آنکھیں بند کیے اسکیآنکھیں نم۔ہوئی یں۔

بیٹا--- اب تو وہ یادوں میں ہی رہ گیا ہے---

اس کے لیے دعا کردیا کرو--- جب بھی یاد--- آئی ے---

فارس کے بالوں میں پیار سے ہاتھ چلاتے انہوں نے بہت دھیمے لہجے میں کہا۔

اماں--- فان-- کو کیا--- کوئی ی-- دکھ تھا---؟؟ کوئی ی---- پریشانی تھی---؟؟

جو اس نے--- ہمیں سے کسی-- کے بارے میں نہ سوچا--- اوراتنا بڑا قدم اٹھا

لیا---؟؟

وہ سوال جو اتنے عرصے سے پرشان کر رہا تھا۔

ماں کے آگے کر ہی دیا۔

بیٹا۔ !!دلوں کی باتیں--- تو رب ہی جانتا ہے---
!!کبھی--- کچھ بھی نہیں-- کہا--- ایسا--- کہ اسے کوئی ی پریشانی ہو----

سوچتے ہوئی ے کہا۔

اور--- سب سے زیادہ تو --- وہ عین کے ہی قریب تھا---

الما بیمگ کی بات پے فارس نے لب بھینچے۔

اس سے تو حساب بے باک کرنے ہی تھے۔

لیکن وہ فی الحال اس خط کے بارے میں کسی سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

اماں-- آپ آرام کریں۔

ماتھے پے بوسہ دیتے وہ اٹھا۔

فارس--- !!میرے بیٹے---- عین کو اپنانے کا فیصلہ -- آپ کا اپنا تھا--- اس لیے میں امید کرتی-- ہوں-- کہ آپ اسے آخری سانس تک نبھائیں گے--- اور کبھی-- ہمیں شرمندہ نہیں کریں گے۔

االماس بیگم کے الفاظ پے فارس کا دل بہت زور سے دھڑکا۔ وہ ماں سے کوئی ی ایسا وعدہ نہیں کر سکتا تھا۔

جو بعد میں پورا نہ کر سکے۔

ان شاء اللہ ----اماں--- !!نظریں چراتا وہ کہتے باہر نکل گیا۔

الماس بیگم کو اسکا نظریں چرانا کھٹکا تھا۔

✨✨✨✨✨✨✨

بس کر جاؤ۔۔۔ ابرار۔۔۔ اور کتنا پیو گے۔۔۔؟؟

کبیر شاہ نے غصے اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات سے کہا۔

نہیں۔۔۔ بابا۔۔۔ آپ نے۔۔ اپنا وعدہ توڑ دیا۔۔۔ !!وہ۔۔ وہ عین کو چھین لے گیا۔۔ مجھ سے۔۔۔ وہ میری۔۔ تھی۔۔۔ صرف ابرار کی۔۔۔ آپ۔۔ نے کچھ نہ کیا۔۔۔

،وہ غلیظ محلول اپنے اندر اتارتے ے بسے اور غصے سے بولا

سنبھالو۔۔۔ خود کو۔۔ ابرار۔۔۔ اگر وقت آج انکے ہاتھ میں ہے تو۔۔ کل ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔۔۔

!!آج۔۔ صرف نکاح ہوا ہے۔۔۔ رخصتی نہیں۔۔۔ !!تم چھوڑو اسے۔۔۔ چلو۔۔ گھر۔۔۔

کبیر شاہ نے اسے تھاما۔ بوتل دور کی۔

وہی تو انکی کل کنجی تھا۔ انکا وارث۔۔

مجھے۔۔اکیلا۔۔ چھوڑ دیں۔۔ بابا۔۔۔ میں۔۔ اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔۔۔

وہ درد سے چور زمین پے بیٹھتے ہوئے بولا۔

دونوں باپ بیٹا ڈیرے پے تھے۔کبیر شاہ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ وہ اپنے بیٹے کو اکیلا کیسے چھوڑ سکتے تھے۔۔۔؟؟

بابا۔۔۔ وہ میری تھی۔۔۔۔۔!!

پھر سے۔۔کہتے وہ رو دیا۔۔

بس کردو۔۔۔ابرار۔۔ وہ اب بھی آپ کی ہے۔۔۔ میرا وعدہ ہے۔۔۔ اسے آپ کے قدموں میں لا کے بٹھاؤں گا۔۔ پھر جو چاہے کر لینا۔۔۔ نہیں روکوں گا۔۔۔ لیکن خود کو سنبھالو میری جان۔۔۔ !!اکبر شاہ رنجیدہ ہوئے۔۔۔

آپ۔۔۔ سچ کہہ رہے ہیں۔۔ ناں۔۔؟

امید سے پوچھا۔

بیٹا۔۔۔ برسوں پہلے۔۔۔جو میرے ساتھ ہوا۔۔۔و ہ میں آپ کے ساتھ نہیں۔۔ ہونے دوں گا۔۔ کبھی نہیں۔۔ ہونے دوں گا۔۔

یہ وعدہ ہے میرا۔

پورے یقین سے کہا۔ تو ابرار باپ کے گلے سے لگ گیا۔

✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵

اب کیا خیال۔۔ہے۔۔۔؟؟ ابھی بھی یہیں۔۔رکنا ہے۔۔ یا چلنا ہے۔۔۔؟؟ زیان نے صبح ناشتے کے بعد دعا سے پوچھا تو وہ مسکرا دی۔

وہ عین کے لیے بہت خوش تھی اور مطمیٔن بھی۔

اب وہ ریلیکس ہو کے شہر جا کے پڑھ سکتی تھی۔

!! ہممممم۔۔۔ سوچتے ہیں۔۔ زیان۔۔ شاہ۔۔۔۔

جھولا لیتے وہ اترا کے بولی۔

کل ہم جا رہے ہیں۔۔ سمجھی۔

زیان نے وارن کیا۔

آپ ابھی سے ہم پے۔۔ حکم چلا رہے ہیں۔۔۔

منہ بناتے جھولا روکتے کہا۔

یہ تم۔۔ بھی۔۔۔ عین بھابھی کی طرح ہم کا صیغہ یوز کرنے لگی۔۔۔؟؟

زیان نے مسکرا کے کہا۔تو وہ پھر سے جھولا لینے لگی۔

آخر بہن ہیں ہم ان کی۔۔۔ اثر تو ہوگا ناں۔۔۔!!

ایک ادا سے کہا۔

دعا۔۔۔ !!تمہیں۔۔۔ اندر۔۔ ماریہ آنٹی ڈھونڈ رہی ہیں۔۔

فاریہ سے زیان کا دعا کے ساتھ کلوز ہونا برداشت نہ ہوا تو دور سے دیکھتی ان کے پاس چلی آئی ی۔

اچھا۔۔۔ کیا کہہ رہی تھیں وہ۔۔۔؟؟

دعا نے حیرت سے مصنوعی انداز سے پوچھا۔

یار۔۔ جا کے دیکھ لو۔۔۔ مجھے کیا پتہ۔۔۔۔؟؟

فاریہ نے منہ بنایا۔

ہمممم---- دیکھتی ہوں--!!

اندر چلیں--- فاریہ سے کہتی وہ زیان کی طرف مڑ کے بولی تو وہ مسکراتا ہوا اسکے ساتھ اندر کیجانب قدم بڑھا چکا تھا۔

اففففففف کتنی گھنی میسنی ہے--- ساتھ لے کے گ ئی ہے--- لیکن -- کب تک---؟؟ ایک دن آنا تو-- میرے ہی پاس ہے اس نے---

فاریہ شیطانی دماغ سے سوچتی مسکراتی جھولے پے بیٹھی۔ جو جگہ دعا خالی چھوڑ کے گ ئی تھی۔

نکاح سے کچھ نہیں ہوتا---

نکاح کے بعد طلاق بھی ہوتی ہے--- اور وہ بھیبہت جلد ہو جائےگی--

✨✨✨✨✨✨✨✨✨

آج کا بھی سارا دن گزر گیا۔ لیکن عین کل نکاح کے بعد سے روم میں ہی تھی۔ وہ باہر نہ آئی ی۔ رات کا کھانا بھی روم میں کھایا۔ دعا اپنا بیگ پیک کر رہی تھی۔

پھر--- تمنے جانے کا ارادہ کر لیا---؟؟

عن نے پریشانی سے اپنی سریہلی آواز کے سُر بکھیرے۔

yes.. my lady...

دعا نے ماکراتے بیگ کی زیپ بند کرتے کہا۔

کتنے دن تک وہاں رہو گی--؟؟ ایک اور سوال کیا۔

خود عین۔نے بی اے کے بعد سے پڑھائی ی کو خیر آباد کہہ دیا تھا۔

اس کی اتنی ہمت ہی کہاں تھی کہ وہ گھر سے دور کہیں جا سکے--؟؟

ہمممم۔یہ تو نہیں--پتہ--- لیکن-- ویک اینڈ پے آجایا کروں گی--- فکر۔نہ کریں-- !!

دعا نے اسکی ڈھارس بڑھائی ی۔

ویک اینڈ---؟؟ عین نے منہ بنایا۔

دعا کو اپنی ہ معصوم بہن بہت عزیز تھی۔

اسکی معصومیت ہی اسکی سب سے بڑی خوبی تھی۔

جو اسکی خوبصورتی کو اور بڑھاتی تھی۔

اچھا-- اب اداس نہ ہوں-- اور یار-- روم سے باہر نکلا کریں----- نکاح کا مطلب یہ نہیں-- کہ اندر چھپ کے بیٹھ جاؤ--

بستر پے لیٹتے دعا نے عین سے کہا۔

!!نہ-- بابا نہ--- میں یہیں-- ٹھیک--- وہ ڈیول-----

کہتے کہتے عین کی زبان کو بریک لگی۔

کیا---؟ کس--- کی بات کر رہی ہیں--؟؟

دعا نے ٹھیک سے نہ سنا۔ وہ نیند میں تھی۔

!!کوئی ی نہیں-- تم سو جاؤ-- صبح جلدی اٹھنا ہوگا---

عین نے بات کو پلٹا۔ تو وہ مسکراتی آنکھیں موند گ ئی۔

عین کافی دیر یونہی بیٹھی پریشان سوچتی رہی کہ دعا کے جانے کے بعد وہ کیا کرے گی--- ؟ سوچتے سوچتے کب آنکھ لگی پتہ ہی نہ چلا۔

رات کا جانے کونسا پہر تھا---کہ یکدم آنکھ کھلی۔

حلق میں کانٹے سے چبھے۔

سائیڈ ٹیبل پہ جگ دیکھا تو خالی تھا۔

منہ بنایا۔۔۔

دعا نے پانی نہیں۔۔ رکھا۔۔

ہائے اللہ اب ہم کیا کریں۔۔؟؟ کچھ دیر سوچتی رہی۔ دعا کو دیکھا وہ مکمل نیند کی آغوش میں تھی۔ پھر ہمت کر کے خود ہی اٹھی۔

دبے ننگے پاؤں دھیرے سے باہر قدم رکھا۔ اور ادھر ادھر دیکھتے کچن کا رخ کیا۔ دھیمی روشنی کی لائٹس آن تھیں۔

جگ میں پانی بھرا۔ اور واپس مڑتے نظر سامنے کھڑے ڈیول پے جا پڑی۔

ہاتھ میں پکڑا جگ لرز اٹھا۔

سانس لینا دوبھر ہوگیا۔

وہ دھیرے دھیرے چلتا عین کے بالکل مدمقابل آن کھڑا ہوا۔

عین کی آنکھوں میں بے تحاشا خوف رقم کرنے لگا۔

کیسے۔۔۔؟؟ کیسے۔۔۔؟ تم۔۔ کسی اور کی ہو سکتی ہو۔۔۔؟؟

تمہارا یہ روپ---

یہ آنکھیں---

یہ گال---

یہ رخسار---

تمہارے یہ ہاتھ--

کہتے ساتھ ہی ہاتھ تھامے۔

عین کا پورا جسم ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔

اس سب پے--- صرف میرا حق ہے--- صرف-- ابرار شاہ کا---

وہ جنونی کیفیت میں بول رہا تھا۔

وہ اپنے ہوش و حواس میں نہ تھا۔

جگ عین کے ہاتھ سے چھنا کے سے گرا اور ٹوٹ گیا۔

ابرار شاہ کی گرفت ڈھیلی پڑتے دیکھ وہ ہاتھ چھڑاتی ابرار کو دھکا دیتی دروازے کی جانب بھاگی۔

کانچ اسکے پاؤں میں چبھا۔ لیکن۔۔ کوئی ی پرواہ نہ کی۔ اور دروازے سے اندر آتے شخص سے بری طرح ٹکرائی ی ۔

اور اس کے سینے سے جا لگی۔

ایک پل کو اپنی ہرنی آنکھیں جن میں خوف و ڈر کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔

سامنے والی کی گرین آنکھوں میں ٹکا دیں۔

اور وہ جو ابرار کو رات کے اس پہر ابرار کو گھر میں آتا دیکھ پوچھ تاچھ کرنے آیا تھا۔

کچن میں کچھ ٹوٹنے کی آواز پے ادھر آنکلا۔

اور سامنے کا منظر دیکھ حیران رہ گیا۔

ابرار شاہ ابھی بھینشے میں ہی جھول رہا تھا۔

جبکہ عین فارس کی شرٹ کو مضبوطی سے تھامے اس کے سینے سے لگی لرز رہی تھی۔

💖💖💖💖💖💖💖

وہ آنکھوں میں خوف و حراس لیے فارس کی شرٹ کو مضبوطی سے تھامے کھڑی تھی۔

جبکہ فارس کی نظریں سامنے کھڑے نشے میں دھت ابرار پر تھیں۔

اسے ساری صورت حال سمجھنے میں دیر نہ لگی۔

ابرار دھیرے دھیرے چلتا انکے پاس آیا۔

جان---- کیوں-- بھاگ رہی ہو-- مجھ سے دور---؟؟ آنا تو ایک دن تمہیں--میرے پاس ہی --------

چٹاخ----- !!ابھی وہ بات مکمل کرتا کہ فارس کا غصے میں اس پے ہاتھ اٹھا۔

اسکو لگے تھپڑ نے اسے ہوش کی دنیا میں لا دھکیلا۔

اورمنہ پے ہاتھ رکھے وہ حیران ہوتا فارس کو دیکھنے لگا۔

فارس کی موجودگی کو تو نشے کی حالت میں جان ہی نہ پایا۔

ایک لفظ --- اگر اور اپنے منہ سے نکالا تو گدی سے زبان کھینچ لوں گا۔

فارس بے انتہا غصے میں تھا۔ جبکہ عین کی پکڑ اسکی شرٹ پے اور مضبوط ہوگئی تھی۔

اسکی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔

!!یہ--- خود-- آتی ہے۔ میرے--- پاس----

نشے میں ہی جھولتے ابرار نے اپنے آپ کو بے قصور ثابت کیا۔

اسکی اس بات پے جہاں فارس کی نظریں اس پری پیکر چہرے پے اٹھیں وہی عین نے فارس کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔

وہ بہت سخت ڈری ہوئی ی تھی۔

زبان نے تو ساتھ نہ دیا کہ اپنے لیے کچھ بول ہی سکے۔

فارس نے ابرار کو ایک مکا اور جڑ دیا۔

اب کی بار اسکے منہ سے خون نکلا۔

اور وہ دانت پیستا فارس کو دیکھنے لگا۔

ایک منٹ میں۔۔ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔۔۔ فارس نے غصہ ضبط کرتے ابرار کو وارن کیا۔ تو وہ موقع غنیمت پاتے وہاں سے فوراً نکلا۔

عین ابھی بھی ویسے ہی کھڑی تھی۔

فارس نے اسکے ہاتھوں سے اپنی شرٹ چھڑائی ی۔ اور اس کے ہاتھوں کو زور سے جھٹکا۔ کہ وہ پھر سے سہم گ ئی۔

کیا۔۔۔ کرنے آئی ی تھی اس وقت۔۔۔ رات کو یہاں۔۔۔؟؟

فارس کی لال انگارہ آنکھوں سے اسکی رہی سہی ہمت بھی جواب دینے لگی۔

جواب دو۔۔۔۔ !!ایک بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ وہ سسک ہی اٹھی۔

پپپپااا۔۔۔۔ ننںی۔۔۔ !بمشکل حلق سے آواز بر آمد ہوئی ی۔

فارس کی نظر ٹوٹے ہوئے جگ پے پڑی تو لب بھینچے۔

!ایک رات پانی نہ پیتی۔۔ تو مر نہ جاتی۔۔۔ جاؤ۔۔ روم میں۔۔۔

فارس نے خود پے قابو کرتے عین کو دروازے کی طرف دھکا دیا۔ تو وہ لڑکھڑاتی ہوئی ی زمین بوس ہوئی ی۔ لیکن پلٹ کر دیکھنے کی غلطی نہ کی۔ اور بمشکل اٹھتی دروازے کی جانب بڑھی۔

فارس جو کانچ اٹھا رہا تھا۔اسکی نظر اسکے پاؤں پے گ ئی۔ اور اس خون پے جو اسکے پاؤں سے بہہ رہا تھا۔

رکو۔۔۔ !!آواز دے کے بے اختیار ہی روکا۔

وہ وہیں رک گ ئی۔ دل تھامے ہاتھ کی پشت سے اپنے گال پے آئے آنسو صاف کیے۔

فارس نے کانچ ڈسٹ بین میں ڈالا۔اور اسکی جانب بڑھا۔

بیٹھو یہاں۔۔۔ !!اب کی بار لہجہ تھوڑا نرم تھا۔

ایک لمحے کی دیری کیے بنا عین فوراً پاس رکھی چی ئی ر پے بیٹھ گ ئی۔

فارس نے کچن کے ایک دو۔۔کبرڈز کھول کے دیکھیں۔ تو اسے فرسٹ ایڈ باکس مل گیا۔

اور عین کے پاس آیا۔

گھٹنوں کے بل بیٹھ اس نے اسکا پاؤں چیک کرنا چاہا۔ جو لرزے جا رہا تھا۔

فارس نے محسوس کیا وہ مکمل لرز رہی تھی۔

کیا کہہ رہا تھا وہ۔۔۔؟؟

فارس نے کانچ دیکھتے اسکا دھیان بٹایا۔

ہممممم؟؟

وہ خاموش رہی تو دوبارہ نارمل انداز میں ہی پوچھا۔

فارس کا نرم لہجہ محسوس کرتے ہی عین نے ہمت کرتے منہ کھولا۔

!وہ۔۔۔ہ۔۔۔گندا۔۔۔ ہے۔۔۔گندی۔۔۔ باتیں۔۔۔ کرتا۔۔۔ ہے۔۔۔

بچوں کی طرح وہ روتے ہوئے فارس سے شکایت لگانے لگی۔

ہمممم------کہتے ہی ساتھ--

گہری سانس خارج کرتے اس نے پاؤں سے کانچ کو کھینچ کے نکالا۔

عین کی سسکی خاموش فضا میں وہ باآسانی سن سکتا تھا۔

اسکے پاؤں سے خون کو صاف کرتا اور بینڈیج لگاتا وہ عین کو بہت اپنا سا لگا۔

آنسو خود بخود رک گئے۔

کچھ دیر پہلے والی کنڈیشن اب قدرے بہتر ہوگئی تھی۔

دن کو باہر نکلنا نہیں--- اور رات--- کو لڑیاں ڈال رہیں ہیں--- محترمہ---- !!زیر

لب وہ بڑبڑایا۔

!!ننہھیں---- ہم---پانی---- پینے آئے تھے----

عین نے اپنی صفائی دینی چاہی۔

فارس اٹھا۔ اور اسے بھی ہاتھ تھام کے اٹھایا۔

آئندہ رات کو روم سے باہر نہ نکلنا--- سمجھی----!!جاؤ--- اب--- !!فارس واپس اپنے پہلے والے روپ میں آچکا تھا۔ اور سخت لہجے میں بولا۔

عین ایک نظر فارس پے ڈالے اثبات میں سر ہلاتی لڑکھڑاتی ہوئی ی باہر کی جانب بڑھی۔

اسے یوں تکلیف سے چلتا دیکھ فارس کے دل کو کچھ ہوا۔

فوراً آگے بڑھ کے اسے اپنی باہوں میں اٹھایا۔ بنا اسکی طرف دیکھے۔ اور باہر نکل کے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

جبکہ عین تو بس اسے ہی دیکھے جا رہی تھی۔

وہ فان کا عکس ہی تو تھا۔

لیکن وہ--- عفان نہیں--- تھا--

وہ فارس تھا---

فارس شاہ---

اکھڑ مغرور---

من مانی کرنے والا--

حد درجے ضدی اور جنونی انسان---

لیکن --- آج وہ عین کو کئی یرنگ لگا---

اس کے اتنے نزدیک وہ اسکی دل کی جگہ ہاتھ رکھے اسکی دل کی دھڑکن کو اپنے ساتھ دھڑکتا محسوس کر رہی تھی۔

اسے-- یہ سب-- اک اچھوتا احساس لگ رہا تھا۔

اسکا جی چاہا فارس اسے یونہی-- اٹھائی ے رکھے۔ ہمیشہ---

وہ معصوم اور اسکی خواہشیں بھی معصوم---

فارس نے اسے روم کے باہر اتارا۔

وہ جانتا تھا دعا اور وہ روم شئی ر کرتی ہیں۔ اس لیے اس نے اندر جانا مناسب نہ سمجھا۔

!!جاؤ اندر---

حکم صادر ہوا۔

اور وہ تشکر بھرے انداز میں فارس کو دیکھتی روم کے اندر داخل ہوئی ی۔

فارس نیچے اترا-- اسکی دماغ کی رگیں تن گ ئی یں تھیں۔

!وہ---ہ--- گندا--- ہے--- گندی--- باتیں--- کرتا--- ہے---

اسی ایک لائن کہ بازگشت اسکے کانوں میں ہو رہی تھی۔

بنا کسی کی پراوہ کیے وہ ابرار کے روم میں گیا

ابرار کی شومئی قسمت کے اس نے دروازے کو لاک بھی نہ لگایا تھا۔ وہ شاور لے کے باتھ سے باہر نکلا تھا۔ ساتھ میں فارس کو کوس رہا تھا۔ کہ اچانک فارس کو روم میں آتا دیکھ ٹھٹھکا۔

فارس نے آتے ہی اسے دو چار مکے سیدھا منہ پے رسید کیے اور اسے لیے دوبارہ باتھ روم کی جانب بڑھا۔

چھوڑیں --- مجھے---- !!وہ درد سے چلایا۔

فارس نے اسے گردن سے دبوچا۔

اور شاور کے نیچے کھڑا کیے شاور کھول دیا۔

دونوں ہی بھگتے جا رہے تھے۔

ابرار کا تو مانو سانس اکھڑے لگا۔

گلے پے دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔

اس نے ہاتھ پاؤں مارے لیکن فارس کا غصہ تھا کہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

پھر ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتا دیوار کے ساتھ لگا گیا۔

آج کے بعد۔۔۔ میری نور۔۔۔ کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی دیکھا۔۔۔ !!تو ایک سیکنڈ بھی نہیں ۔لگاؤں گا۔۔۔ تمہاری جان لینے میں۔۔ اور ۔۔اس بات کا مجھے قطعی۔۔

افسوس نہ ہوگا۔

شیر کی طرح غراتے وہ غصے سے شاور بند کرتے اسے دھکا دیتے باہر نکلا۔

جبکہ ابرار اپنا اکھڑتا سانس ہی بحال نہ کر پارہا تھا۔

دعا اور زیان صبح صبح نکلے تھے۔ اور شہر اسلام آباد پہنچ گ ئ ے تھے۔

!!دعا۔۔۔ ابھی بھی سوچ لو۔۔۔فلیٹ ہے اپنا۔۔اور تم۔ ہاسٹل رک رہی ہو۔۔۔۔

زیان شاہ---- !!ہمیں-- اچھا لگتا ہے--- خود کے لیے کچھ کرنا--- پلیز--- آپ فکرمند نہ ہوں۔

وہ ایک ادا سے کہتی ہمیشہ کی طرح زیان سے اپنی بات منوا لیا کرتی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے--- کوئی ی بھی م ئی سلہ ہو--مجھے فون کرنا--- !!اور ہاں-- یونی کے لیے میں خود پک بھی کروں گا۔اور ڈراپ بھی--- اوکے---!!

گاڑی سے دعا کا سامان نکالتے وہ اسے ہدایات کر رہا تھا ۔ اور وہ اسکی اپنے لیے فکرمندی کو انجوائے کر رہی تھی۔

ہنس کیوں رہی ہو---؟؟ زیان نے برا منایا۔

آپ--- بہت--- وہمی ہوگ ئی ے ہیں-- زیان شاہ--- !!نزدیک آتے وہ پیار سے بولی۔

ہمممم جو بھی کہہ لو---- لیکن میں بار بار بول۔رہا ہوں--اپنا خیال رکھنا--- ورنہ---

یہاں--- سے اٹھا کے بھی لے جانا پڑا تو لے جاؤ ں گا----

اور یقیناً--- آپ ایسا موقع نہیں آنے دیں گیں---

اب کی بار زیان معنی خیزی سے بولا۔

تو وہ ہنس دی۔

اوکے باس۔۔۔ !!دعا نے سر پے ہاتھ رکھتے اوکے کا اشارہ کیا۔ اور اندر کی جانب بڑھ گ ئی۔

آفس سے کچھ پیپرز فارمیلٹی پوری کرتا وہ دعا کو اللہ حافظ کہتا باہر نکلا۔

گاڑی میں۔۔ بیٹھتا وہ پرسوچ انداز میں سر سیٹ کے ساتھ لگا گیا۔

سب سمجھتے ہیں۔۔۔ میں یونی۔۔۔ پڑھنے آتا ہوں۔۔

لیکن۔۔۔ کوئی ی نہیں۔۔ جانتا۔۔ میں۔۔ پڑھنے نہیں۔۔۔ بلکہ۔۔۔؟؟

سوچیں آگے بڑھتیں کے فون کال۔نے دھیانپنی طرف کھینچا۔

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

فارس۔۔۔ آپ۔۔ خو پے قابو رکھیں۔

ہم نے بلایا ہے ناں۔۔ کبیر شاہ کو۔۔۔ ہم بات کرتے ہیں۔

فارس کو بے انتہا غصے میں دیکھ دلاور شاہ اسے پر سکون کرنے کی ناکام کوشش کررہے تھے۔

جبکہ وہ تو ساری رات کانٹوں پے گزار کے آیا تھا۔ بلکہ۔ صبح کاانتظار کرتا۔۔

زیان کے جانے کے بعد سیدھا دلاور شاہ کے پاس آیا۔ اور انہیں۔۔ رات والی ساری بات بتا دی۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔ابرار شاہ کو قتل کردے۔

تبھی کبیر شاہ اندر داخل ہوئے۔

جی۔۔ بھائی ی صاحب۔۔ آپ نے بلایا۔۔۔

کبیر شاہ یہاں۔۔۔ آئی یں۔۔ بیٹھیں۔۔ آپ سے ابرار شاہ کے بارے میں بات کرنی ہے۔
بہت تحمل لیکن سخت لہجے۔میں کہا۔

جی بولیں۔۔۔ !!کبیر شہ کو فارس کو دیکھتے کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا۔

رات کو۔۔۔ ابرار شاہ نشے میں دھت گھر داخل ہوئے۔۔۔

کیا یہ بات۔۔آپ جانتے ہیں۔۔؟؟

دلاور شاہ کے پوچھنے پر ایک منٹ کے لیے خاموشی چھاگ ئی۔

بھائی ی صاحب گستاخی معاف -- جو اسکے ساتھ ہوا--- ہے-- اس کے بعد-- اپنا غم ہلکا کرنے کے لیے--- اس نے اس غلیظ محلول کو اپنے اندر اتارا۔

جو بہت -- غلط کیا اس نے--- !!لیکن--- وہ بھی کیا کرتا--- !!عین موقع پے اسکی ہونے والی بیوی کو کوئی ی اور لے اڑے تو----؟؟

کیا مطلب آپ کی اس بات کا---؟؟ فارس شاہ جو تحمل کا مظارہ کرتے خاموش سن رہا تھا۔ ان کی آخری بات پے برہم ہوا۔

کوئی ی سے کیا مراد ہے آپ کی---؟؟

!!فارس-- بیٹا۔

دلاور شاہ نے روکنا چاہا۔

کوئی ی نہیں-- ہوں-- میں--- !!انگلی اٹھاتے وارن کیا۔ آنکھیں الگ لال۔انگارہ ہورہی تھیں۔

!!اس گھر--- اس جائیداد--- اس حویلی کا بڑا بیٹا--- ہوں----- سمجھے آپ----

فارس--- !!دلاور شاہ کی دھیمی آواز آئی ی -کبیر شاہ کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا۔

اور ایک بات--- میری کان --کھول کے سن لیں--

اگر--اس گھر میں رہنا ہے-- تو-- اپنے بیٹے کو پٹہ ڈال کے رکھیں۔

ورنہ--- میں نے آج تو لحاظ کیا ہے--- دوبارہ نہیں کروں گا--- !!شیر کی طرح دھاڑتے

وہ بول کے بنا کچھ سنے وہاں سے جا چکا تھا۔

کبیر شاہ ابھی بھی حیرت کی مورت بنے کھڑے تھے۔

دلاور شاہ بھی خاموشی سے کبیر شاہ کو دیکھنے لگے۔

آپ--- کا بیٹا--- کسطرح سے بات کر کے گیا-- دیکھا آپ--نے--؟؟

کبیر شاہ نم لہجے میں بولے۔

کبیر--- !!وہ فارس ہے--- عفان نہیں--- یہ وہ آتش فشاں ہے کہ یہی دعا کرو---

!!کہ وہ کبھی پھٹے ناں---

اور اگر--- کسی کی بھی بہن یا بیٹی پے کوئی ی میلی نظر ڈالے گا تو وہ-- چپ نہیں

بیٹھے گا---

دلاور شاہ نے دھیمے لیکن مضبوط لہجے میں کہا۔

پھر بھی--- !!بھائی ی--- صاحب--- فارس کو یوں-- بات نہیں-- کرنی چاہیے تھی۔

کبیر شاہ کا موڈ سخت خراب ہوا۔

بجائے فارس پے توجہ دینے کے-- اگر آپ--- اپنے بیٹے کو سنبھال لیں-- تو بات یہیں-- ختم ہو جائے گی---

ورنہ--- فارس وہ طوفان ہے-- جسے ہم تو کیا کوئی ی بھی نہیں روک سکتا۔

دلاور شاہ انہیں کاندھے پے تھپکی دیتے باہر نکلے۔

لیکن انہیں وارن کرنا نہ بھولے۔

ہممممم---- آتش فشاں---- طوفان----- !!

ایک لمحے میں ان کے چہرے پے ایک معنی خیز مسکان آئی ی تھی۔

✨✨✨✨✨✨

بیٹا--- دھیان رکھا کرو--- اتنیبسخت چوٹ لگا لی-- کچھ چاہیے ہو تو-- مجھے بتا دیا کرو۔

ماریہ شاہ نے پریشانی سے عین کا پاؤں دیکھتے کہا۔

امی جان۔۔۔ !!ہم ۔۔ٹھیک ہیں۔۔ فکر نہ کریں۔۔

عین مسکرا کے بولی۔ وہ ماں کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

کیسے فکر نہ کریں۔۔۔؟؟ اب دعا بھی نہیں ہے۔۔ اب تو زیادہ فکر ہوگی۔۔۔ !!انکی پریشانی سے بھری آواز سنائی ی دی۔

تو پاس بیٹھیں دردانہ نے منہ بنا کے پھیرا۔

چھوٹی بی بی آپ کوچھوٹے صاحب بلا رہے ہیں۔

نوراں نے آکے ماریہ شاہ سے کہا۔ تو وہ سر اثبات میں ہلاتیں اٹھیں۔

روم۔میں داخل ہوئی یں تو دلاور شاہ اور الماس بیگم۔بھی وہیں موجود تھے۔

اللہ اللہ آج تو ۔۔ عید ہی ہوگ ئی۔۔۔ !!ماریہ شاہ مسکرائی یں۔

آؤ۔۔ ماریہ۔۔۔ یہاں۔۔ بیٹھو۔۔۔

الماس بیگمنے انہیں اپنے پاس بیٹھنے کو بولا۔

سب۔۔۔ ٹھیک ہے ناں۔۔۔؟؟ ماریہ شاہ کو کچھ گڑبڑ لگی۔

تو آج فارس شاہ کے بتائی ی ہوئی ی بات کو مختصراً ماریہ شاہ کے گوش گزار دیا۔

ہمبتا نہیں سکتے۔۔ کہ فارس کا غصہ کتنا سخت تھا۔

اور ۔۔ آپ کو۔۔ یہ بھی بتا دیں۔۔ وہ ہمیں یہاں تک کہ گئے ہیں کہ۔۔ ہم۔۔۔ انہیں اس حویلی سے الگ کر دیں۔۔

جو۔۔ تا حال۔ ممکن نہیں۔۔۔

دلاورشاہ نے سوچتے ہوئے کہا۔

پھر۔۔۔۔۔؟؟ پھر کیا۔۔ کریں۔۔۔؟؟

ماریہ شاہ پریشان ہوئی یں۔

اس سب کا ایک حل نکالا ہے ہم نے۔۔ !!فراز شاہ نے بھ باتوں میں حصہ لیا۔تو ماریہ شاہ نے سوالیہنظروں سے دیکھا۔

عین۔۔۔ اب فارس۔۔۔ کی امانت ہے۔۔۔ بہتر ہے۔۔ اس کے حوالے کر دیں۔ ۔۔۔

وہ خود۔۔ اسکی حفاظت کرے گا۔۔۔

فراز شاہ بہت ٹھہر ٹھہر کے بولے۔

تو ماریہ شاہ سوچ میں پڑگ ئی یں۔

!!ماریہ--- ہم-- چاہتے ہیں-- کہ عین کی رخصتی دے دو-- ہمیں---

الماس بیگم نے دھیرج اور محبت سے کہا۔ تو ماریہ شاہ کی آنکھیں بھیگ گ ئی یں۔

بھابھی--- !عین-- مجھ سے زیادہ آپ کی بیٹی ہے---آپ کا اس پے-- سب سے--

!!زیادہ حق ہے--

ہاتھ تھامے ماریہ شاہ نے بھی اپنی رضامندی دے دی۔

تو دلاور شاہنے شکر کا کلمہ پڑھا۔

وہ نہیں چاہتے تھے بات زیادہ بگڑے اور کچھ بھی کسی کے ساتھ برا ہو-- !!یاکوئی ی کسی کو نقصان پہنچائی ے۔

فارس کے غصے کوکنٹرول کرنا-- ان کے بس میں نہ تھا۔ وہ شروع سے ہی ایسا تھا انتہا پسند۔

یہ فیصلہ انہوں نے فارس کی بھلائی ی کے لیے لیا تھا۔

اور پھر انہوں نے مل کے یہ طے کیا۔ کہ اسی جمعہ کو زیان اور دعا کے آجانے پے گھر میں ہی سادگی سے رخصتی بھی کر دیں گے۔

عفان کے جانے کے بعد کسی کا بھی دل نہیں تھا کہ دھوم۔دھام سے شادی کریں۔

ہاں۔۔ ایک سنت ہے۔۔ نکاح کے بعد رخصتی کی۔ وہ اب ادا کرنی تھی۔

اپنے بچوں کے بہترین مستقبل کے لیے۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖

پوری کلاس میں یکدم خاموشی چھا گ ئی۔ سب کی نظریں آنے والے پے تھیں۔

دعا کی نظریں بھی اسطرف ایسی اٹھیں کہ پلک جھپکنا بھول گ ئی۔

اسے یقین نہ آیا کہ پروفیسر شاہ اور کوئ ی نہیں۔۔ اسکا اپنا ہسبینڈ زیان شاہ ہے۔

ساری کلاس ایک ساتھ کھڑی ہوئ ی۔

وہ چشمہ لگائ ے فائ ل ہاتھ میں تھامے بلیک تھری پیس میں ڈائ س پے موجود تھا۔

ایک طائرانہ نظر سب پے ڈالی۔ جس میں اسکی بیوی دعا زیان شاہ بھی تھی۔ اور سلام دعا کے بعد فوراً ہی دعا کو کھڑا ہونے کا اشارہ کیا۔

وہ جو ابھی تک گم صم بیٹھی تھی۔ اسے سمجھ ہی نہ آیا کیا کرے----؟؟

اے-- یو---!!

Stand up....

سر نے تمہیں-- کھڑے ہونے کا کہا---

ساتھ بیٹھی لڑکی نے کہنی ماری اور دھیمے لہجے میں کہا۔ تو دعا اسے دیکھتی کھڑی ہوئی ی۔

yes... tell me... whats ur name...?

زیان شاہ نے بہت سنجیدگی سے پوچھا۔

کیا یہ--- کوئی ی--- مذاق ہے---؟

دعا کے منہ سے نکلے الفاظ پے سب نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔

کیا---؟؟ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں---؟آپ سب---؟؟

دعا نے سوالیہ انداز میں کلاس سے پوچھا اور اپنا رخ زیان شاہ کی طرف موڑا۔

آپ میرا--- نام نہیں--- جانتے---؟؟ تیکھے تیور سے پوچھا۔

miss who ever you are...!! sit down...

زیان نے دانت پیستے غصے سے کہا۔

!!غصہ کیوں ہو رہے ہیں--- سسسسرررر

دعا نے بھی اسی انداز میں بولا۔

پورا نام جاننا چاہیں گے---؟؟ یا--- سر نیم کے بنا ہی بتا دوں---؟؟ دھمکی دینے والے انداز میں پوچھا۔

پوری کلاس انکی نوک جھوک انجوائے کر رہی تھی۔

Sit down... !!

زیان کے ماتھے پے تیوری پڑی اور غصہ ضبط کرتے بولا۔

دعا منہ بناتی چپ کر کے بیٹھ گ ئی۔

زیان اپنا لیکچر شروع کر چکا تھا۔

جبکہ دعا کی نظریں زیان کے اوپر سے ایک منٹ کے لیے نہ ہٹیں۔ زیان کو ایک لمحے کو گمان ہوا۔ اس نے پلک بھی نہیں جھپکی۔

اپنا لیکچر

finsih

کرتے وہ اللہ حافظ کہتا کلاس سے باہر نکلا۔

سب نے سکون کا سانس لیا۔

اففففف۔ شکر۔۔۔ ان کا پریڈ ختم ہوا۔

ساتھ بیٹھی لڑکی نے کہا۔ اور پھر خاموش بیٹھی دعا کا۔ سر سے پاؤں تک جائزہ لیا۔

!!لیکن۔۔۔ کمال ہی کر دیا یار۔۔ آج ۔تم۔۔ نے۔۔۔ !!کیا سنا دی سر۔۔۔کو۔۔۔

اس نے داد دی۔

دعا اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔

ویسے یار۔۔۔ کیا ہی اٹیٹیوڈ ہے تمہارا بھی۔۔۔ جواب نہیں۔۔۔

وہ پھر سے تعریف کرتے بولی۔

یہ کمپلیمنٹ تھا یا طنز---؟؟

دعا نے گردن موڑ کے اس کی طرف دیکھتے پوچھا۔

!!ارے-- یار--- تعریف ہے یہ----

by the way.. i m esha.. from gk.. and u??

عشا نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ جسے تھوڑی دیر دا نے دیکھا پھر تھام لیا۔

i m dua..

دعا نے مکمل تعارف کرونا مناسب نہ سمجھا۔

!!بہت اچھا لگا تم سے مل کے----

دعا نے مسکرا کے اپنی کتابیں اٹھائی یں اور باہر کی جانب بڑھی۔

ایک ہمارے یہ پروفیسر ہیں-- قسم سے پوری یونی کی لڑکیوں کا کرش ہے یہ بندہ--- اور سر فہرست--- وہ میڈم پروین ہیں۔

عشا کی بات پے ایک لمحے کو دعا کے چلتے قدم تھمے۔

کون--- میڈم-- پروین---؟؟ کان کھڑے ہوئے ے۔

!! ہائے---- تم نہیں--- جانتی---

اوہ--- ہاں-- تم تو نیو ہو- ناں-- کیسے پتہ ہو گا--؟؟

چلو آؤ--- تمہیں ملواؤں---

پروفیسر شاہ کی دیوانی سے-

وہ دعا کا ہاتھ تھامے اسے کینٹین لے گئی-

****

وہ خط کھولے بیٹھا تھا- اس کا ایک ایک لفظ اسے ازبر ہوچکا تھا-

لیکن-- ناجانے کیوں اسکا دل ہی نہیں مان رہا تھا- کہ عفان ایک گناہ والی موت کو گلے لگا سکتا ہے-

اسکا بھائی اتنا بزدل نہیں تھا-

اور اس خط کی کیا حقیقت تھی- وہ اب نور العین سے ہی پتہ چلنی تھی-

I swear noor ..

اگر تم-- اس سب کی قصور وار ہوئی ی--

then i will kill you.

غصے سے کہتے اس نے خط کو واپس ڈائی ری میں رکھا۔

جو حالات چل رہے تھے۔ اس میں اسکا یقین ڈگمگا گیا تھا۔

نور یا تو واقعی بہت معصوم تھی-- یا بننے کی کوشش کر رہی تھی--

اور ان سب میں-- یہ ابرار شاہ---

وہ کب سے دیوانہ ہونے لگا--- نور کا---؟؟

یہی بات فارس کو کھٹک رہی تھی۔

وہ گیلری میں جا کھڑا ہوا۔

نظر بے اختیار نور کے روم کی طرف اٹھی۔ آج وہ وہاں نہیں تھی۔

فارس کا دل اداس ہوا۔

لیکن -- پھر واپس اندر آگیا۔ جانتا تھا اسے چوٹ آئی ی ہے پاؤ ں پر-- ورنہ وہ گیلری میں ضرور آتی ہے---

دروازے پہ ناک ہوئی ی۔ نوراں کھانے کا پیغام۔ لے کے آئی ی تھی۔

آتا ہوں۔

سنجیدگی سے کہتا وہ لاکر بند کرنے لگا۔

ایک نہ ایک دن یہ راز بھی ضرور کھل جائی ے گا۔

فارس لاکر۔ لاکڈ کرتا نیچے کی جانب بڑھا۔ کہ اس کے نکلتے ہی ایک ہیولہ اندر داخل ہوا۔

اور بہت احتیاط سے فارس کے لاکر کی طرف بڑھا۔

لیکن لاکر لاکڈ تھا۔

اسکی

key

آنے والا سوچ میں پڑ گیا۔

درازوں میں چیک کیا لیکن نہ ملی۔ لب بھینچے وہ ہیولا اسی خاموشی سے باہر نکل گیا۔

****

وہ دیکھو۔۔۔۔ !!میک اپ کٹ۔۔۔ !!عشا نے اسے میم پروین کا دیدار کرایا۔
تتلی کی طرح پروفیسر شاہ کے گرد منڈلاتی رہتیں ہیں۔.لیکن مجال ہے۔۔ مسٹر ایٹیٹیوڈ ایک نظر بھی اس پر ڈالیں۔

ہمممممم!!۔ دعا نظر پھیر باہر نکلی۔

تم کہاں۔۔ چلی۔۔؟؟ شا نے روکا۔

کچھ کام ہے لائبریری تک جا رہی ہوں۔

ارے رکو۔۔۔ کچھ کھا لیتے ہیں پھر ایک ساتھ چلتے ہیں۔

عشا نے روکنا چاہا۔

نو۔نو۔۔ مجھے بھوک نہیں۔۔

you carry on...

دعا سہولت۔ سے انکار کرتی وہاں سے لائی بریری کی جانب بڑھی۔

جبکہ دماغ میں صرف اور صرف زیان شاہ تھا۔

اپنے خیالوں میں گموہ چلی جا رہی تھی۔ کہ کسی نے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اور وہ توازن بر قرار نہ رہ پائی ی اور کھینچی چلی گ ئی۔

ایک بڑے درخت کے پیچھے وہ اسے لیے تقریباً چھپ سا گیا تھا۔

سامنے دشمنِ جاں پے نظر پڑی تو غصہ عود کر آیا۔

اور منہ پھیر لیا۔۔ جو اسکی ناراضگی کا کھلا اظہار تھا۔

منہ کیوں بنایا ہوا ہے۔۔۔؟؟ زیان نے بہت پیار سے پوچھا۔

آپ سے مطلب۔۔۔؟؟ مسٹر شاہ۔۔۔ اوہہ نونو۔۔۔۔ پروفیسر شاہ۔۔۔۔ !!دعا نے طنز کیا

تو زیان شاہ کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔

میری۔ دنیا۔۔ خفا ہوگ ئی۔۔۔؟؟

زیان نے پیار بھری نظر ڈالتے کہا۔ تو اس نے مزید منہ بنا لیا۔

!!آپ۔۔ بہت بڑے جھوٹے ہیں۔ مسٹر شاہ۔

دعا ناراضگی میں اسے مسٹر شاہ کہہ کے ہی مخاطب کیا کرتی تھی۔

بالکل نہیں--- چھپا رستم ہوں--- !!اسے خود سے قریب کرتے ایک آنکھ ونک کرتے بولا۔

دعا کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی ی۔ اور اپنا ہاتھ چھڑایا۔

مجھے آپ سے کوئی ی بات نہیں کرنی۔ شکوہ کناں نظروں سے دیکھتی وہ منہ موڑ گ ئی۔

شام کو آؤں گا لینے-- پھر سب کچھ بتاؤں گا ڈیٹیل میں-- !!امید کرتا ہوں--- یہ راز راز ہی رہے گا--- !!کان میں سرگوشی کی۔

کونسا راز---؟؟ انجان بنتے پوچھا۔

وہ بھی-- شام کو آ کے بتاؤں گا۔

مزید کان کے قریب ہوتے دھیمے سے کہتے وہ دعا کے کان پے اپنا لمس چھوڑ گیا۔ دعا تو اندر تک کانپ گ ئی۔ وہ جا چکا تھا۔

مسٹر زیان-----شاہ--- زیرِ لب اس نے نروٹھے پن سے نام۔لیا۔

****

سبھی ڈائیننگ ٹیبل پر خاموشی سے کھانا کھانے میں مصروف۔تھے۔

عین وہاں ان میں نہیں تھی۔ پاؤں کے چوٹ کی وجہ سے وہ اپنے روم میں بیتھی۔

ماریہ شاہ نے اسکاکھانااس کے روم۔میں ہی پہنچا دیا تھا۔

فارس کی نظر ابرار شاہ پے پڑی۔ جو منہ نیچے کیے کھانا کھانے میں مصعوف تھا

فارس کے ماتے پے تیوری چڑھی۔ لیکن لب بھینچے خاموشی سے ڈائیننگ ٹیبل پے

بیٹھا۔

مجھے۔۔آپ سب سے کچھ بات کرنی ہے۔

کھانے کے اختتام پر دلاورشاہ نے سب کومخاطب کیا۔ تو سبھی ان کی طرف متوجہ

ہوئے۔

ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس جمعہ کو نور العین کی رخصتی کر دی جائے۔

یہ بات تو ابرار شاہ پے پہاڑ بن کے ٹوٹی ۔ ہ کچھ کہنے لگا کہ ساتھ بیٹھے باپ کبیرشاہ نے روکا۔

!! امید کرتا ہوں۔۔ سب ساتھ دیں گے۔ کیونکہسب نے ملکے ہی کرنا ہے۔۔ سب کچھ۔۔

دلاور شاہنے باورکرایا۔

جی بھائی ی صاحب اللہ نور العین کے ۔۔۔نصیب اچھے کرے۔

کبیرا شاہ نے سوچتے اٹکتے ہوئی ے کہا۔

فارس کی تیز نظروں سے وہ دونوں باپ بیٹا زیادہ دیرچھپ نہیں سکتے تھے۔

ابرار جھٹکے سے اٹھا۔گہرے لمبے سانس لیے۔ایک شکوہ کناں نظر باپ پے ڈالی اور وہاں سے واک آؤ ٹ کر گیا۔

دلاور شاہ نے آگے بڑھ کے بیٹے کوگلے لگایا۔

اب تو خوش ہے ناں ہمارا بیٹا۔۔۔۔؟؟

پیار سے پوچھا۔ تو فارس زیرِ لب مسکرایا۔

وہ بہت ہی کم مسکراتا تھا۔

اسکی مسکراہٹ بہت الگ سی تھی۔ دلاور شاہ اسے مسکراتا دیکھ پھر سے گلے لگا گ ئی ے۔

کہیں دماغ کے کوے میں عفان آج بھی زندہ تھا۔ اور وہ عفان کو فارس میں ہی تلاش کرتے تھے۔

وہ نہیں چاہتے تھے کہ جو عفان نے کیا۔۔۔ اپنے آپ کے ساتھ۔۔۔ ایسا قدم۔کوئ ی اور اولاد اٹھائی ے۔

اس لیے بروقت فیصلہ لے کے انہوں نے فارس کو مطمئ ئ ن کیا تھا۔

الماس بیگم اور ماریہ شاہ نے بھی دعائ ی ں دیں۔

جبکہدردانہ شاہ بھی نامحسوس انداز میں وہاں سے اٹھ گ ئ ی ں۔

مبارک ہو۔۔۔۔ فارس۔۔۔ !!امید کرتا ہوں۔۔ اللہ سے اب سب خیر خیریت سے ہو۔۔

کبیر شاہ مبارک باد دیتا ساتھ طنز بھی کر گیا۔

سب نے ایک نظر انہیں دیکھا۔

ارادے جن کے پختہ ہوں۔

نظر جن کی خدا پر ہو۔

طلاطم خیز موجوں سے

وہ گھبرایا نہیں کرتے۔۔۔

فارس نے بڑی ہی کوئی ی انداز میں شعر پڑھا تو کبیر شاہ اسے دیکھتے ہی رہ گ ئی ے۔

جبکہ فارس بھی انکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ ایک پل کو نظر نہ جھپکی۔

وہ خاموشی سے وہاں سے نکل گ ئی ے۔

فارس سر جھٹک کے ماں کی طرف بڑھا۔

****

بارار اپنے روم میں آتے کمرے کی ہر چیز تہس نہیس کررہا تھا۔

نہیں۔۔۔ نہیں ہو سکتی۔۔۔ وہ کسی اور کی۔۔۔۔

وہ صرف میری ہے۔۔۔۔

کہتے ساتھ ہی وہ سب کچھ الٹ پلٹ کررکھ دیا۔

دردانہ بیگم اندر داخل ہوئی ہیں۔

اور آگے بڑھ کے بیٹے کو سنبھالنا چاہا۔ جو آپے سے باہر ہو رہا تھا۔

میرے۔۔ بچے۔۔۔ کیا حالت بنا لی ہے تم نے۔۔۔ اس لڑکی کی خاطر۔۔۔؟ منہ دیکھو اپنا

کتنا۔۔۔ بگاڑ لیا ہے۔۔۔!!

دردانہ بیگم کو اسکے چہرے کا بگڑا نقشہ دیکھ صبح سے غصہ آیا ہوا تھا۔

انہیں سچ نہیں پتہ تھا۔ انہیں لگا وہ باہر مار پیٹ کر کے آیا ہے۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔۔ !!پہلے خود کو چھڑایا۔ پھر واپس ماں کی جانب آیا۔اور ان کے ہاتھ تھام

لیے۔

امی۔۔۔۔ مجھے۔۔ عین چاہیے۔۔۔۔!!

انکا جوان جہاں بیٹا ٹوٹ کر بکھ رہا تھا وہ خود بھی رو دیں۔

کہکبیر شاہ اندر آئی ے اور روم کو لاکڈ کیا۔

آپ۔۔ سارے کیے کرائے پے پانی پھیر دو گے۔۔۔کب عقل آئے گی آپ کو۔۔۔؟؟

کبیر شاہ نے بیٹے کو ڈپٹا۔

بابا۔۔۔ وہ مجھے چاہیے۔۔۔ ورنہ۔۔۔ میں کچھ۔۔ بھی کر گزروں گا۔ وہ دیوانہ وار رویا تھا۔ بیٹے کا رونا دیکھ دردانہ شاہ بھی رو دیں۔

وہ آپ کی ہی ہے۔۔۔ !!آپ کو ہی ملے گی۔۔۔ !اپنے باپ پے بھروسہ کرو۔ کبیر شاہ نے سختی سے اس جھنجھوڑے باور کرایا۔ تو اس نے اپنے آنسو صاف کیے۔

ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔۔۔۔ فارس شاہ۔۔ خود کو بہت چالاک سمجھتا ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔ سب چالاکی۔۔ اسکی دھری کی دھری رہ جائے گی۔

بس انتظار کرو۔۔۔ !!جمعہ آنے میں ابھی دو دن ہیں۔۔۔ اتنی جلدی ہمت مت ہارو۔۔۔

کبیر شاہ نے شاطرانہ انداز میں کہا۔

کوئی ی نہیں جانتا تھا کہوہکیاپلاننگ کرر ہے ہیں۔۔

لیکن۔۔۔ان کے ارادے کافی خطرناک تھے۔

##################

شام کو زیان دعا کا فلیٹ پے لے آیا

سارے راستے دعا نے چہرہ پھیرے رکھا۔

زیان بھی سنجیدہ تھا۔گھر کے اندر آتے ہی دعا زیان سے دور ہوئی ی۔کہ زیان نے کھینچ کے اسے اپنے قریب کیا۔

یہ کیا ہے سب۔۔۔؟ کیوں ایسے بی ہیو کر رہی ہو۔۔۔؟؟ زیان کا انداز بت سنجیدہ تھا۔

یہ۔۔آپ پوچھ رہے ہیں۔۔؟؟ مسٹر شاہ۔۔۔؟؟ آنکھوں میں حیرانی تھی۔

میں نے کہا ہے۔۔ ناں۔۔ بتا تا ہوں۔۔ ساری بات۔۔۔ پھر کیا مۂی سلہ ہے۔۔۔؟؟

زیان کو اسکے ناداز سے چڑ ہوئی ی۔

مجھے نہیں۔۔ سننا کچھ بھی۔

نروٹھے پن سے کہا۔ زیان شاہ کا ریہ دعا کی آنکھیں نم کر گیا۔

تو ٹھیک ہے مت سنو۔۔۔ !!ایک چائے کا کپ بنا کے دو مجھے۔۔۔۔ !!سر میں درد ہے بہت۔۔!!

زیان نے سر پکڑتے دباتے کہا۔ تو ایک بھرپور غصے والی نظر زیان پے ڈالتی وہ کچن کی جانب بڑھی۔

اس فلیٹ میں وہ ایک دو بار پہلے بھی زیان کے ساتھ آچکی تھی۔

اسلیے جانتی تھی کہ کونسی چیز کہاں ہے۔

اسلامآباد میں بھی اکی ایک حویلی تھی۔ جو چھوٹی حویلی کے نام سے جانی جاتی تھی۔

اکثر ساری فیملی مل کے اسلام آباد آتے اور اسی حویلی میں رہتے۔

لیکن زیان اکیلا تھا۔اس نے فلیٹ میں رہنا زیادہ مناسب سمجھا۔

اور دعا نے ہاسٹل میں۔

کچھ ہی دیر میں دعا چائے بنا کے لے آئی ی۔

اس دوران زیان گھ رمیں بات کر رہا تھا۔

الامس بیگم نے اسے نور العین کی رخصتی کا بتایا تھا۔اور تاکید کی تھی کہ وہ دونوں کل ہی آجائی یں۔

جب کہ انہیں آئی ے بمشکل دو دن ہی ہوئی ے تھے۔

لیکن ماں کا حکم وہ۔ٹال نہیں سکتا تھا۔

تم نہیں پیو گی۔۔۔؟؟ چائی ے کا ایک ہی کپ دیکھتے زیان نے سرسری سا پوچھا۔

دعا خاموش رہی۔ زیان بھی چائے پیتے موبائیل یوز کرنے لگا۔

دعا کو یکسر نظر انداز کر دیا۔

مجھے۔۔۔ واپس چھوڑ آئی یں۔

جب کافی دیر خاموشی رہی تو دعا نے لب بھینچتے ہوئی ے کہا۔

زیان کو اسکی بات پے سخت غصہ آیا۔لیکن ضبط کر گیا۔ اور خاموش رہا۔

آپ نے سنا نہیں۔۔۔ مسٹر شاہ۔۔۔؟؟ مجھے واپس چھوڑ کے آئی یں۔

اب کے لہجہ تیز تھا۔

آج--رات یہیں-- رہو گی--- !!زیان نے چائ ے کا کپ ٹیبل پے رکھتے سرد لہجے میں کہا۔

دعا کے تو چودہ طبق روشن ہوگ ئ ے۔

!!کیوں---؟؟ ہرگز نہیں--- آپ---مجھے-- چھوڑ کے----

!!شیییییی

زیان نے کھینچ کے اسے خود کے قریب کیا۔

!!بہت فائ دہ اٹھا رہی ہو میری نرمی کا---

کچھ کہتا نہیں-- تو اسکا مطلب یہ نہیں--کہ کچھ کہہ نہیں سکتا---

لہجہ ابھی بھی سرد تھا۔

وہ کہاں اسکے اس رویے کی عادی تھی----؟؟

اسکی اتنی سی بات پے نین کٹورہ آنکھیں آنسوؤ ں سے بھر گ ئ یں۔

زیان نے خود کو مزید کچھ کہنے سے روکا۔

اور گاڑی کی چابیاں اٹھائ یں۔

باہر آجاؤ۔۔ ویٹ کر رہا ہوں۔

بنا اسکی طرف دیکھے وہ باہر نکلا۔ جبکہ دعا اپنے آنسو صاف کرتے ایک روم۔میں چلی گ ئی۔

اور جاتے ہی روم لاکڈکرتے رونے لگی۔

وہ زیان شاہ سے اسطرح کا رویہ ایکسپٹ نہیں کر پا رہی تھی۔

زیان نے کافی دیر گاڑی میں بیٹھے اسکا ویٹ کیا۔ وہ نہ آئی ی تو غصے سے اندر کیجانب بڑھا۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

!!دعا۔۔۔۔ !!دروازہ کھولو۔۔۔۔

زیان اندر آیا تو اسے کہیں بھی دعا نظر نہ آئی ی۔

آنکھیں موندتے اپنا غصہ کنٹرول کرتے وہ اس روم کی جانب بڑھا۔ جو لاکڈ تھا۔ اور اسے پکارا۔ لیکن کوئی ی جواب نہ آیا۔

دعا!!---- اوپن دا ڈور!!----

زیان نے لب بھینچتے ہوئ ے کہا۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا۔ کہ وہ یوں روٹھ کے دروازہ بندکر گ ئ ی تھی۔

میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔ ورنہ!!----

زیان نے دھمکی دی ۔ لیکن جواب ندارد۔

زیان کو فکر ہوئ ی۔

فوراً دوسرے روم میں گیا۔ اور کبرڈ سے کیز نکال باہر آیا۔

اس کے سامنے عفان کا چہرہ لہرایا۔ اسکا دل دھڑکنے لگا۔

وہ اب مزید کسی کو۔ نہیں کھو سکتا تھا۔

کیز سے دروازہ کھولتے اس کے ہاتھ لرزے اور دروازہ کھلا۔

وہ فوراً اندر داخل ہوا۔۔

ادھر ادھر نظریں دوڑائ یں۔ تو وہ سامنے بیڈ کے پاس بیٹھی آنسو بہاتی نظر آئ ی۔ اس کا دھیان یان پے نہ تھا۔

اسے صحیح سلامت دیکھ زیان نے گہرا سانس لیتے آنکھیں اک لمحے کے لیے موندیں۔ اور اگلے پل غصے سے اسکی طرف بڑھا۔ اور بازو سے پکڑ کے کھڑا کیا۔ وہ جو مزے سے رونے کا شغل۔فرما رہی تھیں۔ زان کو کھینچ کے کھڑا کرنے پے بری طرح چونکی۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔۔۔؟؟ کتنی دیر سے کہہ رہا ہوں۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔ سنائی ی نہیں دیا کیا۔۔۔؟؟

جارحانہ تیور دیکھتے دعا کے خاموش آنسو بہے۔ اپنی بازو چھڑانی چاہی۔ لیکن پکڑ اور سخت ہوگ ئی۔

آئیندہ اگر اسطرح کیا

than i swear..

میں کیا کروں گا۔۔ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔

Dammmmmm

زیان نے اسے چھوڑا۔ اور سائیڈ پے ہوتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنا غصہ کنٹرول کرنے لگا۔

دعا کواسکی حالت ٹھیک نہ لگی۔

شاید زیادہ ہوگیا۔

! مجھے زیان کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔۔۔

دعا کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

اور دھیرے سے چلتی اس کے پاس آئی ی۔ اسکی بازو سے پکڑنا چاہا لیکن زیان نے جھٹکے سے اپنی ازو چھڑائی ی۔

آنسو پھر سے بہنے کو تیار تھے۔

دعانے پھر سے بازو سے پکڑا۔ زیان نے پھر سے اسکا ہاتھ جھٹکا۔ لیکن اب کی بار نرمی تھی۔ لیکن اسکی طرف دیکھا بھی نہ۔۔

وہ بچپن سے ایسی ہی تھی۔ اپنی غلطی ہوتی تو آ کے اسا بازو پکڑتی۔ اور کھینچتی۔منہ سے کبھی نہیں بولتی تھی۔

خاوش بہتے آنسوؤں سے ایک بار پھر زیان کا بازو پکڑا۔ اب کی بار وہ جھٹک نہ سکا۔

وہ دھیرے دھیرے چلتے اسکے سامنے آئی ی۔ زان اسے دکھنے سے باز ہی تھا۔ وہ جانتا تھا اسکے آنسو اسے کمزور کر دیں گے۔ اور وہ پھر سے دوبارہ ایسا کرے گی۔

لیکن ابھی نہ سمجھایا اور ایکشن لیا۔ تو اسے پتہ تھا۔ ساری زندگی وہ ایسے ہی کرے گی۔ دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے گی۔ جو زیان تو بھی بھی افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

سو۔۔۔ررررری۔۔۔۔ !!بالآخر روتے ہوئے بولی۔ یہی اک لمحہ زیان کو پگھلا گیا۔ اسے دیکھتے پیار سے آنسو صاف کیے۔ اور اپنے سینے سے لگایا۔

دنیا۔۔۔ !!آئیندہ ایسا بھول کے بھی مت کرنا۔۔۔ !!زین ک لہجہ بھی نم ہوا۔

کبھی نہیں۔۔۔کروں گی۔۔۔ !!لیکن آپ بھی وعدہ کریں۔۔ مجھے کبھی بھی ڈانٹیں گے نہیں۔۔۔

سر اٹھا کے بچوں کی طرح کہتی وہ زیان کو اپنے دل کے بہت قریب لگی۔

نہیں ڈانٹو گا۔۔۔ !!زین نے اسے کھینچ کے واپس سینے سے لگایا۔ تو وہ مسکرا دی۔

آپ۔۔ پروفیسر ہو۔۔۔ یہ بات آپ نے کیوں چھپائی ی۔۔۔؟

اب کی بار بہت آرام اور نارمل انداز سے پوچھا۔

ادھر دیکھو میری طرف--- !!زیان نے اسکا چہرہ اپنی طرف کیا۔

!!یہ بات--- !!گھر میں کسی کو پتہ نہیں چلنی چاہیے---

زیان اب کے سنجیدگی سے بولا۔

لیکن ---کیوں---؟؟ وہ الجھی۔

وقت آنے پے بتا دوں گا--- بس یہ جان لو--- یہ ہمارا سیکرٹ ہے---

Between husbad and wife.

زیان نے اسے اعتماد میں لیا۔

او کے--- !دا نے اثبات میں سر ہلایا۔

اور یونی میں-- یہ نہیں پتہ چلنا چاہیے کہ ہم ہسبینڈ وائف ہیں۔

کیوں کیوں-- کیوں---؟؟

وہ جو دوبارہ اسکے سینے پے سر رکھنے لگی تھی۔ اسکی بات پے فوراً سر اٹھاتے جارحانہ تیور لیے بولی۔

!!یہ بھی سیکرٹ ہے---

کان میں سرگوشی کی۔

دعا اسے نظروں کے ذریعے جانچنے لگی۔

کہیں۔۔۔ آپ۔۔۔۔ کوئی ی۔۔۔ ایجنٹ۔۔۔۔؟؟
ششششییییی
!!

یہ راز وطن کی امانت ہوتے ہیں۔۔ دعا۔۔۔ امید کرتا ہوں۔۔ مزید کچھ نہیں پوچھو گی۔۔۔؟؟

زیان نے اسے قریب کرتے کان میں سرگوشی کی۔

زیان کا لہجہ بتا رہا تھا۔ وہ پکا محبِ وطن ہے۔

دعا کی آنکھیں پھر سے جھلملا اٹھیں۔

اسے اپنے شوہر پے بہت فخر ہوا۔

اب اسے یاد آیا۔ کیوں۔۔ جب بھی زیان اس سے ملتا تو چہرہ ڈھانپنے والی کیپ پہنتا۔۔

وہ ایک دوبار پوچھ چکی تھی لیکن وہ ٹال گیا تھا۔

یہاں تک کہ آج نہ ہی اس نے اسے یونی چھوڑا۔ اور نہ ہی اسے یونی لینے آیا۔۔۔

البتہ ڈرائی یور اور گاڑی بھیج دی۔ اور اس بات پے بھی دعا کو زیادہ غصہ آیا ہوا تھا۔

اور آج خود سے شرمندگی ہوئی ی جو اپنے شوہر کو غلط سمجھا۔

آئی سکریم کھانے چلیں۔۔۔؟؟ زیان نے اسکا دھیان بٹایا۔

ورنہ وہ جانتا تھا۔ وہ اس بات کے زیرِ اثر رہے گی۔

آپ۔۔۔ لے کے جائی یں گے۔۔۔؟؟

دعا نے حیرت سے پوچھا۔

زیان نے گھڑی پے ٹائی م دیکھا۔ رات کے آٹھ بج رہے تھے۔

اپنا مخصوص ماسک پہنا۔ اور اسے لیے باہر گیراج میں آیا۔ اور اپنی ہیوی بائی یک نکالی۔

زیاااا۔۔۔۔ن۔۔۔ !!میں اس پے کیسے بیٹھوں ۔۔؟؟

!!مجھے ڈر لگتا ہے۔۔۔

دعا گھبرائی ی۔

ایسے ہی ڈر لگتا ہے۔۔۔

زیان شاہ کی بیوی ہو۔۔۔۔ !!چلو۔۔ بیٹھو۔

زیان نے خود ہیلمٹ پہنا اور اسے بھی دیا۔

مجھے۔۔ آئی سکریم۔۔ نہیں ۔۔کھانی۔۔۔۔ !!دعا ابھی بھی گھبرا رہی تھی۔

ایک گڈ نیوز ہے۔۔۔ !!زیان نے مسکراتے ہوئے کہا

کیا۔۔۔؟؟ آپ۔۔پاپا بننے والے ہیں۔۔؟؟ دعا کی جلدی میں زبان پھسلی۔ تو زیان کے چہرے پے ایک مسکراہٹ رقصاں کرنے لگی۔

بیوی اگر موقع فراہم کرے گی تو وہ بھی بن جائیں گے۔

زیان کی معنی خیز بات پے دعا بلش کرنے لگی۔ اور خاموشی سے ہیلمٹ پہنتی اسکی بائیک پے بیٹھی۔

!! دنیا۔۔۔۔ !!کس کے پکڑو۔۔۔۔۔

زیان نے مسکراہٹ ضبط کرتے کہا۔ اور بائیک اسٹارٹ کی۔ گیراج سے باہر نکالتے بائیک ہواؤں سے باتیں کرنی لگی۔

جتنی دیر وہ بائیک پے رہے دعا نے سانس روکی رکھی۔ ایک آئی سکریم شاپ کی بیک سائیڈ پے اس نے بائیک روکی۔ اور اس بت بنی دعا کو دیکھا۔

!!ہوش میں آجاؤ--- دنیا---

اسکی آنکھوں کے آگے چٹکی بجاتا وہ آئی سکریم لینے شاپ پے گیا۔اور دو منٹ میں ہی واپس لوٹ آیا۔

آپ گڈ نیوز کا بتا رہے تھے۔

آئی سکریم کا بائیٹ لیتے بولی۔

ہمممممم---- زیان پھر مسکرا دیا۔

مما کا فون آیا تھا۔اس جمعہ کو۔۔ عین بھابھی اور فارس بھائی ی کی شادی ہے--

واٹ---؟؟ کیا۔۔ واقعی---؟؟

دعا اونچی آواز میں بولی۔

آہستہ یار--- !!زیان نے کان پے ہاتھ مارا---

نہیں---میں ---- مطلب--- آپی کی رخصتی----؟؟

دعا سے خوشی سے بولے ہی نہیں جا رہا تھا۔

!!جی--- جی--- وہی کہا۔۔ میں نے---

!! اوہ جمعہ تو دو دن بعد ہے---- !!اور ہم یہاں---

ہم کب جائیں گے---؟؟ دعا کو جانے کی جلدی ہوئی ی۔

مسز دعا--- زیان--- !!آپ کو آئے ابھی-- دن ہی کیا ہوئے ہیں--کہ آپ واپس جانے کی بات کر رہی ہیں-- !!زیان نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔

زیان شاہ--- !!کوئی ی بات نہیں--- پروفیسر-- جان پہچان والابندہ ہے----کچھ نہ کچھ ہوجائے گا--

آنکھ ونک کرتے دعا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو زیان بھی کھل کے مسکرایا۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

آج رخصتی تھی۔ اور ابرار بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔

وہ مزید باپ پے بھروسہ نہیں کر سکتا تھا اب۔

!!تم سب کو پتہ ہے ناں-- کیا کرنا ہے---

ابرار باپ کو بتائے بنا اب اپنی ہی پلاننگ کر رہا تھا۔

اسکا ارادہ اب کی بار۔۔ عین کو ہی غائب کر دینا تھا۔
اور اس کے پیچھے اسکا شیطانی دماغ بہت بڑی اسکیم بنا کے بیٹھا تھا۔

yes sir....!!

سب نے یک زبان ہو کے کہا۔
مجھے وہ یہاں چاہیے ایک گھنٹے کے اندر اندر ۔۔۔ اب جاؤ او کام پے لگو۔
کہتے ہی ابرار نے فون کان سے لگایا۔ دوسری طرف فاریہ تھی۔ جو اسکا ساتھ دے رہی تھی۔

ہاں۔۔ بھائی ی۔۔۔ !!کام ہو گیا ہے۔۔۔؟

دھیرے سے پوچھا۔

ہاں۔۔۔ !!تم بتاؤ وہاں کیا سچویشن ہے۔۔۔؟؟

!! دلہن بالکل تیار ہے۔ اور گاڑی کا ویٹ ہو رہا ہے۔۔۔

فاریہ بول بال کے زبردستی عین کو اپنے ساتھ اپنی دوست کے گھر لائی ی تھی۔ جس نے پارلر کا کورس کیا ہوا تھا۔

خود بھی وہیں تیار ہوئی ی اور عین کو بھی وہیں تیار کروایا۔

وہ جو دل تھامے دلہن بنی بیٹھی تھی۔ فارس شاہ کے ڈر سے اسکا آدھا خون سوکھ گیا تھا۔

اسے یہ خبر ہی نہ ہوئی ی کہ اسکی بہن۔۔۔ اسکی کزن اس کے لیے کون سا گھڑا کھود رہی ہے۔۔

آلسلامُ عَلَیکُم زیان اور دعا ایک ساتھ گھر داخل ہوئے۔

بہت کوشش کے باوجود بھی انہیں چھٹی نہ ملی۔۔

اور اب بھی وہ صرف دو دن کی

leave

پے ہی آسکے تھے۔

وَعَلَیکُم السَّلَام !شکر۔۔ ہے اللہ کا پہنچ گ ئ ے۔۔۔چلو۔۔۔ آجاؤ۔۔ جلدی۔۔۔ سے اورتیار ہوجاؤ۔

ماریہ شاہ نے انہیں دیکھتے فوراً کہا۔

تیاربعد میں پہلے آپی سے ملنا ہے۔۔۔کہاں ہیں۔۔ وہ۔۔۔؟؟ دعانے چہکتے ہوئ ے کہا۔

زیان مسکراتے ہوئ ے الماس بیگم سے ملنے ان کے روم کی طرف بڑھا۔

وہ۔۔۔ وہ تو۔۔۔ پارلر۔۔ گ ئ ی ہے۔۔۔ !!آتی ہوگی۔۔۔ تم تیار ہوجاؤ۔

ماریہ شاہ کا لہجہ جہاں لڑکھڑایا۔ وہیں انہی قدموں پے زیان بھی پلٹا۔

کس۔۔۔ کس کے ساتھ۔۔۔؟؟ دعا کو کچھ صحیح نہ لگا۔ عین آج تک کبھی پارلر نہیں گ ئ ی تھی۔ وہ اکیلے بھی کبھی گھر سے باہر نہیں نکلی۔ تو آج ۔۔ گ ئ ی۔۔۔ وہ بھی !!پارلر۔۔۔

!!وہ۔۔۔ ہے ناں۔۔ محلے میں۔۔۔ ہی۔۔۔ فاریہ۔۔ کی دوست کا۔۔ وہی لے کے۔۔۔۔

مما کونسے محلے میں۔۔۔؟؟ اور ۔۔۔ آپ نے کیسے جانے دیا۔۔آپی کو اسکے ساتھ۔۔۔؟؟ !!آپ کو۔۔۔

دعا نے فوراً بات کاٹی۔ اسے فاریہ سے ہمیشہ نیگیٹیو وائی بز آئی یں تھیں۔ دعا اور زیان کو یہ فیملی شروع سے ہی پسند نہیں تھی۔

کچھ نہیں ہوتا بیٹا--- !!وہ بھی بیٹی-- ہے اس گھر کی--- ہم اعتبار نہیں کریں گے تو کون کرے گا---؟؟ماریہ شاہ نے پیار سے سمجھایا۔

آپ--- فون کریں-- اور --ایڈریس لیں---

دعا نے فون ماریہ شاہ کو دیتے عجلت سے کہا۔

ارے بیٹا--- آنے والی ہوں---

چچی جان--- !!آپ-- فون ملائی یں اور پوچھیں کہاں ہیں وہ---؟ ہم جاتے ہیں لینے ابھی۔

زیان نے بھی دعا کی سائی یڈ لیتے سنجدگی سے کہا۔

تو ماریہ شاہ اثبات میں سر ہلاتیں کال ملانے لگیں۔

کال جا رہی تھی۔ لیکن کوئی ی اٹھا نہیں رہا تھا۔

ایک بار دو بار--- تین بار-- کال جا رہی تھی لیکن کوئی ی بھی اٹھا نہیں رہا تھا۔

مما--- آپ کو نہیں-- بھیجنا چاہیے تھا---

دعا کا لہجہ بھی نم ہوا۔ اور دل بھی بہت زور سے دھڑکنے لگا۔

ماریہ شاہ منہ پے ہاتھ رکھے اپنے آنسو ضبط کرنے لگیں۔

پلیز-- پریشان نہ ہوں-- چچی جان--- !!یہ بتائیں انہیں گئے ہوئے کتنی دیر ہوئی ہے---؟؟

شاید--- دو گھنٹے----؟

ماریہ شاہ بمشکل زیان کی بات کا جواب دے پائیں۔

زیان نے فارس کو کال ملائی۔

اسکے نمبر پے بھی کال جا رہی تھی۔

لیکن وہ بھی نہیں اٹھا رہا تھا۔

میں بھائی کو دیکھتا ہوں--زیان کہتے کال ملاتا اوپر گیا۔

مما اگر--- آپی -- کے ساتھ--- کچھ-- بھی-- برا---؟؟

اللہ کا واسطہ ہے--- ایسا کچھ مت کہو۔

بابا کہاں ہیں---؟؟

دعا نے اپنے آنسو صاف کرتے فراز شاہ کا پوچھا۔

گھر میں کسی ---ک نہیں پتہ--- عین کے فاریہ کے ساتھ جانے کا---!!ایک اور بم پھوڑا۔

دعا نے حیرانی سے ماں کو دیکھا۔

مما آپ-- اتنی بڑ غلطی کیسے کر سکتی ہیں---؟؟

فارس بھائی ی اپنے روم میں نہیں ہیں۔

زیان بھی وہاں پہنچا۔ اور پریشان تھا۔

اب کیا ہوگا---؟؟ آپی---- کو کچھ ہو-- نہ--- جائے--؟؟

دعا نے بمشکل۔ خود پے قابو کیا ہوا تھا۔

دلاور شاہ اور فراز شاہ دونوں ایک ساتھ اندر داخل۔ ہوئے۔

دعا کی بات انہوں نے بھی سن لی۔

کیا ہوا-- عین کو---؟؟ فرز شاہ نے پوچھا تو تینوں کی نظریں بیک وقت ان پے اٹھیں۔

💔💔💔💔💔💔💔

اور کتنی دیر ہے فاریہ---؟ گھر کب آئی ے گا---؟؟ ہم تھک گ ئ ے ہیں۔
عین جو گھونگھٹ نکالے فاریہ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تھی۔ اکتا کے بولی۔
جبکہ فاریہ نے منہ بنایا۔ وہ مسلسل موبائیل پے ابرار سے رابطے میں تھی۔ اور اس وقت وہ عین کو لیے ابرار کے بتائے گئے ایڈریس پے لے کے جا رہی تھی۔
اسی کے بھیجے ہوئ ے ڈرائیور کے ساتھ---
جبکہ اپنی گاڑی کو وہ آدھے راستے سے واپس بھجوا چکی تھی۔ کیونکہ وہ راستے میں ہی خراب ہوگ ئی تھی۔
اور خود عین کو لیے وہ ٹیکسی کروا کے اپنی دوست کے گھر پہنچی تھی۔
بس میری جان--- پہنچ گ ئ ے۔
گاڑی گیٹ کے اندر داخل ہوئ ی۔
عین کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

اس کے حواسوں پے بس فارس چھایا ہوا تھا۔ اور بار بار آنکھوں کے آگے اسکا غصیلہ چہرہ آرہا تھا۔

فاریہ اسے لیے اندر بڑھی۔ وہ بمشکل چل رہی تھی۔

اسے اتنا بڑا گھونگھٹ اوڑھایا ہوا تھا۔ کہ اسے راستہ بھی بمشکل ہی نظر آرہا تھا۔

!!فاریہ--- پلیز-- ہمیں ہمارے روم میں لے جاؤ---

عین کی فرمائ ش پے فاریہ طنزیہ ہنسی ہنسی۔

!اہاں ہاں-- کیوں نہیں---؟؟ لیکن پہلے گھر کا دیدار تو کر لو----

کہتے ساتھ ہی فاریہ نے اسکا گھونگھٹ ہٹایا۔

لیکن گھونگھٹ ہٹاتے ہی تمام لائ ٹس آف ہو گ ئ یں۔

!!یہ---یہ--کیا ہوا---؟؟ ف----ففففاریہ---

مما------ کوئ ی ہے---؟؟ عین کا دل کسی انہونی کے خیال سے لرزا۔

مممماا-----!!عین نے آواز لگائ ی۔ کہ سامنے ہی ایک شخص لائ ٹر آن کرتے اسکے پاس آیا۔ عین نے لائ ٹر کی روشنی میں بھی ایک لمحے میں اس کو پہچان لیا۔

!!ڈیول-----

!!ویلکم ویلکم---- ٹو اوور ہوم--- ہوم سویٹ ہوم---

ابرار کے کہتے ہی ساری لائیٹس آن ہوگ ئی یں۔

وہ بہت خوش تھا۔

عین نے اپنے دائی یں بائی یں دیکھا۔ وہ اسکا گھر نہیں--- کوئی ی اور جگہ تھی۔

ابرار اسکے سجے سنورے روپ کو بہت ے باکی سے دیکھے جا رہا تھا۔

یہ--- کون--- سی -- جگہ---؟؟ ہم یہاں--- کیسے---؟؟

عین کو کچھ سمجھ نہ آیا۔

جانِ من--- !!کیا قسمت پائی ی ہے تم نے---

مہندی--- عفان کے نام کی--

نکاح فارس کے ساتھ--

اور ----

Golden night ....

میرے ساتھ۔

وہ بہت قریب آگیا تھا۔

عین ایک ایک قدم لیتی پیچھے ہوئی ی۔

وہ ڈر رہی تھی اسکے انداز سے۔ لیکن وہ ہمت نہیں ہار سکتی تھی۔

آپ۔۔۔ ہمیں ۔۔ گھر چھوڑ۔۔۔ آئی یں۔۔۔ سب۔۔۔ انتظار۔۔۔

وہ خود کو خود حوصلہ دیتی بولی۔ تو ابرار کا دماغ گھوما۔

!!خبر دار !جو۔۔۔۔ گھر کا نام بھی لیا تو۔۔۔

وہ زوردار آواز میں دھاڑا کہ عین سہم کے ایک اور قدم پیچھے لے گ ئی۔

اب سے یہی تمہارا گھر ہے۔۔ اور تم۔۔ میری۔۔۔ صرف میری۔۔ابرار شاہ کی۔

ابرار ن بہت اونچی آواز میں کہا۔

عین کو وہ کوئی ی سائیکو ہی لگا۔

اسنے اپنے اردگرد دیکھا۔ باہر جانے کا راستہ اسے نظر آگیا۔ اور وہ پیچھے مڑتی سرپٹ باہر دروازے کی طرف بھاگی۔

لیکن ابرار نے فوراً اسے جا لیا۔

اور اسکا رخ اپنی طرف کیا۔ وہ ڈر کے مارے کانپنے لگی۔

کہاں---؟؟ جانِ من--- اتنی بھی کیا جلدی ہے----؟؟ آؤ-- اندر چلو--- !!تمہیں ہمارا بیڈ روم دکھاتا ہوں---

ابرار اسے پکڑے زبردستی اندر کی طرف لے کے جانے لگا

چھوڑیں ---چھوڑیں--ہمارا ہاتھ--- آپ---- گندے ہیں--- چھوڑیں--- ہمیں--!!عین نے بہت کوشش کی اپنا آپ چھڑانے کی ۔ اور اس دوارن اسکا کامدار دوپٹہ اسکے سر سے اتر کے زمین بوس ہوا۔

عین لرز ہی توگ ئی

لیکن وہ نازک اندام کہاں اس کے چنگل سے نکل پاتی---؟؟ روتی اور چلاتی رہ گ ئی۔وہ اسے لیے روم میں آیا۔

ایک لمحے کو عین کے رونگٹے کھڑے ہوگ ئی ے۔

پورا روم ڈیکوریٹ تھا۔

ہر طرف پھول ہی پھول تھے۔

اور ان پھولوں میں عین بھی ایک پھول ہی لگ رہی تھی۔

!!آپپپپپ --- ہمیں--- گھر--- !!پلیز---- ہمیں-- گھر جانا ہے---

وہ بچوں کی طرح رو پڑی۔ اسے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی۔ کیسے ہینڈل کرے ---؟؟

چپ----ایک دم۔چپ---- !!اب یہی تمہارا گھر ہے--- مجھ نہں آتی ایک بات---؟؟

ابرار نے اسے گردن کے پیچھے سے پکڑا اسکے بالوں کا جوڑا کھلا۔

اسکا پورا جسم لرز رہا تھا۔

شدتِ دل سے اپنی موت کی دعا مانگی تھی اس نے۔

اب اگر--- تم۔نے رونا بند نہیں کیا تو--- بہت برا حال کروں گا۔

ابرار اسکے مسلسل رونے سے تنگ پڑ گیا تھا۔

کہتے ساتھ ہی اس نے عین کو بستر پے دھکا دیا۔ وہ اوندھے منہ بستر پے گری۔ لیکن فوراً سیدھی ہوتی پیچھے ہٹی۔

بارار اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے مکارانہ ہنسی ہنسا۔ین کا بس نہیں چل ہا تھا وہ یاتو خود غائیب ہو جائے یا ابرار کو کر دے۔

وہ زور دار قہقہہ لگاتا اسکی جانب بڑھا۔

💔💔💔💔💔💔💔

میں نے پوچھا عین کہاں ہے---؟؟ ماریہ؟؟

فراز شاہ کی آواز اونچی ہوئی ی۔

ماریہ شاہ کا سر جھک گیا۔ زیان نے انہیں مختصر ساری بات بتا دی۔

جس سے انکو مزید غصہ آیا۔ الماس بیگم بھی شور سن کے باہر آچکی تھیں۔

دردانہ بیگمبھی سب سن چکی تھیں۔

اور پریشان حال کھڑی تھیں۔ وہ کافی دیر سے کبیر شاہ اور فاریہ کو کال کر رہی تھیں۔

لیکن کوئی ی بھی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

حد ہوگ ئی---- ناں-- مجھے یہاں -- ان کے ظلم سہنے کے لے چھوڑ گ ئی ے

ہیں--؟؟ مجھے بھی لے جاتے--- جہاں خود گئے ہیں۔

زیرِ لب بڑبڑاتی وہ وہاں سے واک آؤ ٹ کر گ ئی یں۔

اللہ خیر کرے--- !!ماریہ اتنی بڑی لاپرواہی آپ کیسے کر سکتی ہیں---؟؟

الامس بیگم نے ناراضگی سے کہا۔

ماریہ شاہ کے اِسو بہتے چلے جارہے تھے۔

آج اپنی بیٹی کو خود مصیبت میں ڈال دیا تھا۔

دردانہ آنٹی--- وہ کہاں--- ہیں---؟؟ انہیں پتہ ہوگا۔

زیان نے فوراً کہا۔ تو سب نے ہاں میں ہاں ملائی ی اور دردانہ کے روم کی جانب

بڑھے۔لیکن انھوں نے اندر سے لاک لگایا ہوا تھا۔

دردانہ--- !!دروازہ کھولو---- !!الماس بیگم نے آواز دی۔ لیکن وہ ڈر کے بستر میں دبک

کے بیٹھی تھیں۔

اور دروازے پے بالکل توجہ نہ دے رہی تھیں۔

۔

اف اس قدر مکمل اور معصوم حسن۔۔۔ آج تک نہیں دیکھا۔ آج فرصت سے دیکھوں گا۔۔۔ اپنی محبوبہ کو۔۔۔۔!!وہ بنا پی ئی ے ہی نشے کے سرور میں خود کو محسوس کر رہا تھا۔

خبر دار۔۔۔ !!جو ایک قدم بھی آگے بڑھایا۔۔ تو۔۔۔ ہم۔۔۔ آپ کو بتا رہے ہیں۔۔۔ مار ڈالیں گے آپ کو۔۔۔ یا۔۔۔۔ خود کو۔۔۔!!
کھوکھلی دھمکی دی جس پے ابرار شاہ کھل کے ہنسا۔
اور عین اپنی بے بسی پے آنسو ہی بہاتی رہ گ ئی۔

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

مما۔۔۔ مما۔۔۔ کہاں۔۔ ہو سب۔۔۔؟؟
ابھی وہ مزید دروازہ بجاتے کہ باہر سے آواز آئی ی۔
یہ تو۔۔۔ فاریہ کی۔۔ آواز ہے۔

الماس بیگم کے کہنے پے سب نیچے بھاگے۔

آآآآنٹی---- !!فاریہ روتی ہوئی ی ماریہ شاہ کے پاس گ ئی۔

آنٹی--!!عین کو بچا لیں--- پلیز-- وہ روئے جا رہی تھی۔ اسکے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔

بکواس بند کرو۔ اور بتاؤ آپی کہاں ہیں---؟؟

دعا کو اسکے آنسو جھوٹ لگے۔

وہ---وہ کچھ غنڈوں نے--- ہم پر حملہ کر دیا--- !مجھے--- زخمی کیا--یہ دیکھیں---

اپنے ماتھے کی طرف ہاتھ کرتی وہ سب کو دکھا رہی تھی۔

کون----کون غنڈے----؟؟ زیان کو اسکی باتوں پے غصہ آیا۔

نہیں جانتی ---- لیکن وہ--- عین کو لے گ ئ ے---

روتے ہوئے بات مکمل کی۔

تو فراز شاہ ایک دم سے پاس پڑی کرسی پے گر سے گئے۔

ابرار جیت کے نشے میں سرشار عین کے قریب آیا۔ عین نے اسے دھکا دینا چاہا۔ تو ابرار نے اس کے منہ پے ایک زوردار تھپڑ جڑ دیا۔اس کے ہونٹ کا کنارا پھٹ گیااس کے باوجود وہ ہمت نہ ہاری اور اسے پرے دھکیلا۔۔ لیکن ابرر نے سختی سے اسکے ہاتھ پکڑے۔ اور پیچھے گرایا۔

عین کا ایک ہاتھ ابرار کے ہاتھ سے چھوٹا جو قریب پڑے واس کے ساتھ جا ٹکرایا۔

عین نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ وہ واس اٹھا کے پوری قوت سے ابرار کے سر پے دے مارا۔ وہ سر پے ہاتھ رکھتا چلاتا ہوا پیچھے ہوا۔ اسی موقعے کا فائدہ اٹھاتے ۔ عین نے اسے پیچھے دھکا دیا۔ اسکے سر سے خون بہنے لگا تھا۔

ایک لمحے کی دیر کیے بنا وہ کھلے دروازے سے باہر بھاگی۔ اسے راستے کا علم نہیں تھا۔ لیکن وہ جن سیڑھیوں سے اوپر گ ئی تھی۔انھی پے بھاگتی ہوئ ی وہ نیچے اتر رہی تھی۔ لہنگا سنبھالنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔

نظر ایک دم سامنے اٹھی۔ تو دروازے کے اندر آتے شخص پے جا ٹکیں۔ اور اسی ایک لمحے میں اسکا پاؤں پھسلا۔ اور وہ توازن برقرار نہ رکھ پائی ی۔ اور سیڑھیوں سے گرتی ابھی دو سیڑھیاں گری کہ اس شخص نے اک لمحہ لگایا اور اس تک پہنچا۔ اور اسے تھاما۔

عین نے لمبا سانس خارج کیا۔اور آنے والے کو دیکھ کے تشکر کا سجدہ دل ہی دل میں رب کے حضور ادا کیا۔

تم۔۔۔ ٹھیک ہو ناں۔۔۔؟؟؟

عین کو سلامت دیکھ اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

فارس نے اسکے گال پے ہاتھ رکھے بہت پرواہ سے پوچھا۔

عین کی آنکھوں کے آنسو بہہ کے گالوں سے گردن تک کا سفر طے کر چکے تھے۔

اسکی ہچکیاں بندھی ہوئی یں تھیں۔

فارس نے اسکی حالت کے پیشِ نظر اسے مزید کچھ بھی نہ کہا۔ اس کے آنسو صاف کیے۔ تو وہ فارس کے گلے جا لگی۔

اور بہت زور سے اسکے گرد باہیں پھیلائی ہیں۔فارس نے اسکی حالت کو سمجھتا اسے خود سے الگ نہ کیا۔

وہ بہت کوشش کے باوجود بھی لیٹ پہنچا تھا۔

وہ ابرار کو رنگے ہاتھوں پکڑنے کے چکر میں عین کو بھی تکلیف دے گیا تھا۔

وہ شروع سے اب تک اسکے پیچھے تھا ایک لمحے کو بھی ان کی گاڑی کو نظروں سے اوجھل۔نہ ہونے دیا۔

لیکن یہاں پہنچتے ایک لمحے کو گاڑی نظروں سے اوجھل ہوئی ی۔ جس لمحے اس نے زیان کو لوکیشن سینڈ کی تھی۔اور پہنچنے کا کہا تھا۔

فارس کی نظر اوپر کھڑے ابرار پے پڑی۔ جس کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ لیکن ماتھے پے ہاتھ رکھے وہ غصے سے نیچے آیا۔

آخری سیڑھیوں پے ہی فارس عین کو ساتھ لگائے کھڑا تھا۔ فارس کی قہر کی نظر اسی پے تھی۔

جبکہ عین اسکے سینے میں منہ چھپائے ابھی بھی ہچکیوں سے روئے جا رہی تھی۔

تیری اتنی جرات کہ تُو مجھے مارے--- میں تجھے------ !!وہ بولتا نیچے اترا تھا۔ لیکن اسکی بولتی فارس کے ایک مکے نے چپ کرا دی۔

منہ پے ہاتھ رکھے وہ گرتا گرتا بچتا سامنے دیکھا۔

فارس کو دیکھ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

عین کو پا کے سب بندوں کو چھٹی دے چکا تھا۔لیکن وہ نہیں جانتا تھا۔ وہ کوئی ی عام عین نہیں وہ نورالعین ہے--- فارس کی نور---

وہ جو ایک آتش فشاں ہے---

ابرار کو فارس کے روپ میں موت سامنے کھڑی نظر آئی ی۔

میری--- بچی---؟؟؟

فراز صاحب کے دل والی طرف درد اٹھا۔

ماریہ شاہ فوراً آگے بڑھیں۔اور انہیں سنبھالا۔

دعا نے فراز شاہ کو پانی پلایا۔

اسی لمحے زیان کے موبائیل۔پے بیپ ہوئی ی۔ میسج چیک کیا۔ جو کہ فارس کا تھا اور اس نے کوڈورڈ میں لکھا تھا۔ جسے وہ سمجھ گیا۔

بابا۔۔۔ بھائی ی کا میسج ہے۔۔۔۔۔ دعا کیجیے گا۔۔۔ میں آتا ہوں۔

زیان کہتے باہر کی جانب بڑھا کہ دلاور شاہ بھی ساتھ ہو لیے۔

زیان نے روکنا چاہا۔ لیکن ۔۔ ان کا غصہ دیکھ چپ کر گیا۔ا ور نہیں ساتھ لیے باہر نکلا۔ لیکن پولیس کو انفارم کرنا نہ بھولا۔

✵✵✵✵✵✵✵✵

مکا پڑتے وہ ابھی سنبھل نہیں پایا تھا۔کہ فارس نے آگے ہوتے ایک اور مکا جڑا۔ وہ زمین پے جا گرا۔

عین کھڑی اس ڈیول کو پٹتا دیکھ رہی تھی۔

اور اپنے اندر سکون محسوس کر رہی تھی۔

فارس نے پاس گرا عین کا دوپٹہ اٹھایا۔ اور عین کے پاس آیا۔ جو خود کے گرد بازو لپیٹے کھڑی آنسو ضبط کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

فارس نے اس کے گرد دوپٹہ پھیلایا۔ تو اسکا جھکا چہرہ اوپر اٹھا۔
اسکی گھنیری پلکیں کاجل سے بھری روئی یں آنکھیں ایک حشر برپا کررہی تھیں۔ فارس کو اپنا دل اسکی آنکھوں میں ڈوبتا محسوس ہوا۔
آنکھوں سے ہوتے نظر اسکے رخسار پے جا ٹھہریں۔ جس پے ہاتھ کی انگلیوں کے نشان تھے۔

بے اختیار فارس شاہ کا ہاتھ اسکے نرم و نازک گال کو سہلا گیا۔ لب بھینچے۔ عین نے پلک نہ جھپکی۔ اور نہ فارس کا ہاتھ جھٹکا۔ وہ ساکت سی اسے دیکھے جا رہی تھی۔
عین کے نچلے ہونٹ کا کونہ تھپڑ کی وجہ سے پھٹ گیا تھا۔
فارس نے شہادت کی انگلی سے اسکے ہونٹ کے زخم کو چھوا۔ تو اسکی پلکیں لرز گ ئی یں۔
اور دل کی دھڑکنوں نے شور ہی برپا کر دیا۔

بے اختیار نظریں جھک گ ئی یں۔

ابرار سنبھل چکا تھا۔ اس نے فارس پے پیچھے سے وار کرنا چاہا۔ فارس نے ایک جھٹکے سے مڑ کے اسکے وار کو ناکام بنایا۔ اور اس کے پیٹ میں لات ماری۔وہ پھر سے دور جا گرا۔

منع کیا تھا۔۔۔ میری نور۔۔۔ کی طرف آنکھ مت اٹھا کے دیکھنا۔۔۔ لیکن۔۔۔ تم باز نہیں آئے۔۔۔۔ !!فارس جارحانہ انداز میں ابرار کی طرف بڑھا۔

!!میری نور۔۔۔۔ میری نور۔۔۔۔۔

عین کے کانوں میں فارس کے ان لفظوں کی بازگشت ہونے لگی۔

بے یقینی سے سامنے کھڑے اپنے سائبان کو دیکھا۔

جو گھنی دھوپ میں اسکا سائبان تھا۔ اسکا ہمسفر۔۔۔ اسکی دھڑکنوں کا محافظ۔

زیان پولیس کے ساتھ وہاں پہنچا۔ پولیس نے فارس کو پیچھے کیا۔ ابرار کو اس سے چھڑانا چاہا۔ لیکن وہ قابو ہی نہیں آرہا تھا۔

اور بے ہوش ہوئے ابرار کو بھی نہیں بخش رہا تھا۔

زیان نے فارس کو پکڑا۔

Leave me ziyan. I will kill him...

فارس نے غصے سے خود کو چھڑایا۔

دلاور شاہ فوراً سمٹی سمٹائی ی عین کے پاس آئے۔ اور اسے اپنے ساتھ لگایا۔

وہ انکے گلے لگ کے پھر سے آنسو بہانے لگی۔

بس۔۔ میرا بچہ۔۔۔۔ !!بابا آگئے ہیں۔۔ رونا نہیں۔

دلاور شاہ نے اسے تھپکی دی۔۔پولیس بے ہوش ہوئے ابرار کو اٹھا کے لے گ ئی۔

لیکن فارس کا غصہ ابھی بھی کم۔ نہیں ہو رہا تھا۔ وہاں موجود ہر چیز کو تہس نہس کر دیا تھا۔

بھائی ی۔۔۔۔ !!پلیز۔۔۔۔ !!زیان نے فارس کے قریب آتے منت والے لہجے میں کہا۔

زیان کا چہرہ دیکھ فارس پل بھر کو رک گیا۔ اسے اپنے سامنے پاتے فارس کو کچھ سکون سا محسوس ہوا۔

زیان نے فارس کو گلے سے لگا کے

Calm down

کیا۔

اسے کبھی بھی اپنے غصے کی حالت میں خود پے قابو نہیں رہتا تھا۔ اور یہی اسکی ایک عادت تھی۔ جو بری تھی۔

✨✨✨✨✨✨✨✨

!!مہمانوں سے گھر بھر گیا ہے۔ابھی تک انکا کوئی ی پتہ نہیں----

الماس بیگم نے پریشانی سے کہا۔

فراز شاہ مہمانوں کے پاس تھے۔ انہیں دل بڑا کرنا تھا۔ اور دل ہی دل میں وہ اپنی بیٹی کی سلامتی کی دعا مانگ رہے تھے۔

اتنے میں گاڑی حویلی کے بیک سائیڈ کے چھوٹے گیٹ سے اندر داخل ہوئی ی۔

ماریہ شاہ فوراً سے بیشتر آگے بڑھیں۔ گاڑی سے عین کو صحیح سلامت اترتا دیکھ انہوں نے وہیں زمین پے گر کے شکر کا سجدہ ادا کیا تھا۔ وہ وہیں بیٹھے بے تحاشا رو دیں۔ عین نے بڑھ کے ماں کو گلے سے لگایا۔

ماریہ شاہ دیوانوں کی طرح اپنی بیٹی کا چہرہ چومنے لگیں۔ آنسو تھے کہ تھم ہی نہ رہے تھے۔

فارس لب بھیچے گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گیا۔

دلاور شاہ سے اس نے کوئی ی بات نہ کی تھی۔ وہ ناراض تھا ان سے۔

وہ جانتے تھے۔ لیکن فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتے تھے۔ گھر مہمانوں ے بھرا ہوا تھا۔ وہ سب کو کوئی ی نیا تماشا نہیں ہاتھ میں دینا چاہتے تھے۔۔ ایک بار پہلے بھی عین کی شادی کو لے کے لوگوں کی بہت سی باتیں وہ سن چکے تھے۔

ابھی انہیں صبر سے کام لینا تھا۔

ماریہ شاہ اور دعا عین کو لیے اندر آگ ئی ے۔

کبیر شاہ کا کہیں اتہ پتہ نہ تھا۔ دردانہ بیگم مہمانوں کے بیچ میں چھپ کے ببیٹھیں تھیں۔

فاریہ بھی انہی کے ساتھ تھی۔ لیکن وہ پریشان بھی تھی۔ کیونکہ ابرار کال۔ نہیں اٹھا رہا تھا۔

روم میں آتے ہی فارس نے سب سے پہلے شاور لیا ۔ اور خود کو ٹھنڈا کیا۔ اسکا غصہ یوں ہی عود کر آتا تھا۔

ہاتھ جو ابرار کو مار مار کے زخمی ہو گیا تھا۔ اس پے بے اختیار نظر جا ٹھہری۔

ایک بار پھر سے نور کا چہرہ یاد آگیا۔

!!فارس--- !!بیٹا----

اسکا غصہ بڑھتا کہ الماس بیگم۔کی آواز اس پے ٹھنڈی پھوار بن کے برسی۔پلٹ کے ماں کو دیکھا۔

جو پیار بھری نظروں سے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں۔ فارس نے ہاتھ چھپانا چاہا۔ لیکن انکی نظر سے فارس کے زخمی ہاتھ چھپ نہ سکا۔

آج-- ہمیں اپنے بیٹے پے بہت مان محسوس ہو رہا ہے--

آج--- آپ نے ہمارا سر فخر سے بلند کر دیا۔ بیٹا--- !!اپنی بیوی کی حفاظت کر کے آپ نے اپنا فرض بخوبی نبھایا ہے----!

i m proud of u my son.

الماس بیگم کے الفاظ گھنی دھوپ میں فارس کے لیے چھاؤں ثابت ہوئے تھے۔ اسکا غصے کہیں دور جا سویا تھا۔ فارس نے پر سکون ہو کے ماں کو دیکھا۔

آپ-- کیوں رو رہی ہیں--؟؟

الماس بیگم کے آنسو صاف کیے۔

خوشی کے ہیں پلگلے---- !!آنکھیں موندتے وہ بیٹے کے سینے سے لگ گ ئی یں ۔

فارس نے انہیں بانہوں کے حلقے میں لیا۔

دروازے پے کھڑے دلاور شاہ نم آنکھوں سے مسکرا دیے۔

اک ماں ہی تھی۔ جس کے آگے یہ شخص اپنی ہر ضد اور انا مار دیتا تھا۔

زیان اندر داخل ہوا دلہے والی پگڑی ہاتھ میں تھامے وہ تیار شیار ہو کے آیا تھا۔

!!میرا پیارا بھیا آج بنے گا--- کسی کا سیاں---

فارس کے سر پے پگڑی پہناتے وہ ساتھ میں گنگنایا۔

تو الماس بیگم نے بھی خوش ہوتے کھڑی ہوئ یں۔

شادی بہت بہت مبارک ہو بھائ ی--- زیان نے مسکراتے فارس کو گلے سے لگایا۔

فارس کے چہرے پے بھی مسکان آگ ئی۔

الماس بیگم کی آنکھیں نم ہوئی یں۔

دلاور شاہ کی آمد سونے پے سہاگہ کر گ ئی ی۔

آگے بڑھ کے بیٹے کو گلے سے لگایا۔

فارس کے چہرے پے ابھی بھی دھیمی مسکان سجی ہوئی ی تھی۔

ان سب کو ایک ساتھ خوش دیکھ فارس کا دل بھی پرسکون ہوا تھا

لیکن کبیر شاہ اوراسکی فیملی سے حساب پورا کرنے کاپوراارادہ رکھتا تھا۔

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

دعا نے عین کو دوبارہ سے تیار کیا۔ اور اسکی بہت ڈھارس بھی بڑھائی ی۔

عین دعا کے ساتھ باتیں کرتی جلد ہی ریلیکس ہوگ ئی۔

آپی۔۔۔ !!آپ تو ایک لپ اسٹیک لگا لیتیں۔۔۔ تو قیامت ڈھا دیتیں۔۔۔ فاریہ چڑیل کے ساتھ پارلر جانے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔؟؟

دعا نے برا سا منہ بنایا۔ فاریہ کے لیے۔

ہمیں--- کیا پتہ تھا---؟؟ ہمیں-- تو مما نے بھیج دیا--- ورنہ ہم نے بہت منع کیا تھا--- اور وہ ہمیں--- ؟؟ کہتے کہتے عین چپ ہوگئی۔

کیونکہ گھر کے اندر انٹر ہوتے ہی فاریہ نے دور سے ہی معافی میں ہاتھ جوڑے تھے۔ وہ رو رہی تھی۔ کہ کسی کو کچھ نہ بتائے۔ اور عین کا دل بھی اسکی طرح معصوم۔ اسکے آنسو پے وہ چپ ہوگئی۔

!!کچھ کہہ رہی تھیں آپ----

عین کے سر پے بھاری کام والا دوپٹہ سیٹ کرتے دعا نے مزید بات کرنے پے اصرار کیا۔

وہ---- بہت گندا ڈیول ہے--- اس نے ہمیں-- مارا تھا---

عین بات کو پلٹ گئی۔

دعا ایک لمحے کو چپ سی ہوگئی۔

لیکن جب فارس شاہ---- دل کی دھڑکن اس کا نام لینے سے شور مچانے لگی۔

فارس---- شاہ---وہاں---- پہنچے--- اور وہ دھول چٹائی ی اس ڈیول کو---

بہت--مزا آیا--- عین نے خوش ہوتے کہا۔

اینڈ یو نو--- دعا---- !!جب وہ گندا ڈیول ہمارے پاس آیا تو--- ہمیں لگا---ہم۔مر

! جائی یں گے---

عین کی آنکھوں میں آنسو جگمگائی ے۔

دعا نے اسکاہاتھ تھام لیا۔ اسکاجی چاہا وہ سامنے ہو اور دعا اسے تابڑ توڑ مارے۔

پھر--- ہم نے ناں-- واس اس کے سر پے دے مارا۔ اس کے سر سے خون نکلا۔

تب بھی ہم --بہت ڈر گیئے--- ہمیں لگا وہ مر----گیا--لیکن وہ--- ہمارے پیچھے

!!آیا---

عین کے چہرے پے تمام بات بتاتےایک ڈر بھی تھا۔

لیکن--- ان کے وقت پے آجانے سے انہوں نے مجھے بچا---لیا--- !عین منہ نیچے

کیے دھیرے سے مسکائی ی۔دعا کو اسکی مسکان دیکھ گونا سکون محسوس ہوا--

!!اور اسے گلے سے لگایا۔

! میری عین آپی تو بہت بہادر نکلی---

دعا کی آنکھیں بھی نم ہوگ ئی یں۔

اور دل سے اپنی بہن کی خوشیوں کے لیے دعا کی۔

آپی---- !!میں نے ہمیشہ ---آپ کے لیے عفان بھائی ی کی آنکھوں میں محبت دیکھی--

احترام دیکھا۔

عزت دیکھی--

لیکن---فارس بھائی ی کی آنکھوں میں---

میں نے--- آپ کے لیے--- جنون دیکھا ہے---

اور وہ جنون سب پے بھاری پڑگیا ہے---

دعا یہ سب سوچ سکی۔ عین کو کہہ نہ پائی ی۔ آج کے دن عفان کا زکر کر کے وہ عین کو دکھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

سب کی دعاؤں میں نورالعین رخصت ہوتی حویلی کے اک حصے سے دوسرے حصے میں آگئی۔

لیکن اب کی بار وہ مطمئین تھی۔

اس کے اندر فارس کو لے کے جو ڈر بیٹھا تھا۔وہ کہیں دور جا سویا تھا۔

اسے کچھ رسموں کے بعد فارس کے روم میں پہنچا دیا گیا تھا۔

اور وہ دل کی دھڑکن کو سنبھالتے فارس کا انتظار کر رہی تھی۔ جس کا ارادہ روم میں جانے کا تھا ہی نہیں۔۔ وہ تو بمشکل سب مہمانوں کے جانے کاانتظار کرتا اب حویلی کے سب سے بڑے ہال میں کھڑا سب کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔

بابا۔۔۔ !!آپ خود فیصلہ لیں گے۔۔۔؟؟ یا۔۔میں۔۔۔لوں۔۔؟؟

وہ فارس تھا۔۔۔ اسے ڈنکے کی چوٹ پے ہر کام کرنا آتا تھا۔

بیٹا۔۔۔ !!کبیر شاہ کو آلینے دو۔۔۔ پھر ہی کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔۔۔ نجانے وہ کہاں۔۔ہے۔۔۔؟؟ دلاور شاہ نے کچھ وقت کے لیے بات کو ٹالنا چاہا۔

لیں--- آگ ئی ے---- !!فارس نے دروازے سے انٹر ہوتے کبیر شاہ کی طرف دیکھتے سرد لہجے میں کہا۔ ان کا سر جھکا ہوا تھا۔

مل آئی ے اپنے بیٹے سے---؟؟ فارس کی سرد آواز پے سبھی نے اسے حیرانی سے دیکھا۔ کہ وہ کیسے جانتا تھا کہ وہ اپنے بیٹے سے مل کے آیا ہے----!!

کبیر شاہ کی آنکھیں نم تھیں ۔ وہ روتے ہوئے دلاور شاہ کے پاس گئے۔

اور ان کے آگے ہاتھ جوڑ دئی یے۔

بھائی ی صاحب---- !!معاف کردیں--- بخش دیں-- میرے بچے کی جان----!!

وہ رو رہے تھے۔اور وہاں موجود کی کو سمجھ نہ آیا کہ وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں---؟؟

کبیر شاہ--- !!جو ابرار نے کیا-- وہمعافی کے لائی ق ہے نہیں--- !دلور شاہ بھی سنجیدگی سے بولے۔

جانتا ہوں--- لیکن غلطی ساری میری ہے--- شاید ---میری تربیت میں ہی کوئی ی کمی رہ گ ئی-- جو وہ ایسا بن گیا--- !!پلیز--- رحم کر دیں--وہ ہاسپٹل میں ہے---!! فارس کی طرف دیکھا۔

!بہت بری طرح مارا ہے اسے----

کہتے ہوئے ان کا دل کٹ سا گیا۔

اب معاف کردیں۔ پولیس کے حوالے نہ کریں۔۔کبیر شاہ نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

گھر کی بہو بیٹی کے ساتھ اگر کوئی ی اسطرح کی حرکت کرے تو اسے مر ہی جانا چاہیے۔

فراز شاہ نے غصے سے کہا۔

نننہیں-----آپ آخری غلطی سمجھ کے معاف کردیں۔۔

میں ---وعدہ کرتی ہوں---آج کے بعد وہ کبھی ایسا کچھ نہیں کرے گا---

دردانہ بیگم نے بھی فوراً شوہر کی ہاں میں ہاں ملائی ی۔

فارس شاہ سپاٹ انداز میں کھڑا یہ میلوڈی ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔

دلاور شاہ نے ایک نظر فارس پے ڈالی۔ جس کی آنکھوں کا مفہوم وہ واضح انداز میں سمجھ گ ئی ے تھے۔

!!ٹھیک ہے---لیکن---اب ابرار اس گھر میں نہیں رہ سکتا---

وہ۔۔ وہ یہاں۔۔۔ نہیں آئے گا۔۔ میں ۔۔اسے بہت دور بھیج دوں گا۔۔۔ وعدہ ہے میرا بھائی ی صاحب۔۔۔ بس۔۔۔ آپ اسے معاف کردیں۔۔

میں اپنے بیٹے کی طرف سے آپ سب سے معافی مانگتا ہوں۔ سب کی طرف دیکھتے سر جھکا کے کہتے وہ رو دئی یے۔

ناچاہتے ہوئی ے بھی دلاور صاحب نے کبیر شاہ کا کاندھا تھپکا۔ جو بھی تھا۔ وہ انہیں بھی عزیز تھا انھوں نے کبیر شاہ کو ہمیشہ بھائی ی ہی سمجھا تھا۔

بہت۔۔۔ خوب۔۔۔ ہو گیا۔۔۔ آپ کا ڈرامہ ختم۔۔۔؟؟ فارس نے غصیلی نظروں سے کبیر شاہ کو دیکھا۔

بیٹے کی زندگی کی بھیک مانگ رہے ہیں۔۔ بیٹی کے لیے بھی کچھ بچا کے رکھ لیں۔

فارس کی بات پے سب کو سانپ سونگھ گیا۔ وہیں فاریہ کو پیروں تلے سے زمین کھسکتی ہوئی ی محسوس ہوئی ی۔

فاریہ۔۔۔۔؟؟ فاریہ نے کیا کیا۔۔۔؟؟

فاریہ کا دل بہت زوروں سے دھڑکا تھا۔

یہ تو آپ اپنی چہیتی بیٹی سے ہی پوچھ لیں-- جو -- نور کو لے کے گ ئی تھی ابرار کے پاس---

فارس نے جیسے بم-پھوڑا تھا سب کے سروں پے-

دعا کو تو شاک لگا- یہ بات عین نے اس سے بھی چھپالی تھی-

کیا--- یہ سچ ہے---؟؟ کبیر شاہ نے کڑے تیوروں سے بیٹی سے پوچھا-

فاریہ گڑبڑا گ ئی-

بابا---وہ----؟؟

جو پوچھا اسکا جواب چاہیے----

کبیرشاہ کی آواز اونچی ہوئی ی- فارس نے منہ پھیر لیا-

بابا---میرا قصور نہیں- مجھے بھائی ی نے مجبورکیا تھا--- جان کی دھمکی دی تھی--- وہ روتے ہوئے بول پڑی- کبیرشاہ کا اس پے ہاتھ اٹھ گیا-

نہیں-- شاہ صاحب---!!بیٹی ہے وہ---!درانہ بیچ میں آگ ئی یں-

کاش--- ایسی اولاد سے بے اولاد ہوتا تو اچھا ہوتا--- !!آج کسی کے سامنے منہ دکھانے کے لائی‍ق نہ چھوڑا انہوں نے---

ایک بار وہ پھت افسردگی سے سر ہلاتے رہ گ‍ئ‍ے۔

فاریہ کے آنسو ہی نہیں تھم رہے تھے۔

اوہ----ہیلو---!!بس بہت ہوگیا--- یہ ڈرامہ--- اپنا سامان پیک کرو۔ اور نکلو--- یہاں سے--- !فارس نے ایک منٹ میں فیصلہ سنایا۔

کبیر شاہ نے حیرت اور پریشانی سے دیکھا۔

بیٹا--- !!بھائ‍ی صاحب----

وہ فارس سے کہتے کہتے دلاور شاہ کی طرف مڑے۔

ہم--کہاں-- جائ‍یں گے--- ؟؟ پلیز معاف کردیں میرے بچوں کو--- کبیر شاہ پھر سے رو دئ‍یے۔

میں بہت سخت شرمندہ ہوں۔ کبیر شاہ کے ہاتھ پھر سے معافی کے لیے دلاور شاہ کے سامنے جڑے تھے۔

دلاور شاہ نے ان کے ہاتھوں پے اپنے ہاتھ رکھے۔

!! یہ آخری بار ہے کبیر شاہ----

بابا---؟؟ فارس نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن دلاور شاہ نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

اگلی بار ایسا کچھ نہ ہی ہو-- تو--آپ سب کے لیے بہتر ہے--- !!اپنی فیملی کو لے کے اندر جاؤ---دلاور شاہ نے کہا۔ تو شکریہ ادا کرتا اپنی بیوی اور بیٹے کے ساتھ لیے اندر چلا۔گیا۔

بابا-- !!آپ نے صحیح نہیں کیا--- !!فارس نے انہیں احساس دلانا چاہا۔

بیٹا--- !!کچھ فیصلے مصلحت کے تحت کرنے پڑتے ہیں-- او ر اس میں ہی مصلحت ہے-- وقت کے چلتے آپ کو احساس ہوجائے گا۔

اب آپ سب جائیں آرام کریں-- رات کافی ہوگئی ہے۔

کہتے ساتھ ہی دلاور شاہ نے سب کو دیکھتے کہا تو وہ سب وہاں سے اپنے اپنے روم کی جانب بڑھ گئے۔ سوائے فارس أور دلاور شاہ کے۔ وہ باپ سے خفا تھا۔ اور وہ یہ بات جانتے تھے۔

دھیرے سے آگے بڑھے۔

بیٹا۔۔۔ !!مانتا ہوں۔۔ آپ صحیح ہیں۔۔ لیکن پوری طرح غلط ہم بھی نہیں۔۔۔

بھروسہ رکھو۔۔۔ اس میں بھی ہمارے لیے بہتری ہی چھپی ہے۔

پیار سے سمجھایا۔

بابا۔۔۔ !!اب اگر کچھ بھی برا کیا انہوں نے ۔۔ تو انجام کے زمہ دار یہ خود ہوں گے۔۔۔

اوکے مائی ی سن۔۔۔ !!دلاور شاہ فارس کی بات پے مسکرا دیے۔ شکر تھاکہ وہ بولا تو صحیح۔

اب آپ بھی جائ یں۔۔۔ ن ئی دلہن کو زیادہ انتظار نہیں کراتے۔

فارس شاہ گڈ نائ یٹ کہتا انکی بات کو نظر انداز کرتا اوپر کی جانب بڑھ گیا۔

جہاں وہ اپنے ہوشربا روپ کے جلوے بکھیرے سج سنور کے اسکے انتظار میں بیٹھی تھی۔

روم کے اندر انٹر ہوتے ہی نظر سیدھی اس پے جا ٹہری جو اس کا انتظار کرتے کرتے نیند کی وادیوں میں کھو گ ئی تھی۔

فارس نے سر جھٹکا اور چینجنگ روم کی جانب بڑھا۔

دروازہ قدرے زور سے بند کیا۔ کہ وہ معصوم ڈر کے اٹھ بیٹھی۔

اور ہوش وحواس بحال۔کرتی اسے اندازہ ہواکہ وہ اپنے روم میں نہیں ہے--

اسکادل زوروں سے دھڑکنے لگا۔

فارس کا ڈر ایک بار پھر سے دل میں کنڈلی مارنے لگا۔

وہ ڈریس چینج کرتا باہر آیا۔

اسے اگنور کیے وہ بازو کے کف موڑتا شیشے کے آگے کھڑا ہوا۔

ہاں-- تو -- محترمہ--- کیسا-- لگا-- اپنی محبت پا کے---؟؟ بہت نپے تلے انداز میں بات شروع کی۔

عین نے دھیرے سے پلکیں اٹھا کے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

وہ اسکی جانب پلٹا۔ اور ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگائی ی۔

اس میں اتنا حیران ہونے والی کیا بات ہے---؟؟ یہی تو تم چاہتی تھی---

!!میری لائی ف میں آنا---

!!بہت--- محبت کرتی ہوناں-- مجھ سے---

دھیرے دھرے چلتا وہ اس کے پاس پہنچا۔

وہ تو مانو بت بن کے بیٹھی تھی۔

اور اسی۔۔۔ محبت نے۔۔۔ عفان کی جان لے لی۔۔۔۔!!

غصے سے وہ پھنکارا۔

اس کے الفاظ عین کے دل کے پار ہوئے۔

اسے سمجھ ہی نہ آئی وہ کیا کہہ رہا ہے۔۔

کیا۔۔۔ کیا۔۔ کہہ رہے ہیں۔۔۔؟؟ آپ۔۔۔۔؟؟ ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

شادی۔۔ ہوئی ہے آج ہماری۔۔۔ جھٹکے سے بازو سے پکڑ کے اسے اٹھایا۔ اور اپنے مقابل کھڑا کیا۔

عین نے اسکی لال انگارہ ہوتی آنکھیں دیکھیں تو ڈر سے کانپ گئی۔

لیکن۔۔۔ بربادی نہ بنا دیا تمہارے لیے تو۔۔۔ میرا نام فارس شاہ نہیں۔۔۔۔۔!! جھٹکے سے بیڈ پے چھوڑتا وہ پیچھے ہٹا۔

عین کی آنکھیں پانیوں سے لباب بھر گئیں۔

ہمممم۔۔۔۔ہم۔۔۔نے۔۔کیا۔۔۔؟؟ اس کو بولنے میں م ئی سلہ ہو رہا تھا۔

ارے۔۔۔۔ ایک منٹ۔۔۔ منہ دکھائی ی کیا لو گی۔۔۔؟ لو۔۔ میں تو وہ بھول ہی گیا۔۔۔

فارس نے طنز کیا۔

اور سرد نظروں سے اسے دیکھتا۔دراز کی جانب بڑھا۔

اور وہی خط نکال سامنے کیا۔

ہر دلہا کچھ نہ کچھ اپنی دلہن کو منہ دکھائی ی میں تحفہ دیتا ہے۔۔

لیکن ۔۔میں ۔۔ فارس شاہ۔۔۔ اپنی دلہن۔۔۔کو۔۔۔ منہ دکھائی ی۔۔۔میں۔۔ وہ خط دوں گا۔۔۔ جو ہمارے ملن کی وجہ بنا۔۔۔

!!جس کی وجہ سے ۔۔۔ تم میری۔۔۔ زندگی میں آئی ی۔۔

لو۔۔۔پڑھو۔۔۔ !!فارس نے سپاٹ لہجے مں اسکے کانپنے وجود کی پرواہ کیے بغیر اسے خط تھمایا۔

عین نے لرزتی پلکوں سے ایک نظر فارس کے غصیلے چہرے کو دیکھا۔ اور خط کھولا۔

نظریں پہلی لائی ن پے جا ٹکیں۔

ایک منٹ۔۔۔!!فارس نے پھر ٹوکا۔ اور مغرور چال چلتا صوفے پے جا بیٹھا۔

میری خواہش ہے۔۔۔کہ تم اسے اونچی آواز میں پڑھو۔۔۔

صوفے کی بیک پے بازو پھیلاتے وہ اس معصوم اور پاکیزہ دل والی کو اندر تک دہلا کے رکھ گیا۔

!!پیارے۔۔۔۔ فان۔۔۔۔

پہلی لائن پے ہی اسکے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ اس کو اپنے پاؤں پے کھڑا رہنا مشکل لگ رہا تھا۔

!!آگے۔۔۔۔ پڑھو۔۔۔۔

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

عین نے فارس شاہ کو دیکھتے خط کی اگلی لائن پے نظر دوڑائی۔

ہم---- جانتے ----ہیں---آپ---ہم سے-- بہت--- محبت کرتے--ہیں--

ہم---آپ کی محبت کی --قدر بھی کرتے ہیں--- لیکن----ہم--- آپ سے---

شادی--- ؟؟

عین کی زبان لڑکھڑائی ی۔

اور ڈبڈبائی ی آنکھوں سے فارس کو دیکھا۔

جس کے چہرے پے چٹانوں جیسی سختی تھی۔

عین نے نظریں دوبارہ خط پے دوڑائی یں۔

!!شادی---- نہیں---کر سکتے----

آپ-- ہمارے لیے--- سب سے-- اچھے دوست ہیں--- لیکن---- ہماری---

!! محبت--- نہیں---

عین کا ل بہت زوروں سے دھڑک رہا تھا۔

!!ہم آپ سے نہیں--- فارس--- سے---- محببببت--- کرتے---ہییں---

بندھ باندھے آنسو گالوں پے گرنے لگے۔

ہمیں--- غلط ---مت سمجھیے--- گا---- !!وہ اب باقاعدہ روتے ہوئے پڑھ رہی تھی۔

ہم--- سب کے سامنے--- یہ بات--- نہیں--- کہہ سکتے--- !!لیکن---آپ سمجھیں--- ہمیں--

میں-- آپ سے نہیں--- فارس سے پیار کرتی ہوں۔"

"پلیز--- !!میری اور فارس کی زندگی سے نکل جائی یں۔"

کہتے ہوئے عین کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔

فقط--- فارس کی نور العین----

آخری لائی ن میں اپنا نام پڑھ کے وہ نفی میں سر ہلاتی فارس شاہ کو دیکھے گ ئی۔

جو لب بھینچے بنا پلک جھپکے اسی کو دیکھ رہا تھا۔

اٹھ کے اس کے پاس آیا۔ اور جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے خط کھینچا۔

وہ سہمی کچھ بولنا چاہتی تھی۔ لیکن الفاظ ساتھ ہی نہیں دے رہے تھے۔

کیوں---؟؟ کیوں کیا ایسا---؟؟ تمہارے----اس ---بھونڈے مذاق نے--- میرے بھائی ی کی جان لے لی---!!

فارس کی آنکھیں لال انگارہ ہونے لگیں۔

فارس نے اسے ایک بازو سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا تو وہ کچی ڈالی کی طرح اسکے سینے سے جا لگی۔

وہ نازک اندام اس چوڑے قد و قامت کے شاہکار مرد کے آگے چھوٹی سی چڑی ہی لگ رہی تھی۔

جب--- عفان سے محبت تھی ہی نہیں--- تو اس کے ساتھ یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی---؟؟

جواب دو---- !!فارس اس پے چلایا۔

نن----ننہیں---- !!وہ بمشکل ہچکیوں سے بولی۔

کیا۔نہیں----؟؟ میرے سامنے اب--مزید کوئی ی جھوٹ نہیں-- !تمہیں کیا لگا---؟؟ تمہاری محبت میں گرفتار ہو کے تم سے شادی کی ہے میں نے---؟؟

طنز کے تیر چلاتا وہ عین کے دل سے ریت کی طرح پھسلتا جا رہا تھا۔

!!نفرت کرتا ہوں۔۔ میں تم سے۔۔۔ شدید نفرت۔۔۔

اسکے چہرے کو اپنے چہرے کے قریب کیے اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ وہ غصے سے پھنکارا۔

اور وہیں عین کی بس ہوئی ی۔

گرفت زرا سی ڈھیلی ہوئی ی تو جھٹکے سے خود کو چھڑایا۔ اور دور پیچھے ہٹی۔

آپ۔۔۔ پاگل۔۔۔ ہو گئ ے ہیں۔۔۔ ہمممم۔۔ہم۔۔نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ !!ڈرتے ڈرتے وہ پیچھے ہوتی جارہی تھی۔

اور فارس سینے پے ہاتھ باندھے اسکے ڈر کا مزا لے رہا تھا۔

اچھھاااا۔۔۔۔ تو میں پاگل ہوں۔۔۔؟؟

پر اسرار انداز میں اسکی جانب قدم بڑھایا۔

پلیز۔۔۔کچھ۔۔۔ نہیں۔۔۔کیا ہم۔۔۔ نے۔۔۔ !وہ روتی روتی ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ جا لگی۔

اسے آج فارس سے صحیح معنوں میں ڈر لگ رہا تھا۔
ابھی فارس کچھ کہتا کہ یکدم سے لائیٹ چلی گ ئی۔
اور اندھیرے سے تو ایسے ہی گھبراتی تھی۔ اب اسکا حال ایسا تھا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں--
نہ وہ آگے جانے کی نہ وہ پیچھے ہونے کی۔

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

یہ اچانک لائیٹ کو کیا ہوا---؟؟
زیان اور دعا جو آج کی بابت لان میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ حویلی کو اندھیرے میں ڈوبتا دیکھ حیران ہوئے۔
شاید--- لائیٹ--- چلی گ ئی ہے---؟
دعا حیرانی سے بولی۔
لیکن--- پوری حویلی-- میں یو پی ایس سسٹم ہے--- تو----؟؟

دونوں نے ایک دوسرے کو حیرانی اور پریشانی سے دیکھا۔ انہیں کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔
رونوں اندرونی حصے کی جانب بڑھے۔
زیان نے موبائیل کی ٹارچ لائیٹ آن کی۔

✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨

فارس بھی اپنی جگہ ساکت کھڑا تھا۔ لائیٹ کے اچانک چلے جانے سے وہ بھی حیران تھا۔
عین کی گہری سانسوں سے وہ اندازہ کر سکتا تھا۔ کہ وہ کہاں ہے۔ اور بیک کھڑکی سے چاند کی آتی مدھم روشنی بھی اسے عین تک پہنچانے میں کا آمد ثابت ہورہی تھی
اس سے پہلے کہ وہ عین کے پاس جاتا۔ کمرے کی کھڑکی سے ایک ہیولہ اندر داخل ہوتا دکھا۔
فارس کو وہ ہیولہ نظر نہ آیا فارس کی اسکی طرف پیٹھ تھی۔ باہر کی چاند کی روشنی میں عین نے وہ ہیولہ دیکھ لیا۔ اس ہیولے نے پیچھے سے فارس پے وار کرنا چاہا۔

لیکن عین اچانک فارس کی جانب بڑھی ۔ اور اسے بیڈ کی طرف دھکا دیا۔

فارس کو کچھ سمجھ نہ آیا۔ اسی اثنا میں چاقو کا ایک سرا عین کی بازو کو چھو کے گزرا۔ عین کی سسکی نکلی۔

فارس نے عین کی جانب یکھا جو اس کے اوپر گری پڑی تھی۔

نور۔۔۔۔ نور۔۔۔؟؟ فارس نے اسے پکارا۔

لیکن وہ درد برداشت کرتے کچھ بول نہ پائی ی۔

فارس کی نظر کھڑکی کی جانب اٹھی۔ جہاں سے ایک ہیولہ باہر کی جانب جاتا دکھائی ی دیا۔

فارس نے عین کو اٹھایا۔ اور کھڑکی کی جانب بڑھا۔ لیکن وہ ہیولہ اندھیرے میں کہیں غائی ب ہو چکا تھا۔

اتنے میں لائی ٹ آن ہوئی ی۔

فارس نے پلٹ کر عین کو دیکھا۔ وہ ایک بازو پکڑے بیٹھی تھی۔ جہاں سے خون نکل رہا تھا۔

فارس انہی قدموں پے واپس لوٹا۔

اور اسکی بازو دیکھی۔ وہ چلا نہیں رہی تھی۔

بس گھٹی گھٹی آواز میں رو رہی تھی۔ اسکا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔

فارس اپنے غصے میں وہ احساس بھی بھول گیا تھا۔ جو عین کے لیے اس کے دل میں جڑ پکڑتا جا رہا تھا۔

فوراً سے اسکی بازو کو کٹ والی سائیڈ سے اپنی طرف کیا۔ جہاں سے اسکی بازو بھی پھٹ چکی تھی۔ فارس اسے مزید چیرتا چلا گیا۔

عین نے درد برداشت کرتے حیرت سے اسے دیکھا۔

یہہہہ--- آپپپ کیا---؟؟ اسے شرمندگی ہوئی ی۔

چپ رہو---- !!غصے سے ڈپٹ دیا۔

فرسٹ ایڈ باکس سے روئی ی اور سپرٹ سے اسکے زخم کو صاف کرنے لگا۔

مت---کریں--- درد-- ہو رہا ہے---- !!عین نے بازو چھڑانی چاہی۔

لیکن فارس کی آہنی گرفت سے چھڑا نہ سکی۔

زخم کا معائی نہ کیا۔

زیادہ گہرا کٹ نہ تھا۔ فارس نے دل ہی دل۔میں شکر۔ادا کیا اور اسکے زخم۔کی ڈریسنگ کرنے لگا۔

!!پلیززززززز۔۔ نہ کریں۔۔۔۔

عین پھر سے درد سے بلبلا اٹھی۔

اگر درد کا اتنا ہی احساس ہو رہا ہے۔۔ تو کیوں۔۔ بہادر بنی آگے آئی ی تھی۔۔۔؟؟

فارس نے اسکا دھیان بٹانا چاہا۔

!! وہ۔۔ آپ کو مارنے۔۔۔۔۔

آنسو بہاتی وہ بولنے لگی۔

تو مارنے دیتی۔۔۔ تمہیں تو شکر کرنا چاہیے۔۔۔ !!فارس نجانے اسے کیا باور کرانا چاہ رہا تھا۔۔۔؟؟

عین نے اسے حیرت سے دیکھا۔

آپ۔۔۔کو۔۔کچھ ہو۔۔ اس میں ہمیں کیوں خوشیھگی۔۔؟؟ عجن نے پلکیں جھپکاتے معصومیت سے پوچھا۔

تم--- واقعی اتنی-- معصوم ہو-- یا بنتی ہو---؟؟

فارس نے ایک اور طنز کیا۔

!!آپ-- -- کا احسان اتارا ہے----

دھیرے سے کہتی وہ فارس کو شاک لگا گئی ی۔

کیا مطلب---؟؟ وہ فرسٹ ایڈ باکس اٹھاتے رکا تھا۔

!!آپ نے بھی تو آج ہماری جان بچائی ی ---- تو بدلہ میں ہم نے----

اپنا بازو دیکھتی وہ دھیرے دھیرے کہتی فارس کو پھر سے آگ لگا گئی۔

اپنی بکواس بند کرو-- !!عین نے اس شخص کو حیرت سے دیکھا۔

کسی خوش فہمی میں نہ رہنا---

تمہیں--- بچایا اس لیے کہ--- تمہیں -- موت بھی میرے ہاتھوں آنی ہے--- !! سمجھی---

فارس کے انتہائی ی غصے سے کہنے پے عین نے لب بھینچے۔

دروازے پے دستک نے دونوں کا دھیان بٹایا۔

فارس نے کمفرٹر کھول کے فوراً عین پے ڈالا۔

آنکھو نہی آنکھوں میں اسے چپ رہنے کی تنبیہ کرتا وہ دروازہ کھولتا باہر آیا۔

دروازے پے زیان تھا۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟ خیریت؟ اس وقت۔۔۔؟م

سوری بھائی ی۔۔۔ لیکن آپ کی خیریت پوچھنی تھی۔

زیان نے شرمندہ ہوتے کہا۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟ فارس کے پوچھنے پے زیان نے ساری بات اسے بتائی ی۔

بھائی ی اندر آنے پے پتہ چلا۔ ساری حویلی میں لائیٹس تھیں۔۔ سوائے۔۔۔ آپ کے حصے۔۔۔ کے۔۔ چیک کیا تو۔۔ کی نے مین سوئچ آف کر دیا تھا۔

ابھی آپ کے روم کی طرف آتے۔۔ کہ ایک ہیولہ آپ کے روم کی ونڈو سے نکلتا دیکھا۔

تو۔۔۔ اسی کے پیچھے چلا گیا۔۔

پھر۔۔۔؟؟ کون تھا۔۔۔؟؟ فارس کو عین کا زخمی ہون یاد آیا۔

نہیں پتہ چلا۔۔۔۔ !!کہیں غائب ہی ہو گیا۔

!مجھے آپ کی اور بھابھی کی ٹینشن ہوئی ی---- تو آگیا---

زیان نے تفصل-دی--

زیان---- !!اس نے مجھ پے وار کیا--- لیکن -- نور بیچ میں آگ ئی--- فارس نے زیان کو ایسے بتایا جیسے اس میں فارس کا قصور ہو-

کیا---کیا--مطلب--بھائی ی--؟؟ بھابھی ٹھیک---؟

زیان پریشان ہوا-

ہاں-- یار--- وہ ٹھیک ہے---- !!تھوڑا سی بازو پے چوٹ آئی ی ہے---

فارس نے ٹالنے والے انداز میں بتایا-

لین---- یہ----کون ہو سکتا ہے----؟؟

فارس سوچ میں پڑ گیا

ابرار----؟؟؟ زیان نے سوچتے کہا-

نہیں--- وہ تو زخمی حالت میں ہاسپٹل پڑا ہے- اور دو بندے اس پے نگرانی بھی کر رہے ہیں-- !!وہ نہیں-- ہے---!!

پھر--- یہ نیا-- دشمن کہاں سے آگیا---؟؟

زیان بھی پریشان ہوگیا۔

سیکیورٹی چیک کی---؟؟

سب دیکھ کے آیا ہوں-- سییکیورٹی والوں نے بھی کسی کو نہ باہر جاتے دیکھا-- نہ اندر آتے---!!

زیان نے مزید ڈیٹیل دی۔

جو بھی-- ہے--- وہ میرے پیچھے ہے---- !!خیر دیکھتے ہیں-- گھر میں کسی سے فی الحال کوئی ی زکرنہ کرنا--!!

فارس اسے حوصلہ دیتا مسکرا کے بولا۔

بھائی ی--- اپنا خیال رکھیے گا--- !!زیان نے بے اختیار بھائی ی کو گلے لگایا۔ تو وہ مسکرا دیا۔

کچھ نہیں ہوتا--- !!مجھے--- فکر نہ کرو--- جاؤ آرام کرو--!!

فارس نے اسے تسلی دی تو اپنی روم کی جانب بڑھ گیا۔

وہیں کھڑے فارس نے جیب سں موبائیل نکالا اور ضروری کال کرنے کے بعد اندر آیا۔ نور کی طرف دیکھنا بھی گورا نہ کیا۔ اور ونڈو اچھے سے لاک کرتا وہ ساتھ بنے اپنے جم روم کی جانب بڑھا۔

عین کی سوچوں کا مرکز وہ خط تھا۔ جس کے الفاظ اسے بار بار اپنی آنکھوں کے آگے گھومتے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ جانتی تھی۔کہ وہ کچھ بھی کہے فارس نے اسکا یقین نہیں کرنا۔۔۔ لیکن۔۔۔ وہاپنا یقین کیسے دلائی یہ یہی سوچتے اور اپنی تکلیف برداشت کرتے کرتے کب نیند کی وادیوں میں کھوئی اسے پتہ ہی نہ چلا۔

کیا ہوا۔۔۔؟ اتنی رات کو آپ کیوں جاگ رہے ہیں۔۔۔؟۔۔؟؟

رات کے کسی پہر دردانہ کی آنکھ کھلی تو کبیر شاہ کو فون پے مصروف دیکھتے پوچھنے لگی۔

سو جاؤ۔۔ تم۔۔۔ !! غصیلے لہجے میں کہتے وہ دردانہ کو چپ کرا گئے۔

بہت مسکل سے انکی آنکھ لگی تھی۔ ایک پل کے لیے بھی زہن سے ابرار نہیں نکلا تھا۔

اور کبیر شاہ نے انہیں جانے نہیں دیا تھا۔

اب تم۔ بیٹھی کیوں آنسو بہ رہی ہو۔۔۔؟؟ لب بھینچتے وہ دردانہ تک پہنچے۔

آپ۔۔۔ کو پتہ ہے۔۔۔ ابرار۔۔ ہاسپٹل۔ میں ہے۔۔ ااور آپ نے مجھے۔۔ جانے نہیں دیا۔۔۔ کتنا دل دکھی ہے میرا۔۔۔!!

وہ رو دیں۔

آپ کے بیٹے نے جو کرتوت کیے ہیں ناں۔۔ اسکا یہی انجام ہونا تھا۔ بھگتے اب۔۔۔

موبائیل پے کوئی ی نمبر ڈائی ل کر رہے تھے کبیر شاہ۔

کیسے باپ ہیں آپ۔۔۔؟؟ زرا پرواہ نہیں۔۔ اکلوتا بیٹا ہے وہ ہمارا۔۔۔۔ !!اور آپ۔۔ ایسے۔۔۔!!

وہ منہ پے ہاتھ رکھے سسکیں۔

تو کیا کروں۔۔؟؟ منع کیا تھا۔۔۔ لیکن نہیں سمجھا۔۔۔

بولا تھا۔۔ کہ اس۔۔ عین کو اسکے حوالے کروں گا۔۔۔۔ لیکن۔۔۔ نہیں۔۔ اس نے تو اپنی کرنی تھی۔۔۔ کر لی اپنی۔۔ سارے کیے کرائے پے پانی پھیر دیا۔۔۔

کبیر شاہ غصے اور دکھ سے بولے۔

بچہ ہے۔۔ وہ۔۔ نا سمجھ ہے۔۔۔۔ !!دردانہ نے کھوکھلی دلیل پیش کی۔

!ہاں۔۔ جی وہ بچہ۔۔۔ ہے۔۔۔کل فیڈر لا دینا۔۔ اسے۔۔

!!بچہ ہے۔۔۔۔ !!لڑکی مانگ رہا ہے۔۔ اور بچہ ہے۔۔۔۔

ایک تو نمر نہیں لگ رہا تھا۔ اوپر سے دردانہ شاہ کی باتیں وہ آپے سے باہر ہو گئے۔

دردانہ شاہ نے خاوش رہنا ہی مناسب سمجھا۔

سلیولیس شرٹ پہنے اس وقت ہ جم میں کثرت کرتے خود کو تکلیف دے رہا تھا۔

اسکی رات کانٹوں پے بسر ہوئی ی تھی وہ ایک لمحے کے لیے اپنے دماغ سے عفان کا خط نکال نہیں پا رہا تھا اور سب سے زیادہ تکلیف اسے اس بات کی ہوئی ی کہ نور نے اسے کوئی ی جسٹیفیکشن نہیں دی تھی۔ وہ چپ تھی۔۔

مطلب۔۔۔ خط۔۔اسی نے لکھا تھا۔

وہ مکے برسائی ے جارہا تھا۔ اور پسینے میں شرابور تھا۔

وہ-- قاتل ہے--میرے بھائی ی کی---

اس کے لکھے خط نے عفان کو---

لیکن--- اس دل۔ کا کیا کروں---؟ یہ--کیوں--مجھے--- اس کے حق میں گواہی دیے جا رہا ہے---؟؟ فارس خود سے لڑ رہا تھا۔

میں نے تو اسے تکلیف دینے کے لیے یہ نکاح کیا--- پھر--- اسکی تکلیف پے میرا دل کیوں کرب میں ہے---؟؟

کیوں---؟؟ کیوں--؟؟ کیوں--؟؟

وہ اپنے آپ سے لڑتا تھک گیا تھا۔ کہ تبھی جم کا دروازہ کھلا اور وہ نکھری نکھری سی سادہ ے سوٹ میں اندر داخل ہوئی ی۔ اسکی پلکیں جھکی ہوئی یں تھیں۔

فارس نے اسے ایک نظر دیکھا۔

اور اگلے ہی لمحے رخ موڑ لیا۔

کیوں آئی ی ہو یہاں۔۔؟؟ ٹاول گردن میں ڈالے ہ اپنا پسینہ صاف کرتا کرخت لہجے میں بولا۔

!!آپ۔۔۔سے۔۔کچھ کہنا ہے۔۔۔

بہت ہمت کرتی وہ بولی۔

فارس نے سوالیہ نظریں اس پے گاڑیں۔

!!وہ۔۔۔۔ وہ۔۔خط۔۔۔ ہم نے نہیں لکھا۔۔۔۔

بالآخر ہمت کرتے وہ بول ہی دی۔

فارس کی خاموشی پے اس نے نظر اٹھا کےاسے دیکھا۔ اسکی آنکھوں میں کیا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی ی۔۔۔۔

شاید۔۔ بے یقینی۔۔۔۔۔؟؟

میرا۔۔۔ یقین کریں۔۔ آپ کوئی ی بھی قسم لے لیں۔۔۔ سچ میں۔۔۔ ہم نہیں ۔۔ جانتے۔۔۔ وہ۔۔کہاں۔۔۔ سے آیا۔۔۔؟

وہ کہتے ہوئی ے آگے بڑھی۔

عفان کی ڈیتھ کے وقت اسکی مٹھی میں تھا۔

فارس نے بنا پلک جھپکے اسے دیکھتے کہا۔

but i swear...

وہ ہم نے نہیں۔۔لکھا۔۔۔۔ عین کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

یعنی۔۔۔ تمہارے کہنے کا مطلب۔۔ہے۔۔۔ تم۔۔ مجھ سے محبت ۔۔ نہیں کرتی۔۔۔؟؟

فارس نے اسے الجھایا۔

نہیں۔۔ !دل تو اس بات پے دھڑکا لیکن۔۔۔ نہ ہی کہنا اسے مناسب لگا۔

جبکہ فارس کے لیے اپنی فیلنگز سے وہ خود بھی اجان تھی۔

!!ایک بار ۔۔پھر سوچ لو۔۔۔۔

فارس اسکے قریب آیا۔۔۔ اور گھمبیر لہجے میں اسکی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔

نہیں۔۔۔ کرتے۔۔۔۔ !!عین نے نظریں نیچی کرتے کہا۔ جبکہ دھڑکنوں کا شور اسے واضح سنائی ی دے رہا تھا۔

اچھا۔۔ تو چلو۔۔میرے ساتھ۔۔۔ !!فارس نے اسکا ہاتھ تھاما۔ اور اوپر چھت کی جانب لے گیا۔

اور اسکا آرٹ روم کھولا۔

عین کا دل۔لرزا۔ وہ اسے یہاں کیوں لایا تھا۔۔؟؟

ادھر ادھر دیکھتے وہ آگے بڑھا۔

اور کچھ پرانی پینٹنگز کو اٹھا کے سائیڈ پے کرتا وہ ایک کپڑے میں بند پینٹنگ کو سامنے لے آیا۔

عین کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔

اسے اپنی آنکھوں پے یقین نہ آرہا تھا۔

فارس اسکے چہرے کے بدلتے رنگ بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

پینٹنگ سے کپڑا ہٹا۔ اور وہ پینٹنگ سامنے آگ ئی۔

عین کی آنکھیں بھیگ گ ئی یں۔

اب بولو۔۔۔؟؟ کیا کہو گی۔۔۔؟؟ فارس نے پینٹنگ اس کے سامنے کی۔

ہاں-- یہ وہی پینٹنگ تھی- جو اس نے عفان کے لیے بنائی ی تھی- اسکو سوچ کے- اسکی تصویر---

اسے سرپرائی زگفٹ کرنے کے لیے---

لیکن جب پینٹنگ بن گ ئی- اور اسے عین نے خود دیکھاتو حیران رہ گ ئی-

وہ عفان نہیں فارس کی تصویر تھی---

ہاں عفان کی آنکھیں تو بھوری تھیں-

اور پینٹنگ میں کھڑے شخص کی إنکھیں گرین-

وہ عفان نہیں فارس تھا-

اور یہ سب کیسے ہوا---؟؟ عین خود بھی نہیں جانتی تھی---

دل کے پردے میں عفان کی جگہ فارس چھپ کے بیٹھا تھا- اسے کیا خبر تھی--؟؟

کیا اب بھی یہی کہو گی---؟؟ کہ تمہیں -- مجھ سے پیار نہیں---؟

فارس کی آواز اونچی ہوئی ی-

وہ خط جھوٹا ہے---

پینٹنگ کو ایک سائیڈ پے پھینکتے وہ عین کی طرف بڑھا۔

کیا یہ پینٹنگ بھی جھوٹی ہے---؟؟

وہ خط تم نے نہیں لکھا---

کیا یہ پینٹنگ بھی تم نے نہیں بنائی ی---؟ بولو-- جواب دو---؟

فارس نے اسے بولنے پے اکسایا۔

ہاں-- ہاں-- یہ پینٹنگ --- ہم نے بنائی ی ہے--- ہم--- ہم نہیں-- جانتے---

کیسے-- بن گ ئی---؟؟ نہیں جانتے-- کہ کیسے--- آپ ہمارے -- خیالوں-- میں

آگ ئی ے---؟؟

ہاں--- نہیں جانتے---کہ آپ سے-- کتنا پیار کرتے ہیں---؟؟

!!لیکن---- یہ سچ ہے--وہ-- خط--ہم نے نہیں لکھا---

روتے ہوئے وہ اپنی محبت کا اظہار بھی کر گ ئی تھی۔ فارس تو شاکڈ ہی رہ گیا تھا۔

وہ منہ نیچے کیے روئ ے جا رہی تھی۔

!!اگر یہ پینٹنگ تم نے بنائی ی ہے-- تو وہ خط بھی تم نے ہی لکھا ہے----

فارس نے اسے بازو سے پکڑ کے جھنجھوڑا۔

وہ نفی میں سر ہلاتی رہی۔

اور۔۔ میں فارس شاہ ۔ تم سے وعدہ کرتا ہوں۔۔ تم خود اس بات کا سب کے سامنے اعتراف کرو گی۔۔۔ اور بتاؤ گی سب کو۔۔۔ سب کچھ۔۔۔ !!اور اس دن۔۔۔ تمہیں۔۔ میں اپنے ہاتھوں سے موت کی نیند سلاؤں گا۔

قہر برساتا وہ عین کو جھٹکے سے چھوڑتا وہاں سے جا چکا تھا۔

اور عین وہیں کھڑی روتی رہ گ ئی۔ کیا قسمت نے کھیل کھیلا۔

جو نہ مل سکے وہی بے وفا۔۔۔

یہ بڑی عجیب سی بات ہے۔۔

جو چلا گیا مجھ چھوڑ کے

وہی آج تک میرے ساتھ ہے۔۔۔

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

ناشتے کی ٹیبل تیار ہوچکی تھی۔ دعا عین کو لینے آئی لیکن عین روم میں نہیں تھی۔

اور نہ ہی فارس--- یہ صبح صبح کہاں چلے گ ئ ے---؟

سوچتے وہ باہر نکلی تو فارس کو سیڑھیاں اترتے دیکھا۔

اور فارس بھائی ی--- آپ-- چھت پے ہیں--؟ اب آپ کا وئٹ کر رہے ہیں--

ناشتے پے--- آپی کہاں ہیں--؟؟

کہتے ساتھ عین کا پوچھا۔

اوپر ہے--- !مختصر جواب دیتا وہ روم میں چلا گیا۔

دعا تھوڑی حیران ہوئ ی۔ پھر کچھ سوچتے ہوئ ے اوپر کی جاب بڑھی۔

عین کا آرٹ روم کھلا تھا۔

دعا نفیمیں سر یلاتی اندر چلی گ ئ ی۔

آپی--یار--کیا صبح صبح--- یہاں آکے بیٹھ گ ئ ی ہو---؟

چلو نیچے--- !!عین جو فارس کی پینٹنگ روتے ہوئ ے چھپا رہی تھی۔ دعا کی آواز

پے پلٹی۔

اور مسکرائی ی۔

ہم۔۔۔ س آرہے تھے۔۔ دعا۔۔۔ !!آنسو چھپانے کی کوشش کی لیکن دعا کی نظروں سے نہ چھپ سکے۔

کیا ہوا۔۔۔ آپ رو رہی ہیں۔۔۔؟؟ بہن کے آنسو صاف کیے۔

نہیں۔۔۔ بس۔۔۔ یونہی۔۔۔ کچھ پرانی یادیں۔۔۔ یاد آگ ئی یں۔۔۔

نظریں چراتے ٹالتے کہا۔

دعا نے آگے بڑھ کے عین کو گلے سے لگایا۔

دع کے گلے لگے عین کو بہت حوصلہ ہوا۔

اے اللہ آپ جانتے ہیں۔۔ ہم بے قصور ہیں۔۔ آپ ہی ہماری مدد کریں گے۔۔ ہمیں آپ پے پورا یقین ہے۔۔۔ اور ایک نہ ایک دن ضرور سچائی ی فارس شاہ کے سامنے آئی ے گی۔

فارس شقہ کا دلمیں لیتے اسکی دھڑکنیں پھر سے تیز ہونے لگیں۔

وہ پگلی کیا سمجھتی۔۔۔۔؟؟ کہ وہ جسے اپنے دل کی اس حالت کا علم نہیں وہ اسکا فارس سے عشق ہے۔۔۔ وہ دل جو اس کے نام سے شور مچاتا ہے۔ اسکی سنگت پے اسکا کیا حال ہوگا۔۔۔؟؟

یہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔۔۔

دوسری طرف فارس اپنے آپ کو آنے والے وقت کے لیے تیار کرتا عین سے اقرا جرم کروانے کا طریقہ سوچ رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ گھر والے اسے غلط سمجھیں۔ وہ چاہتا تھا عین سب کے سامنے اظہار کرے کہ وہ فارس سے محبت کرتی ہے اور اسی محبت نے عفان کی جان لی ہے۔۔ اسکے لیے اسے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے وہ ہر حد سے گزر جانے کو تیار تھا۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا۔

اسکی یہ شدت اسکے جنوں کے آگے منہ کے بل گرنے والی تھی۔

عین سے محبت کا اظہار کرواتے کراتے وہ خود اس سے جنونی عشق کر بیٹھا تھا۔

اور اس بات سے وہ جان بوجھ کے آنکھیں بند کیے ہوا تھا۔

اب دیکھنا تھا۔

کہ کون جیتتا ہے---؟

فارس کی ضد یا اسکا عشقِ جنوں----؟؟؟

♡♡♡♡♡♡♡♡

آج فارس اور نور العین کا ریسیپشن تھا۔

سبھی خوش تھے ماسوائے کبیر شاہ اور اسکی فیملی کے۔

ابرار کو کافی گہری چوٹیں لگیں تھیں۔ یہ وہ زخم تھے جہینں شاید وقت بھر دیتا۔لیکن دل کی ازیت اور یہ تڑپ کہ--- عین کسی اور کی ہوگ ئی ی ہے--۔ اس بات نے اسے مکمل خاموش کر دیا تھا۔

اسکا دماغ ماؤف کر دیا تھا۔

اس نے تو دل وہ جان سے عین کو چاہا۔

عفان کے اس دنیا سے جانے کے بعد اسکا راستہ کلئیر ہوا تھا۔ لیکن فارس نے آ کے ایسا راستہ روکا۔۔ کہ وہ منہ کے بل گرا۔

ہاسپٹل۔ میں لیٹا وہ زخموں سے چور نیند کے انجکشن سے جلد ہی نیند کی وادیوں میں کھو گیا۔

✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵

ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ !!اللہ نظر بد سے بچائے۔

کسی خاتون نے اسٹیج پہ آتے عین کے حسن کی تعریف کی۔ تو وہاں موجود الماس بیگم کا چہرہ اندرونی خوشی سے جگمگا گیا۔

عین کی نظریں نیچی ہی رہیں۔

آج صبح جو ہوا اس کے بعد اسے اپنی زندگی بہت مشکل۔ میں لگ رہی تھی۔

وہ چاہ کے بھی فارس شاہ کے سامنے خود کو بے قصور ثابت نہ کرپائی ی۔ جسکا اسے بے انتہا دکھ تھا۔

زیان اور فارس شادی ہال۔میں موجود سیکیورٹی کی چیکنگ کر رہے تھے۔ وہ مطمئن تھے۔ ہرایک پے نظر تھی۔

دونوں کو اس ہیولے والے شخص کا انتظار تھا۔ انہیں یقین تھا۔کہ وہ ضرور آئے گا۔

فارس پے وار کرنے کے لیے۔

اس لیے وہ مکمل الرٹ تھے۔

عین کے پاس سے دعا اٹھ کے اسٹیج سے نیچے اتری تھی ۔کہ لائیٹ آف ہوگئی۔

فارس اور زیان جو اسٹیج کی جانب بڑھ رہے تھے۔ فوراًچوکنا ہوئے۔ لوگوں کی اونچی آوازیں اور دھکم پیل شروع ہوگئی۔ فارس اور زیان بیچ راستے ہی اٹک کے رہ گئے۔

!!بھائی آپ۔۔۔ اسٹیج پے جائیں میں لائٹس چیک کرتا ہوں۔۔۔

زیان کہتے ساتھ ہی وہاں سے نکلا۔

ابھی زیان کو گئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ لائیٹ آگئی۔

اسٹیج پے ہلڑ مچا ہوا تھا ۔ فارس بھاگنے والے انداز میں اسٹیج پے گیا۔

دلہن کی جگہ خالی تھی۔

ہائی ے---- یہ کیا ہوا---؟؟ دلہن کہاں گ ئی---؟؟
سبھی کی زبانوں پے یہی سوال تھا۔
فارس کو خود کا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔

ہر طرف دیکھ لیا۔ لیکن عین کا کہیں کچھ پتہ نہ چلا۔
اپنے اعتباری آدمی جو ابرار پے نظر رکھے ہوئے تھے۔ ان سے رابطہ کیا۔ ابرار کا پوچھا۔
لیکن ان کے یہ بتانے کہ وہ ہاسپٹل میں ہی ہے ۔
فارس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو---
یااللہ--- کیا کروں---؟؟
بے اختیار-- فارس کی آنکھیں نم ہوئی یں۔
پولیس وہاں پہنچ چکی تھی۔ اور اپنی سعی کوشش کر رہی تھی۔
سیس ی فوٹیج چیک کی گ ئی۔

جہاں ایک ماسک والا آدمی بیک ڈور سے نظر بچا کے اندر جاتا دکھائی ی دیا۔

یہ۔۔یہ۔۔ کون ہے۔۔۔؟؟

فارس نے فوراً پوچھا۔

ہونہ ہو۔۔۔ نور کے غائی ب ہونے کے پیچھے اسی کا ہاتھ ہے۔۔۔

فارس نے یقین سے کہا۔

جبکہ زیان ابھی تک گمصل کھڑا تھا۔

اس شخص نے کوئی ی اور نہیں زیان کا ہی ماسک پہنا ہوا تھا۔

مطلب۔۔۔ وہ زیان کا کوئی ی دشمن تھا۔ جسے اسکے اپنوں کی خبر مل گ ئی تھی۔ زیان گہرا سانس کھینچتے وہیں کھڑا دماغ لڑانے لگا۔

لیکن اسکا شک کسی پے نہیں جا رہا تھا۔

کوئی ی نہیں جانتا تھا۔ کہ وہ خفیہ ایجینٹ ہے۔۔پھر۔۔۔کوئی ی ۔۔۔۔کیسے۔۔۔۔ استک پہنچ سکتا تھا۔۔۔؟؟

کیا ہوا۔۔۔۔؟؟ چلو زیان۔۔۔!!فارس نے زیان کو پکارا تو وہ سوچوں سے باہر آیا۔

بھائی ی۔۔۔۔ !!زیان نے ہارے ہوئی ے انداز میں فارس کو پکارا۔ اسکا لہجہ نم تھا۔

کیاہوا۔۔۔؟؟ فارس ٹھٹھکا۔ وہ میرے ۔۔بارے میں۔۔۔ سب ۔۔جانتا ہے۔۔۔ !!زیان نے ماسک کی جانب اشارہ کرتے دھیمے لہجے میں کہا۔

فارس نے ایک کڑی نظر زیان پے ڈالی۔ اور اس کے قریب ہوا۔

وہ جو کوئی ی بھی ہے۔۔۔ !!لیکن۔۔ وہ مجھے۔۔۔ نہیں جانتا۔۔۔۔

زیان کے کان میں سرگوشی کرتا وہ زیان کو بہت ہمت دے گیا تھا۔

چلیں۔۔۔؟؟ فارس نے پیچھے ہوتے کہا۔

Yes boss

زیان مطمئی ئن ہوتا فارس کے پیچھے ہی ہولیا۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

ایک بار پھر سے لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع مل گیا۔

عین کا غائی ب ہونا سب پے ہی پہاڑ بن کے گرا تھا۔

کوئی ی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔ کہ عین کہاں جا سکتی ہے---؟؟

ماریہ شاہ کی آنکھیں بار بار بھیگ رہی تھیں۔

دلاور شاہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر رہے تھے۔

پولیس سے مسلسل رابطے میں تھے۔

جبکہ فارس اور زیان کہاں ہیں کوئی ی نہیں جانتا تھا۔

✵✵✵✵✵✵✵✵✵

عین کا ہاتھ سر پے گیا۔اسکا سر درد سے پھٹا جارہا تھا۔

وہ بے ہوش ہوگ ئی تھی۔ اور ابھی ہوش میں آتے اسے کچھ وقت اپنے حواس بحال کرتے لگا۔

نظریں ادھر ادھر دوڑائی یں۔

وہ کوئی ی کال کوٹھری تھی۔ فوراً وہاں سے اٹھی۔ اندھیرا ابھی بھی بدستور تھا۔

اور اندھیرے سے تو اسکی جان جاتی تھی۔ وہاں صرف ایک بند کھڑکی تھی۔ وہ اس بند کھڑکی کے پاس آئی ی۔

کوئی ی ہے---؟؟ پلیز--- ہماری مدد کرو--- !!وہ کھڑکی کافی اونچی تھی۔ عین وہاں تک نہیں پہنچ پا رہی تھی۔

یاللہ ہم کہاں پھس گ ئی ے---؟؟

عین کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگنے لگیں۔

کافی شور مچانے کے بعد بھی وہاں کوئی ی نہ آیا۔

تو تھک ہار وہیں دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتی بیٹھ گ ئی۔

اور-- میں فارس شاہ ۔تم سے وعدہ کرتا ہوں-- تم خود اس بات کا سب کے سامنے اعتراف کروگی--- اور بتاؤ گی سب کو--- سب کچھ--- !!اور اس دن--- تمہیں-- میں اپنے ہاتھوں سے موت کی نیند سلاؤں گا۔

فارس کے کہے الفاظ اسکی سماعت سے پھر سے ٹکرائی ے۔

شاید -- وہ قبولیت کی گھڑی تھی--- فارس شاہ---

دیکھو-- آج ہم--- یہاں-- سب سے دور---ہیں-- اور-- کب-- موت کی نیند سوجائیں-- کوئی پتہ نہیں--- !!وہ گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹتی پھوٹ کے رو دی۔

کہ تبھی دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

اس نے سر اٹھا کے آنے والے کو لرزیدہ نظروں سے دیکھا۔

کوون ہو-- تم----؟؟ عین نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

وہ اندھیرے میں اسکا چہرہ نہ دیکھ پائی۔

تیرے عشق میں ڈوب گئے ہیں ہم----

ورنہ آدمی تھے بڑے کام کے-----

ایک دم روشنی ہوئی۔

اور سامنے والے کا ماسک سے چھپا چہرہ واضح ہوا۔

عین نے پلک جھپک بار بار دیکھنا چاہا۔ لیکن--- وہ وہی تھا---جس نے اس رات حملہ کیا تھا---

ہاں--- اسکی نظروں کا دھوکا نہیں--تھا--

لوکیشن--- کا پتہ چلا---؟؟

فارس نے ارسم سے پوچھا۔ جو زیان اور فارس کے ساتھ گاڑی میں تھا۔ اور پولیس کی دو اور گاڑیاں انہیں فالو کر رہی تھیں۔

زیان ڈرائیو کر رہا تھا۔

!!زیان یہاں سے لیفٹ لو----

ارسم کے کہنے پے زیان نے گاڑی موڑی۔

فرنٹ سیٹ پے بیٹھے فارس نے گن نکال کے اسے چیک کیا۔

آج یہ--- مجھ سے بچ نہیں پائے گا۔

!!بھائی ی--- !!بھابھی---- ان کے قبضے میں ہے---

زیان نے کچھ باور کرانا چاہا۔

فارس نے ایک نظر اسے دیکھا۔

نور کو کچھ نہیں ہوگا۔

یقین سے کہتا وہ سامنے ونڈ اسکرین کے پار دیکھنے لگا۔

جہاں انکی منزل بس آنے ہی والی تھی۔

✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵

!!فون اٹھاؤ--- !!ڈیم------

کبیر شاہ موبائیل پے کال پے کال کیے جا رہے تھے۔

وہ سب حویلی واپس تو آچکے تھے--اور سبھی پریشان حال بھی تھے۔

ان سب میں نامحسوس انداز سے کبیر شاہ کا غائیب ہونا دلاور شاہ سے چھپا نہ رہ سکا۔

آخر--- یہ فون کیوں نہیں اٹھا رہا---؟؟

کبیر شاہ خود سے مخاطب تھا۔

کون فون نہیں اُٹھا رہا کبیر شاہ۔۔۔؟؟

دلاور شاہ کی آمد پے وہ بری طرح چونکے۔

اور دلاور شاہ کی جانب مڑے

✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵

کون۔۔۔ہو تم۔ ؟؟

ماسک والا وہ شخص اندر آیا۔

عین کو اس کے ماسک سے خوف محسوس ہوا۔

اور سامنے آتے اس نے اپنا ماسک ایک دم سے اتارا۔۔۔۔۔۔!!

اب۔۔۔ر۔۔ا۔۔ر۔۔

عین کے منہ سے ٹوٹ کے الفاظ نکلے۔۔!!

وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی کھڑ ی ہوئی ی۔

!!ہاہاہاہاہاہ------ کھاگ ئی ناں-- دھوکا-----

!!بلکہ-- تمہاری جگہ--- کوئی ی بھی ہوتا----وہ دھوکا کھا ہی جاتا----

وہ گھما پھرا کے بات کرتا ساتھ مسکرا بھی رہا تھا۔

عین نے غور کیا--- وہ ابرار ہی تو تھا--- یا---کوئی ی---اور---؟؟

اتنا حیران نہ ہو جانِ من-----

ہم نہیں ہیں--- تمہارے صنم----

وہ شعر کہتا پھر سے ہنسا تھا۔

کون ہو تم---؟؟ عین کو اس سے ڈر محسوس ہوا۔

اسکی ہنسی کو بریک لگا۔اس نے گن نکالی۔

عین کو گن دیکھ جھٹکا لگا۔

بہت ظالم۔ہوتی ہے یہ محبت----

کہیں کا نہیں چھوڑتی یہ کمبخت----

جانتی ہو--- !!بہت سمجھایا اسے میں نے---

لیکن نہیں سنا کچھ بھی اس نے---

اس نے گن لوڈ کی۔

عین کی سانس رکی۔

وہ اسے مارنے کے در پے تھا۔

تم---ہمیں ---کیوں--- مارنا --- چاہتے ہو---؟؟؟

عین نے ہمت کرتے پوچھا۔تو ایک لمحے کے لیے چونکا۔

اوہ---!!منہ پے ہاتھ رکھا۔ اور حیران ہونے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔

یہ تو--- میں نے سوچا ہی نہیں--

جو تم نے کہا ابھی----

وہ ہر بات ایسے شعر کے ٹکڑوں میں کر رہا تھا۔کہ عین کو کوفت ہوئی ی۔

چلوتمہاری یہ بھی خواہش پوری کیے دیتا ہوں۔

زخم اپنے پھر سے ادھیڑ دیتا ہوں-----

کیا ہی--- حسین اتفاق تھا۔

ایک کے ساتھ ایک جڑواں تھا۔۔۔

ہاں۔۔۔ فارس کے ساتھ عفان۔۔۔

ابرار کے ساتھ ارباز۔۔۔

عین کی آنکھیں حیرت سے پوری کھل گ ئ یں۔

لیکن قسمت دیکھو۔۔۔

سب کو سب کچھ ملا۔

بس۔۔ ارباز رہ گیا اکیلا۔۔۔۔

وہ افسردہ ہوا۔

میرے وجود کو چھاپا یا گیا۔

مجھے سب کی نظروں سے بچایا گیا۔

کیا قصور تھا میرا۔۔۔؟؟

بس ایک ہی بھائ ی تھا میرا۔۔۔۔

درد جب حد سے بڑھا۔۔۔

مجھ سے قتل وہ ہوا۔۔۔۔

عین کی آنکھیں بھیگی جا رہی تھیں۔

وہ کس کے قتل کی بات کر رہا ہے۔

جان گیا تھا وہ راز میرا۔

دلہا بننا تھا اسے تیرا۔۔۔۔

وہ جو اسے دیکھے جارہی تھی۔

اسکی اس بات پے عین کا دل بہت زوروں سے دھڑکا۔

بلایا اسے۔۔ اس سہانی صبح۔۔۔

بنابتائے کسی کو وہ وہاں پہنچا۔

بہت سمجھایا۔۔۔ مت کر مت کر۔۔۔

ضدی تھا بہت۔۔مانتا وہ پھرکیونکر۔۔۔؟؟

اور پھر۔۔۔۔

وہ عین کی طرف بڑھا۔ اسکی آنکھیں سرخ انگارہ ہورہی تھیں۔ عین ڈر کے مارے کانپے جارہی تھی۔

چلی ایک گولی۔۔۔ ہوئی ی جو دل کے پار۔۔۔

اسنے گن عین کے دل پے تانی۔

وہیں عین کو اس کی بات ساری سمجھ میں آگ ئی۔

تم۔۔۔ تم۔۔۔ ارباز۔۔۔ ہو۔۔۔ ۔۔۔۔ عفان کے۔۔۔ قاتل؟؟

ہکلاتے ہوئی ے بولی۔

بہت۔۔۔ جلدی سمجھ آگ ئی۔۔۔

انٹرسٹنگ۔۔۔

لیکن۔۔۔۔۔ یہ۔ راز۔۔ راز ہی رہے گا۔۔

اب۔۔ تم۔۔۔ گڈ بائے اینڈ ٹاٹا۔۔۔۔!

وہ طنزیہ ہنسی ہنستا گن کا ٹریگر دبانے لگا کہا سی لمحے فارس اندر داخل ہوا ۔ اوراسکے گن والے ہاتھ پے گولی چلائی ی۔

وہ تڑپ کررہ گیا۔

فارس کو۔دیکھ عین نے شکر کا کلمہ پڑھا۔

بھاگ کے فارس کے پاس پہنچنا چاہا۔

لیکن رستے میں ہی ارباز نے اسے جا لیا۔اسکی گردن کے گرد بازو ڈالے اسپے گن تانی۔

نہ۔نہ---نہ--- فارس شاہ--- یہ غلطی بھول کے بھی نہ کرنا۔۔ ورنہ---تمہاری یہ چاند

!!سی بیوی ---جائے گی جان سے

گن عین کے دل۔کے مقام پے رکھے وہ دیوانوں کی طرح بولا تھا۔

اس سے کچھ بھی بعید نہ تھا۔ وہ پاگل۔انسان کچھ بھی کر سکتا تھا۔

نور کو چھوڑ دو--- !!ورنہ---- !!فارس نے ایک نظر نور پے ڈالی گن کا رخ ارباز کی جانب

موڑا۔

اچھا---میں بے وقوف ہوں---کیا---؟؟ ارباز قہقہہ مار کے ہنسا۔

!!ہرگز نہیں--- اگر--- اسکی سلامتی چاہتے ہو تو۔۔ میرے راستے سے ہٹ جاؤ---

ارباز نے نیا پینترا بدلا۔

ابھی وہ عین کو نقصان پہنچائی ے بنا اسکے سہارے سے وہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔

تم۔۔۔۔ !تمہارے لیے بہتر ہوگا۔۔۔ تم خود کوقانون کے حوالے کردو۔

فارس نے اسے دھمکی دی۔

ہاہاہاہاہاہ۔۔۔۔۔ فارس شاہ۔۔۔ مجھے دھمکی دینے کی پوزیشن میں ہو تم۔کیا۔۔۔؟؟

مجھےتو۔۔۔ ویسے بھی موت آنی ہے۔۔۔تو جاتے جاتے ۔۔۔تمہاری اس خوبصورت بیوی کو بھی ساتھ لے جاؤں گا۔۔۔

اچھا ہے کمپنی رہے گی۔ ایک خوبصورت دوشیزہ کی۔۔۔

وہ کہتے ہوئی ے طنز سے ہنس بھی رہاتھا۔

فارس آگے بڑھا۔ لین ارباز نے گولی اس کے پاؤں کے قرب چلا کے اسے قریب آنے سے روکا۔

عین کی چیخ نکل گ ئی۔ اسے لگا فارس کو گولی لگی ہے۔

خبردار۔۔۔ یہ غلطی نہ کرنا۔

دوبارہ گن عین کی کنپٹی پے رکھی۔ وہ وہیں تھم گ ئی۔

آنکھوں مینخوف و حرا لیے وہ فارس کو فیکھے جا رہی تھی۔ جس کینظریں ارباز پے ٹکیں تھیں۔

!!اگر تم پیچھے نہ ہٹے تو۔۔ اس لڑکی کا بھیجا گیا۔۔۔۔

ارباز نے دھمکی دی۔

زیان پولسی کے ساتھ پورے ایریا کو گھیر چکا تھا۔

وہ اکیلا تھا۔ اکا کوئی ی ساتھی نہیں تھا۔

زین اندر داخل ہوا۔ اندر کی پوزین دیکھتے وہ ٹھٹھکا۔

آجاؤ۔۔۔ برو۔۔۔ تمہاری ہی کمی تھی۔۔۔

ارباز زور سے قہقہہ مار کے ہنسا تھا۔

عین کو وہ کوئی ی سائیکو ہی لگا تھا۔

چلو۔۔۔ شاباش۔۔۔ گن پھینکو۔۔۔۔ !!اورراستے سے ہٹو۔

ارباز نے آرڈر لگانے والے انداز میں کہا۔

فارس ٹس سے مس نہ ہوا۔

!!بھائی ی---- !!گن پھینک دیں--- بھابھی---ا کے قبضے میں ہے---
زیان نے اپنی گن نیچے رکھتے فارس کو کہا۔
لیکن فارس کی قہر کی نظر ارباز سے نہیں ہٹ رہی تھی۔ اور نشانہ بھی اس کے دل کا لیا ہوا تھا۔
بھائی ی----- بھائی ی--- !!زیان نے پکارا۔ تو اس نے دھیرے سے گن نیچے رکھی۔
لیکن ارباز سے نظر نہ ہٹائی ی۔
چلو----اب ---- راستہ چھوڑو۔
بہت سکون سے اس نے اگلا آرڈر لگایا۔
زیان سائیڈ پے ہوا۔ لیکن فارس نہ ہٹا۔
ہٹو---- راستے سے-- وہ عین کو ساتھ لیے آگے بڑھا۔
فاس لب بھینچے زرا سے ایک طرف ہوا۔
اس نے ایک نظر بھی نور کو نہ دیکھا تھا۔

وہ جانتا تھا اسے دیکھنے کا مطلب۔۔۔ وہ کمزور پڑ جاتا اور ۔۔وہ ارباز کو وہاں سے فرار کا راستہ دکھا دیتا۔

اور اس بار وہ اسے بھاگنے نہیں دے سکتا تھا۔

تمہارے پاس آخری موقع ہے ارباز۔۔۔۔ ختم کرو۔۔۔سب اور خود کو قانون کے حوالے کر دو۔۔۔

زیان نے اسے آخری بار سمجھاتے کہا۔

ہاہاہاہاہہا۔۔۔۔ ختم ہی تو کررہا ہوں۔۔۔ !!جو کہانی۔۔۔ عفان کی موت کے بعد بھی نہیں ختم ہوئی ی۔۔۔ اب وہ۔۔۔ اس لڑکی کی موت کے بعد۔۔۔ ختم ۔۔۔۔۔۔

ابھی اس کے الفاظ منہ میں تھے۔کہ فارس عفان کا نام سن آپے سے باہر ہوگیا۔ نیچے جھک پسٹل۔اٹھائی ی اور ایک لمحے کی دیری کیے بنا ارباز کی پسٹل والے ہاتھ کا نشانہ لے کے گولی چلائی ی۔

گولی لگنے سے اسکی بات پوری نہ ہو پائی ی۔

وہ زخمی ہوا۔ توعین کو دھکا دیتا وہ وہاں دروازے سے باہر بھاگا۔

فارس دوسری گولی چلاتا۔ لیکن عین کو گرتا دیکھ اسے سنبھالنے آگے بڑھ گیا۔

اگر وہ اسے نہ تھامتا تووہ لوہے کے بنے تار پے گرتی ۔ جو اس کے آر پار ہوجاتی۔

اسے تھامتا وہ اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔

زیان فوراً ارباز کے پیچھے لپکا۔

پولیس نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔

وہ پھر بھی بچتا بچاتا وہاں سے چھپ چھپا کے نکلنے کی کوشش میں تھا۔

نور۔۔۔ !!ٹھیک۔۔ ہو ناں۔۔۔؟؟ اسے اپنے ساتھ لگائے سکون کا سانس خارج کرتے وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

وہ کچھ بھی تو نہ بولی۔۔۔ بس ایک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی۔

اور فارس اسکی آنکھوں کے موتی دیکھے جا رہا تھا۔

وہ اسکی باہوں میں تھی۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔۔ فا۔۔۔ن ککا۔۔۔ قاتل۔۔۔۔ !!عین نے آنسو ضبط کرتے فارس سے کہنا چاہا۔

!! شیپیی !!اسے--- دماغ سے نکال دو--- !!جسٹ ریلیکس---

فارس نے اسے ٹوکا۔ اور دوبارہ اپنے ساتھ لگایا۔

اتنے میں زیان واپس آیا۔

بھاگ گیا ہے--- !!زیان نے دانت پیستے کہا۔

کوئی ی بات نہیں --- زخمی ہے----!!اب نہیں بچے گا--- وہ--

فارس نے پر سکون ہوتے کہا۔

آپ بھابھی کو گھر لے جائی یں---اور کبیر شاہ اور اسکی فیملی کا آج سدِ باب ہو جانا چاہیے۔

ایک عزم سے کہتے وہ پلٹا۔

ہم پولیس کے ساتھ سرچ کررہے ہیں--- اس بار نہیں چھوڑوں گا اسے---

زیان انتہائی ی غصے سے کہتا باہر نکلا۔

فارس بھی ڈری سہمی عین کو بار لے کے آیا۔

گاڑی کی فرنٹ سیٹ پے بٹھاتا خود ڈرائی یونگ سیٹ پے آبیٹھا۔

اور گاڑی اسٹارٹ کی اس بات سے انجان کے ارباز نے اس گاڑی کا بریک آئ ل نکال دیا تھا۔

گاڑی کے نکلتے وہ درخت کی اوٹ سے ہنستا ہوا سامنے آیا۔

کوئ ی نہیں بچے گا --- فارس شاہ ---

اپنی مہرومیوں کا بدلہ ہر ایک سے لوں گا -- گن گن کے --- بازو کو پکڑے وہ وہاں سے نکلتا غائ ب ہوتا چلا گیا۔

✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵

کال ملاؤ ناں --- رک کیوں گ ئ ے --- ؟؟

دلاور شاہ نے کبیر شاہ کو گڑبڑاتے دیکھا تو سرد لہجے میں کہتے آگے بڑھے۔

بھائ ی --- صاحب -- وہ میں --- ؟؟

کبیر شاہ گڑبڑائ ے۔

کیاہوا -- ؟ کوئ ی بات نہیں بن پارہی --- ؟؟

کبیر شاہ--- آپ--ہمارے کچھ نہیں تھے--- لیکن--- آپ کو ہم نے اپنا بھائی ی مانا--- اپنا سب کچھ---- !!لیکن-- آپ--- اتنا گر جائی یں گے--- یقین نہیں آتا---

دلاور شاہ کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔

کیا--- کیا--- مطلب--- آپ کی بات کا---؟؟

کبیر شاہ حیران ہوتا بولا۔

کسی بھول میں مت رہیے گا--- کبیر شاہ--- !!ہم سب جان گ ئی ے--- آپ کی !!نیت کو بھی اور آپ کی پلاننگ کو بھی----

دلاور شاہ سخت غصیلے لہجے میں بولے۔

کبیر شاہ کو پسینے آنے لگے۔

ککککیسی----- پلاننگ----؟؟

وہ ابھی بھی لاعلمی کا اظہار کر رہے تھے۔

تھوڑا انتظار کریں---- ابھی سب پتہ چل جائی ے گا--

دلاور شاہ کے کہنے پے کبیر شاہ کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

بہت بچنے کے بعد بھی ارباز پکڑا جا چکا تھا۔

لیکن اس کے اس انکشاف پے کہ اس نے فارس کی گاڑی کے بریکس فیل کیے ہیں۔

زیان ٹینشن میں آگیا۔

اس نے فارس کو کال ملائی ی۔

جبکہ ارباز کی اچھی خاصی دھلائی ی کر چکا تھا۔

اور وہ ادھ موا ہو کے پڑا تھا۔ ارسم بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس کے ساتھ ہی کی وجہ سے وہ سیکریٹلی یہ کام کر پائی ے تھے۔

ورنہ ا کے لیے بہت مشکل ہو جانا تھا۔

کال جا رہی تھی لیکن فارس کال پک نہیں کر رہا تھا۔

اب تک سب پلان کے مطابق ہو رہا تھا۔

یہ کیسے --- ہوگیا--؟؟ یان کو فارس اور عین کی فکر ہوئی ی۔

پلیز-- بھائی ی کال اٹھائی یں۔

✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨

گاڑی کو اور راستے پے ڈالتے فارس پرسکون تھا۔

زیان کی آتی کال دیکھ وہ مسکراتا رہ گیا۔

وہ جانتا تھا وہ کیوں کال کر رہا ہے--

لیکن فارس نے کال پک نہ کی۔

!!آپپپ کی کال آرہی ہے---

عین نے لب بھینچتے کہا۔

جبکہ ذہن ابھی بھی ارباز کی باتوں میں الجھا ہوا تھا۔

فارس نے ایک معنی خیز نظر عین پے ڈالی۔اور کال پک کر لی۔

بھائی ی---- !!آپ-- ٹھیک ہیں-- ناں---؟؟

چھوٹتے ہی پوچھا۔

کام ہوگیا۔۔۔؟؟ فارس نے اسکی بات کاٹ کے پوچھا۔

وہ پکڑا گیا ہے بھائی ی۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ اس نے۔۔ آپ کی گاڑی۔۔۔ کے۔۔۔۔؟؟ زیان سے بات نہ ہو پا رہی تھی۔

لہجہ نم ہو رہا تھا۔ وہ اب اینڈ پے آکے ہار نہیں سکتا تھا۔

جانتا ہوں۔۔۔ !!فارس نے پرسکون انداز میں کہا۔

واٹ۔۔۔؟؟ بھائی ی۔۔۔ آپ پھر۔۔ کیوں۔۔۔ بیٹھے۔۔۔ اس گاڑی میں۔۔؟؟

زیان کو فارس نے حیرت میں ڈال دیا۔

!!کبھی کبھی اپنی آزمائی ش بھی تو کرلینی چاہیے ناں۔۔۔

فارس کی سپاٹ لہجے میں کہی بات زیان کی سمجھ میں نہ آئی ی۔

بھائی ی۔۔۔۔؟؟ آپ نے اپنی اور بھابھی دونوں کی جان۔۔۔؟؟

!!بھروسہ رکھو۔ مجھ پے۔۔۔ پلان کے مطابق چلو۔۔۔

کہتے ہی فارس نے کال۔ کاٹ دی۔

زیان موبائیل کو ہی گھورتا رہ گیا۔

ارسم کی طرف مڑا ۔ اس کے لیپ ٹاپ پے انکی لوکیشن چیک کرتا وہ ایک اور گاڑی کابندوبست کرتا ان کے پیچھے بھیجنے کے آرڈرز دے چکا تھا۔اور اب--

پلان کے مطابق ارباز کو اسے حویلی لے کے جانا تھا .اور فارس نے اسے وہیں ملنا تھا۔

ارباز کو کھینچ کے اٹھایا۔ اور اسے گریبان سے پکڑا

چل بچے---- !!بہت ہوگیا-- یہ

hide and seek

!!کا کھیل--- اب سارا کھیل تماشا دی اینڈ----

زیان نے دانت چباتے کہا۔ اور اسے لیے گاڑی کی جانب بڑھا۔

اسے دو گولیاں لگیں تھیں۔

ایک بازو پے لگی گولی تو اسے چھو کے گذری تھی۔

لیکن ہاتھ پے لگی گولی۔اندر پیوست ہو کے رہ گ ئی ی تھی۔ اور اسکا درد ارباز کو اب برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔ وہ چاہ کے بھی کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

یہ--- ہم--کہاں--- جا--رہے ہیں---؟؟

اچانک عین کو احساس ہوا کہ یہ راستہ تو گھر کی طرف جاتا ہی نہیں۔

موت--کی طرف---!!

بنا اس کی طرف دیکھے سپاٹ لہجے میں کہا۔

عین نے لرزیدہ نظروں سے فارس کو دیکھا۔

کیا ابھی بھی اور امتحان باقی ہیں---؟؟

عین سوچ کے رہ گ ئی۔

کیا خیال ہے----؟؟ ایک آخری آزمائ ش---؟؟

فارس نے گاڑی کا اسٹیرنگ موڑتے عین کی آنکھوں میں دیکھتے بے تاثر انداز میں کہا۔

عین نے ہونٹوں پے زبان پھیر کے انہیں تر کیا۔

اور سامنے دیکھنے لگی۔

گاڑی روکیں۔۔۔۔۔ !!عین کو اسکی باتوں پے دکھ ہوا۔

اسے اب بھی عین پے یقین نہ تھا۔ اس بے یقینی نے عین کو اندر سے توڑ ڈالا۔

فارس سامنے دیکھتا ہنسا۔

!!گاڑی۔۔۔ نہیں رک سکتی۔۔۔ اب نورِ جان۔۔۔۔

ایک جذب کے عالم۔میں کہتا وہ نور کا دھڑکا گیا۔

نور نے آنکھیں پھیلا کے اس سر پھرے کو دیکھا۔

کیاااا۔کیااا۔۔مطلب۔۔۔؟؟

گاڑی کے بریکس فیل ہو گ ئ ے ہیں۔

ایک طرف پہاڑ ہیں۔۔۔ اور دوسری طرف کھائ ی۔۔

!!اب فیصلہ تمہارا ہے۔۔۔

پہاڑوں کے بیچ گاڑی ماروں یا۔۔ کھائ ی میں گر کے مرنا پسند کرو گی۔۔۔؟؟

فارس نے اس کے چودہ طبق روشن کر دیئے۔

عین کو وہ کہیں سے بھی مذاق کرتا نہیں لگا تھا۔

!!آپپپ۔۔۔۔۔ کیا۔۔کہہ رہے ہیں۔۔۔؟؟ آپ۔۔۔ مذاق۔۔ کر۔۔۔۔

!!نورِ جان۔۔۔ !!فارس شاہ مذاق نہیں کیا کرتا۔۔۔

عین نے لب بھینچے۔

آنکھیں بند کیں۔

!!ٹھیک ہے۔۔۔ !!اگر مرنا ہی ہے ۔۔ تو۔۔۔ جیسے مرضی آپ کی۔۔۔۔

عین کے کہنے پے۔۔۔ فارس نے زوردار قہقہہ لگایا۔

عین کو اسکی دماغی حالت پے شک ہوا۔

گاڑی میں پٹرول ختم ہو رہا تھا۔

اور یہی تو فارس چاہتا تھا۔

کیاہوا۔۔۔؟؟ ڈر نہیں لگ رہا۔۔۔؟؟ ہم۔موت کے منہ میں ہیں۔۔۔ !!فارس گاڑی کو اپنے قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

وہ ہینڈ بریک کا استمال کرنا چاہ رہا تھا۔ لیکن صحیح جگہ کے انتظار میں تھا۔

جہاں اسے گاڑی کی سپیڈ سلو کرنے میں مدد مل سکے۔

آپ--- کے ساتھ رہ کر ساری زندگی-- شک کی سولی پے لٹکے رہنے سے بہتر ہے--ہم مر ہی جائیں---

عین نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہتے سامنے ونڈ اسکیرین کے پار دیکھا۔

سوچ لو--- موت---میری باہوں میں آئے گی--- !!فارس شاہ کی---!!جس سے-- تم پیار نہیں کرتی----!!

ایک بار وہ پھر اسکی ہی آزمائش کر بیٹھا۔

عین نے ایک گہری نظر اس پے ڈالی۔

یہ-- تو آپ-- کو زیادہ پتہ ہے ناں--- !!کہ ہمارے دل میں کون ہے----؟

عین نے گاڑی کو ان بیلنس ہوتے دیکھا تو گاڑی کو مضبوطی سے پکڑا۔

یہی تو--- دکھ رہے گا---کہ --- تمہارے--- اس دل--میں-میں--- کبھی تھا ہی نہیں----!!

فارس نے گاڑی کو ساتھ دیوار کے ساتھ جوڑا۔ گاڑی رگڑ کھانے لگی۔

دونوں ہی گاڑی کے ساتھ ڈولے لگے۔

عین کو موت بہت قریب نظر آنے لگی۔
سختی سے آنکھیں بند کرلیں۔
فارس نے مسکرا کے اسے دیکھا۔
اگر دل کی دھڑکنوں کو دل سے سنتے تو پتہ چلتا۔۔۔کہ ان دھڑکنوں میں کون رہتا ہے۔۔۔۔!!
دھیرے سے کہے الفاظ فارس کو ایک انجانی خوشی دے گ ئی ے۔ جسے وہ خود بھی نہیں سمجھ پایا۔
گاڑی کو ایک ہاتھ سے تھامے اس نے دوسرے ہاتھ سے عین کو کھینچ کے اپنی طرف کیا۔ اور اسکی سائیڈ کا دروازہ کھول دیا۔گاڑی کی سپیڈ دیوار کے ساتھ رگڑ کھانے سے سلو ہوگ ئی ی تھی۔
Jump....!!
فارس کےکہنے پے عین نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔
noor e jaan... jump...

فارس نے اسکے کان میں گھمبیر آواز میں کہا تو وہ اسے دھڑکتے دل سے دیکھنے لگی۔ اور نفی میں گردن ہلائی ی۔

فارس زیرِلب مسکایا۔

چلو۔۔۔ پھر ایک ساتھ کودتے ہیں۔۔۔!! فارس کہتے ساتھ اسکی طرف مڑا۔

اور اسے لیے بنا ایک لمحے کی دیری کیے وہ گاڑی سے کودا۔ گاڑی سیدھی لڑھکتی جا رہی تھی۔ اسکا رخ پہاڑی کی طرف تھا۔

فارس عین کو خود سے لگائی ے ایک سائیڈ پے گرا تھا۔

وہ دونوں ہی لڑکتے ہوئی ے ایک درخت کے پاس پہنچے۔ فارس نے ہاتھ بڑھا کے درخت کی ایک ٹال کو پکڑا۔ اور نیچے کھائی ی میں گرنے بچ گیا۔ اور اسی کے سہارے وہ عین کو لیے اوپر کو آیا۔

عین نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔

فارس اسے مکمل اپنی آغوش میں لیے ہوئی ے تھا۔

اسے چند ایک چوٹیں آئی یں تھیں لیکن عین کواس نے ایک چوٹ بھی نہ لگنے دی۔

سر اٹھاتا اسے دیکھنے لگا۔ جس کی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں۔

نورِ شاہ۔۔۔۔ !! بہت گھمبیر آواز کانوں سے ٹکرائی ی۔

عین کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔

دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔

فارس کو اپنے اوپر جھکا پایا۔ تو دل کی دھڑکنوں کا شور مزید بڑھ گیا۔

تم ۔۔۔ جانتی ہو۔۔۔ میں جب بھی تمہارے قریب آتا ہوں۔۔ مجھے تمہاری دھڑکنوں کا شور سنائی ی دیتا ہے۔۔۔

اسکے کانوں میں سرگوشی کرتے وہ اسے سمٹنے پے مجبور کر رہا تھا۔

لیکن فارس ایک انچ بھی پیچھے نہ ہوا۔

بلکہ مزید اس کے اور اپنے بیچ کے خلا کو بھی پر کرتے وہ اس پے مکمل قابض ہوا۔

!اور میں فارس شاہ۔۔۔ ان دھڑکنوں کا محافظ ہوں۔۔۔

کہتے ہوئے وہ ایک پیا بھرا لمس اسکے ماتھے پے چھوڑ گیا۔

عین کی پلکیں لرزیں۔

فارس اس کے چہرے پے قوس و قزاح کے بکھرے رنگ دیکھ سکتا تھا۔

اور ان لمحوں کو وہ دل سے محسوس کر رہا تھا۔

اسکا من چاہا۔ وقت یہیں تھم جائے۔ اور وہ یونہی اس کی بانہوں میں رہے۔

نورِ شاہ--- !کیا--- یہیں رہنے کا ارادہ ہے---؟

کان کی لو کو چھوتا وہ عین کی دھڑکنوں میں مزید ہلچل مچا گیا۔

آپپپ ہٹیں--تو میں----؟عین نے بمشکل پلکیں اٹھاتے گراتے کہا۔

فارس مسکراتا ہوا اٹھا۔ اور ہاتھ بڑھا کے عین کو بھی کھڑا کر دیا۔

گاڑی---گاڑی کہاں گ ئی---؟؟

ادھر ادھر دیکھتے حیرت سے پوچھا

فارس نے ماتھے پے ہاتھ مارا۔

وہ معصوم تو تھی۔ لیکن بے وقوف بھی ہوگی۔ یہ پتہ نہ تھا۔

کیا ہوا---؟آپ کو سر پے چوٹ لگی ہے---؟

عین کا اس کے ماتھے پے ہاتھ مارنے کی یہی سمجھ آئی ی۔

نہیں۔۔۔۔ سر پے نہیں ۔۔۔ یہاں لگی۔۔۔ ہے۔۔۔!فارس نے اسکا ہاتھ اپنے دل کے مقام پے رکھا۔ تو اسکی زبانکو بریک لگ گ ئی۔

فارس کے ہاتھ میں تھاما ہاتھ لرزا۔

فارس نے اسے کھینچ کے خود سے قریب کیا۔

!!یہ درد اسا درد ہے جسکی کوئ ی دوا نہیں۔۔۔

کانوں میں سرگوشی کرتا وہ عین کے حواسوں پے پھر سے حاوی ہونے لگا۔

ہھہمممم گھر۔۔کیسے جائ یں گے۔۔۔؟

عین کے غیر متوقع سوال پے فارس نے لب بھینچ کے اسے دیکھا۔

اور اسکا ہاتھ تھامے اوپر سڑک کی طرف بڑھا۔

تھوڑا سا راستہ طے کرتے نور تھک سی گ ئی۔

وہ سڑک پے آچکے تھے۔

دونوں اطراف میں دیکھا۔ کوئ ی بھی کہیں بھی دور دور تک دکھائ ی نی دیا۔ شام کے سائے بھی گہرے ہونے لگے تھے۔

!!اللہ جی---- !!تو ہی مدد کر---

زیرِ لب دعا مانگی۔

فارس اس چھوئی ی موئی ی کو دیکھے جارہا تھا جس نے ان چند دنوں میں ہی فارس شاہ کے ساتھ کے بدلے کتنی مشکلیں جھیل لیں تھیں۔

عین اس کے پلان کا حصہ نہ تھی۔

وہ تو نکاح کے بعد ہی اسے----

!!آپ کیا سوچنے لگے---؟ پلیز کال کریں ناں کسی کو----

!!وہ ارباز---پھر سے نہ آجائے----

کہتے ہوئے لہجے میں ڈر فارس نے صاف محسوس کیا۔ جو اسے ناگوار گزرا۔

پہلی بات----میرے پاس موبائ ل نہیں--- وہ گاڑی میں ہی تھا۔

دوسری بات--- فارس شاہ کی بیوی ہوتے تم--کسی سے بھی ڈرو---مجھے قطعی منظور نہیں---

فارس شاہ کے لہجے کی سختی عین نے اپنے دل سے محسوس کی۔

ہم---گھر کیسے جائیں گے---؟ دور دور تک کوئی گاڑی نہیں ہے---؟

اگلا سوال سنبھل کے پوچھا۔ وہ اس شخص کو ابھی بھی نہ سمجھ پائی تھی۔

ایک پہیلی ہی تھا یہ شخص۔

!!آج رات یہیں---گذرے گی----

فارس نے پر سکون ہوتے کہا۔

عین نے پلٹ کر حیران نظروں سے دیکھا۔

تیرے سامنے آجانے سے

یہ دل۔میرا دھڑکا ہے--

غلطی نہیں ہے میری

قصور نظر کا ہے---

جس بات کا تجھ کو ڈر ہے

وہ کر کے دیکھا دوں گا---

ایسے نہ مجھے تم دیکھو۔۔۔

ایسے سے لگا لوں گا۔۔۔

تم کو میں چرالوں گا تم سے دل میں چھپا لوں گا۔۔

فارس کی نظروں میں چھپی داستاں کو پڑھتے عین نے فوراً دھڑکتے دل سے رخ پھیرا۔

دھیرے دھیرے چلتا اس کے پاس آیا۔

اور اس کا ہاتھ تھاما۔

اسے اپنی طرف موڑا۔

اسکی نظریں جھکی اور دل کی رفتار بڑھی ہوئ ی تھی۔

کبھی بھی وہ اپنی زندگی میں عفان کے قریب نہیں ہوئ ی تھی۔

عفان کی دوستی ہی اس کے لیے سب کچھ تھا۔

وہ ہمیشہ اسکی ک ئ یر کیا کرتا تھا۔

اسکی ک ئ یر کب محبت میں بدلی خود عفان بھینہیں جانتا تھا۔

ہاں-- شاید --- عین کی بھی بدل جاتی-- اگر-- دل میں فارس نہ ہوتا-- جس سے وہ خو بھی انجان تھی۔

اور آج تک چھپاتی آئی ی تھی۔

جو راز وہ خود سے بھی چھپاتی آئی ی تھی۔ وہ راز فارس نے پا لیا تھا۔

!!یہاں دیکھو--- میری طرف---

گفارس کی گھمبیر آواز عین کے کانوں سے ٹکرائی ی تو اسکو دل کو سنبھالنا مشکل لگنے لگا۔

آگ برسانے والا ایک دم سے محبت برسانے لگے تو کتنا عجیب سا لگتا ہے--- کوئی ی عین سے پوچھتا۔

نورِشاہ--- !!بہت قریب ہوتے اس نے پکارا۔ تو عین نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ کہاں اتنی قربت برداشت کر سکتی تھی۔

اب تو لرزنے کی کیفیت طاری ہوگ ئی تھی۔

وہ فارس تھا۔ اور عین فارس سے کچھ بھی ایکسیپٹ کر سکتی تھی۔

فارس زیرِ لب مسکرایا۔ ایک گاڑی ان کے پاس آکے رکی۔

اور ڈرائیورنگ سیٹ پے بیٹھا شخص فورا باہر آیا۔

سر۔۔ چلیں۔۔۔ !!وہ چاق و چوبند کھڑا کہہ رہا تھا۔ فارس نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ جانتا تھا زیان نے ہی اسے بھیجا ہے۔ اسے اپنے بھائی ی پے بے حد پیار آیا۔ اور کن اکھیوں سے گاڑی کو دیکھتی شکر کا کلمہ پڑھتی عین کو ساتھ لیے وہ گاڑی کی بیک سیٹس پے جا بیٹھا اور گاڑی ہوا سے باتیں کرنے لگی۔

زیان نے انسانیت کے ناطے ہاسپٹل سے ارباز کی مرہم پٹی کروا دی۔ لیکن اسکو ایک لمحے کے لیے بھی بھاگنے کا موقع نہ دیا۔ اور اسے لیے بڑی حویلی آیا۔

وہ قانون کا بھی مجرم تھا۔

اور ارسم نے اس وعدے پے اسے ساتھ لے جانے دیا۔ کہ وہ اسے قانون کے حوالے کرے گا۔

اور فوجی۔۔ اپنا وعدہ کب توڑتا ہے۔۔۔؟؟

ہاں وہ فوجی ہی تو تھا۔۔۔

اپنے ملک کے غداروں کو موت کے گھاٹ اتارنے والا۔

وہیں جہاں وہ آئی ایس آئی ایجینٹ تھا۔

وہیں فارس کی زات ایک راز تھی۔

کوئی ی نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے۔۔۔؟؟

جو بظاہر۔۔ ملک سے تو باہر تھا لیکن وہ دو سال سے ملک کے اندر ہی تھا۔ یہ بات سوائے زیان اور عفان کے کوئی ی نہ جانتا تھا۔

!اکہ فارس شاہ کی حقیقت کیا ہے۔۔۔

✨✨✨✨✨✨✨✨✨

پوری حویلی میں اس وقت سبھی جاگ رہے تھے۔

ان دو دنوں میں جو کھ ہو چکا تھا۔

کسی کوناداذہ نہیں تھا۔ کہ یکے بعد دیگرے مشکلات کا سامان کرنا پڑے گا۔

اب پانی سر سے گزر چکا تھا۔

اب فیصلے کا وقت تھا۔

زفارس عین کو لیے حویلیکے داخلی راستے سے اندر داخل ہوا۔

عین کو دیکھتے سب کی جان میں جان آئی ی۔

ماں سے لگی وہ آنسو بہانے لگی۔ فارس نے نفی میں سر ہلایا۔

کوئی ی موقع نہیں جانے دیتی تھی یہ لڑکی۔

فارس--- !!زیان کہاں ہے---؟؟

دلاور شاہ کی آواز پے فارس انکی طرف متوجہ ہوا۔

کیا مطلب---؟؟ وہ ابھی تک نہیں آیا---؟؟

فارس کو حیرت ہوئی ی۔

گاڑی بھی اسے چھوڑ کے جا چکی تھی۔

اور موبائیلفون بھی اسکا اسکے پاس نہ تھا۔ کہ ہ زیان کو کال کرتا۔

اسی اثنا میں سب کی نظریں حویلی سے اندر آتے دو لوگوں پے اٹھیں۔

کچھ کی نظروں میں بے یقینی تھی۔

کچھ کی نظروں میں غصہ۔

اور کچھ کی نظروں میں ڈر۔۔

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

ابرار۔۔۔ !!میرے بیٹے۔۔۔۔!!دردانہ بھاگتی ہوئی یں دروازے کی جانب بھاگیں۔

اور آنے والے کے ہاتھوں اور منہ کو چوما۔

میرے بچے۔۔۔۔ !!وہ روئی ے جا رہی تھیں۔

کہ اس شخص نے دردانہ بیگم کا ہاتھ بہت زور سے جھٹکا۔

اسکی آنکھوں میں نفرت اور حقارت تھی۔

درد تھا۔

اور سفاکی تھی۔

ایک شکوہ کناں نظر باپ پے ڈالی۔

کبیر شاہ نے سختی سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

انہوں نے کب چاہا تھا کہ یوں انکا راز فاش ہو۔۔۔؟؟

یہ۔۔۔ ابرار کو کیا ہوا۔۔۔؟؟ اس کے بازو پے۔۔ ہاتھ پے۔۔ چوٹ کیسی۔۔۔۔؟؟

فراز صاحب کو اسے اس حال میں دیکھ دکھ ہوا تھا۔

ہمممم۔۔۔ جسے آپ ۔۔۔ ابرار سمجھ رہے ہیں۔۔ وہ ابرار نہیں۔۔۔ ارباز ہے۔۔۔ ابرار کا

جڑواں بھائی ی۔۔۔ ارباز۔۔۔۔!!

فارس نے اونچی آواز میں کہتے سب پے بم پھوڑا

سوائے دلاور شاہ کے وہاں موجود سبھی کو سانپ سونگھ گیا۔

وہ پہلے سے ہی جانتے تھے۔ ان کے چہرے پے صاف واضح لکھا تھا۔

عین نے بھی نفرت سے نگاہ پھیری۔

وہ بھی تو آج ہی اس حقیقت سے روشناس ہوئی ی تھی۔

بہت کھیل کھیلے گ ئ ے ہیں۔۔ اس جڑواں کے چکر میں۔۔۔!!

فارس نے طنز کرتے ارباز کیجانب ایک ایک قدم ٹھر ٹھر کے بڑھایا۔

جوایک بازو اور ہاتھ پٹی میں جکڑا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے اس پٹی والے بازو کو تھام رکھا تھا۔ لب بھینچے اس نے فارس کو قہر کی نظر سے دیکھا۔

بہت برا لگ رہا ہو گا۔۔ ناں۔۔۔؟؟

آج۔۔۔ اتنے عرصے بعد۔۔ راز کا یوں فاش ہونا۔۔۔!!فارس غرایا تھا۔ زیان کا بھی فارس جیسا ہی حال تھا دونوں بھائی ی ہی بے انتہا غصے میں تھے۔

ارباز۔۔۔؟؟ دردانہ شاہ کے لب سے دھیرے سے ادا ہوا۔

فارس شاہ کو روتے ہوئے حیرت سے دیکھا۔

!!جی آپ کا۔۔۔ اپنا بیٹا۔۔۔ !ارباز کبیر شاہ۔۔۔

ابرار کے ساتھ ہی اس دنیا میں آیا۔۔۔

لیکن ہمارے عزیز چچا جان نے ان ہستی کو چھپا کے رکھا۔

اشارہ سامنے کھڑے کبیر شاہ کی طرف کیا۔

دردانہ شاہ کی آنکھوں میں حیرت اور بے یقینی تھی۔

ایک نظر شوہر کو دیکھا اور دوسری نظر ارباز ک جو ہو بہو ابرار کی طرح تھا۔

لیکن اس وقت چہرے کے زاویے انتہائی ی سخت تھے۔

آپ--- نے --- مجھ سے میرا--- بیٹا--- چھپایا---؟؟

دردانہ بیگم نے روتے ہوئے کبیر شاہ کی طرف جاتے کہا۔

ان کے پاس تو کہنے کو کچھ بچا ہی نہ تھا۔

کیوں کیا آپ نے ایسا----؟؟

کبیر شاہ کو وہ بہت ٹوٹی ہوئی یں لگیں۔

!کہہ دیں یہ--- یہ جھوٹ ہے---

!!یہ --- سچ ہے----

کبیر شاہ دھیرے سے نم لہجے میں بولے۔

فارس سینے پے ہاتھ باندھے اب ان کو سننے لگا۔

کیوں---؟؟؟ دردانہ بیگم تڑپ ہی تو گ ئی یں۔

اپنے بچوں کے لیے---

ان کے بہترین مستقبل کے لیے---

ہر اس چیز کے لیے جس کے لیے ان کا باپ ترسا۔۔ ہماری اولاد نہ ترسے۔

ہر اس حق کے لیے جو۔۔۔ان کے باپ کو نہ ملا۔۔

ہماری اولاد کو ملے۔۔

ہاں۔۔ اس جائیداد میں حصہ چاہیے تھا۔۔

جو ہماری اولاد کا بھی حق تھا۔۔

ہاں اس سب کے لیے۔۔

مجھے چھپانا پڑا۔۔۔ ارباز کو۔۔۔

تم سے۔۔ سب۔۔۔سے۔۔۔ ہر ایک سے۔۔۔

اور سب کچھ۔۔ صحیح ہی تو چل رہا تھا۔۔۔۔

!اکہ۔۔۔ یہ۔۔ لڑکی بیچ میں آگ ئی۔۔۔۔

عین کی طرف لب بھینچے اشارہ کیا۔

الماس بیگم اور ماریہ شاہ انکا نفرت سے کہنا بہت سخت برا لگا۔

کتنا خوش تھا میں۔۔ ابرار اور ارباز کو لے کے۔۔۔

اور بہت بڑا پلان بھی ترتیب دیا۔

لیکن۔۔۔۔ ابرار کا دل آگیا اس پے۔۔۔۔ سارا پلان چوپٹ کر دیا۔۔۔۔

!!اسے عین چاہیے تھی۔۔۔ بس۔۔عین عین عین۔۔۔۔

کبیر شاہ بھڑکے۔ عین نے ماریہ شاہ کے بازو کو زور سے پکڑ لیا۔

اور۔۔۔ مجھے میرے بیٹے سے بڑھ کے کچھ نہیں تھا۔۔

عفان سے اسکا رشتہ طے کر دیا۔ اور پھر شادی کی تاریخ رکھی۔

بہت رویا اس دن میرا بیٹا۔

بہت۔۔۔۔۔ !!کبیر شاہ کا لہجہ دکھی تھا۔

اور ارباز۔۔۔ ابرار کا دیوانہ۔۔۔ اس سے اسکا دکھ نہ دکھا گیا۔۔۔

!!تو عفان کو راستے سے ہٹانے کا پلان بنایا۔۔ہم نے۔۔۔۔

!!ایک ایسا پلان۔۔کہ۔۔۔ ایک تیر سے دو شکار ہوجاتے۔۔

پر اسرار اندازمیں کہتے وہوہاں موجد سب کو دلوں کی دھڑکن کا ساکت کرگ ئی ے۔

!!ہاں۔۔۔بنایا پلان۔۔۔ کامیاب پلان۔۔۔

مہندی کی رات۔۔۔۔

!!اس رات بنایا پلان۔۔۔ اور بلایا۔۔ عفان کو ڈیرے پے۔۔۔

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

ابرار۔۔۔ کہاں۔۔۔ ہو۔۔کیا ہوا۔۔۔ تمہیں۔۔۔؟؟

عفان ڈیرے پے آچکا تھا۔ابرار اور ارباز چھپ کے اسے دیکھ رہے تھے۔

اور عفان کے آنے پے ابرار سامنے آیا۔

!!اوہ تھینک گاڈ۔۔ !!تم ٹھیک ہو۔۔۔

عفان نے ابرار کو گلے سے لگایا۔

مجھے ۔۔۔۔کسی نے اطلاع دی۔۔۔کہ۔۔ تمہیں۔۔۔ کچھ۔۔۔؟؟

عفان کو سمجھ نہ آیا۔

!!لیکن۔۔۔ !!تم تو ٹھیک ہو۔۔۔۔

عفان حیرت سے بولا۔

!!ہاں--- تب تک جب تک -- تم چاہو----

پراسرار انداز--

کیا---کیا-- مطلب---؟؟

عفان چونکا۔

!!عفان-- !!عین--- میری ہے--- اور-- میں اس سے----

ابرار---- !عفان نے ابرار کو کالر سے پکڑا۔ اور غصے سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

!!خبردار --جو عین کا نام بھی لیا تو----جان سے مار دوں گا----

عفان جو ہمیشہ--- ہی تحمل مزاج جانا جاتا تھا۔

اس لمحے غصہ ییمیں آگ بھڑکی تھی اسکے اندر۔

ابرار نے زور سے اسکے ہاتھ سے اپنا کالر چھڑایا۔

ابھی بات تو سن پوری-----!!پھر اپنا-- غصہ دکھائی یں

ابرار نے اپنا کالر چھڑایا۔

عفان لب بھینچے غصہ کنٹرول کرنے لگا۔

دیکھ---تُو-- ناں--اس شادی سے انکار کردے--- کہہ دے--- کہ تجھے-- کوئی ی اور پسند ہے--- تو--- موقع کا فائیدہ--میں اٹھا لوں گا--- اور میں شادی کر لوں گا--- سمپل---- !ابرار نے اپنا پلان بتایا۔

عفان کو اسکی دماغی حالت پے شک ہوا۔

اچھا---اور میں یہ کیوں-- کروں گا---؟؟

سینے پے ہاتھ باندھے دانت پستے ہوئے پوچھا۔

ابرار نے سخت نظروں سے عفان کو دیکھا۔

اور اس کے قریب ہوا۔

!!اپنی جان بچانے کے لیے---

اتنے پراسرار انداز میں ابرار نے کہا کہ ایک لمحے کو عفان چپ سا ہوگیا۔

بکواس بند کرو اپنی--- اور آئیندہ اگر عین کا نام بھی تمہارے منہ سے نکلا تو زبان کھینچ !!لوں گا تمہاری---

عفان غصے سے کہتا ردوازے کی جانب بڑھا۔

تو تُو نہیں مانے گا۔۔۔؟؟

ابرار کے کہنے پے اسکے قدم رکے۔

پلٹ کے اسکو خونخوار نظروں سے دیکھا۔

ابرار۔۔۔ !!یہ تم ہو۔۔جو میں نے تمہارا اتنا لحاظ کر لیا۔۔۔ ورنہ تمہاری جگہ کوئی ی اور ہوتا تو ان تک ۔۔۔اسکی جان لے چکا ہوتا۔

عفان بھی اپنا غصہ ضبط کتے سخت لہجے میں بولا۔

ابرار نے اپنی گن نکالی۔ جسے دیکھ عفان کا اچھا خاصا جھٹکا لگا تھا۔

اسے ابرار سے اسطرح کی بے وقوفی کی امید نہ تھی۔

آخری بار پوچھ رہا ہوں۔۔۔

عین یا۔۔۔ موت۔۔۔؟؟گن کا رخ عفان کی جانب موڑا۔

عفان چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔

تم۔۔۔مجھے۔۔۔ مارو۔۔۔ گے۔۔؟؟ بھائی ی ہیں ہم۔۔۔ !!تم۔۔۔ مجھ پے گوی چلاؤ گے۔۔۔؟؟

عفان کو شدید حیرت کا جھٹکا لگا۔

سگھے بھائی ی نہیں ہیں ہم۔۔۔۔ اور۔۔ وہ سنا نہیں تم نے۔۔۔

Everyting is fair in love and war...

مسکراتے ہوئے گن عفان کے سر پے رکھی۔

عفان نے ایک لمحے کو پلکیں نہ جھپکیں۔

مجھے ڈرا رہے ہو۔۔۔؟؟ مجھے۔۔۔؟؟ عفان ہنسا۔

کسی بھولمیں نہ رہنا عفان دلاور شاہ۔۔۔ !!عین کے لیے۔۔ میں کی بھی جان لے سکتا ہوں۔

غصے سے کہتے وہ عفان کے قریب آیا۔

!!تو ٹھیک ہے۔۔۔ چلاؤ گولی۔۔۔۔

عفان نے اسے جارحانہ انداز میں کہا۔ تو ابرار سٹپٹا گیا۔

میں نے کہا۔۔ چلاؤ۔۔۔ آج۔۔ تاریخ رقم کردو۔۔۔ کہ ایک بھائی ی نے دوسرے بھائی ی کی جان لے لی۔۔۔ ایک لڑکی کی خاطر۔۔۔!!

عفان غصے میں تھا لیکن لہجہ نم ہوا۔

رک کیوں گ ئی ے۔۔۔؟؟ چلاؤ۔۔ ناں۔۔۔!!

کیا یار۔۔۔ دماغ کی پیپٹی کر دی تُو نے۔۔۔۔!!

ارباز اچانک سامنے آیا۔ تو عفان نے اسے پلٹ کے دیکھا۔
آنکھشں حیرت سے کھلی رہ گ ئی یں۔

عفان سے کہنے کے بعد ارباز ابرار کی مڑا۔

اور تم۔۔ اتنی دیر سے بک بک لگائی ی ہوئی ی ہے۔۔ مار گولی۔۔ ختم کر کام کو۔۔۔!!

ایک بندہ نہیں مار سکتا تُو۔۔۔؟؟

ارباز نے منہ بگاڑ کے کہا۔

عفان کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

یہ۔۔ جال تھا۔ جو اسکے لیے بچھایا گیا۔

مار بھی دے اب---- !!ارباز نے ابرار کو جوش دلایا۔

!!چل ہٹ--- مجھے تیرے نشانے پے یقین نہیں لا ادھر دے گن----

ارباز نے گن بارار کے ہاتھ سے لی۔ اور عفان کے دلکا نشانہ لیا۔

عفان کو اس ایک لمحے میں یقین نہ آیا کہ وہ اس پے گولی چلا سکتا ہے--

لیکن اگلے ہی لمحے گولی چلی۔

جو عفان کے دل کے پار ہوئی ی۔

وقت تھم گیا۔

ابرار کی آنکھیں حیرت سے پھیل گ ئی یں۔

عفان کو سب گھومتا نظر آیا۔

گردن جھکا کے اپنے دل والی طرف کو دیکھا۔جہاں سے خون نکلنے لگا تھا۔

اور سامنے ان دونوں کو۔

ابرار کا رنگ فق ہوا تھا جبکہ ارباز مطمئی ن کھڑا تھا۔

بھائی ی۔ یہ--کیا---کیا آپ نے--- سچ میں گولی-- چلادی---؟؟

ابرار کو شدید دکھ نے گھیرا۔

یہ ان کا پلان نہیں تھا۔

عفان نیچے گرا۔

ابرار بھاگتا ہوا عفان کے پاس پہنچا۔

اسکا سر اپنی گود میں رکھا۔

عفان کا سانس تھمنے لگا تھا۔

ارباز کو ابرار کا عفان کے لیے یوں دکھی ہونا سخت ناگوار گزرا تھا۔

!! بھا۔۔۔ئی ی۔۔۔ !!ننہیں۔۔۔۔۔۔۔ !!پلیز۔۔۔ نہیں۔۔۔

!!ابرار کو کچھ سمجھ نہ آیا۔۔ کہ کیا کرے۔۔۔

بھائی ی۔۔۔ ایمبولینس کو کال کرو۔۔۔ یا۔۔ گاڑی نکالو۔۔۔

!!ہاسسسپٹ لے جاتے ہیں۔۔۔ نہیں تو۔۔ یہ۔۔۔مر۔۔۔

سن ہوتے دماغ سے عفان نے ابرار کے کہے خری الفاظ سنے تھے۔

!!میں بڑا ہوکے۔۔۔ فوجی بنوں گا۔۔۔

آنکھوں کے آگے زیان کا بچپن کا چہرہ لہرایا۔

!!اور۔۔میں تو سیکریٹ ایجنٹ۔۔۔۔

فارس نے بگی اپنی مرضی بتائی ی تھی۔

اور عفان۔۔۔تم۔۔؟؟ تم کیا بنو گے۔۔؟؟ فارس نے عفان سے پوچھا۔

!!یہ۔۔ یہ تو دلہا بنیں گے۔۔۔

زیان نے ہنستے ہوئے کہا تو سبھیکے چہرے کھلکھلا اٹھے۔

عفان کے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

فان۔۔۔ !وعدہ کرو۔۔۔ تم ۔۔ہمیں ہمیشہ۔۔۔ یونہی ہنساؤ گے۔۔؟؟

ایک چھوٹی سی گڑیا چھوٹا سا وعدہ۔۔۔۔

!!عفان۔۔۔ !!بیٹے باپ کی طاقت ہوا کرتے ہیں۔۔۔

دلاور شاہ کی آواز کانوں میں گونجی۔

عفان۔۔۔ !!اپنی اماں کو کبھی چھوڑ کے جان کی بات مت کرنا۔۔۔

اماں۔۔۔ تیری گود کا سکون۔۔۔

قبر میں کہاں ملے گا---؟؟

سب کے چہرے ---

سب کی باتیں---

آپسو میں گڈمڈ ہونے لگیں۔

ایک آنسو تھا۔ جو تھما ہوا تھا۔

آخری ہچکی کے ساتھ وہ بھی نکلتا-- بالوں میں جذب ہوا تھا۔

کبیر شاہ دروازے سے اندر آئی ے۔

!!آپ کا کام ہوگیا-- ہے۔مسٹر کبیر---- !!اب آگے کا پلان آپ کا----

ارباز نے گیند ان کے کوٹ میں پھینکی۔

جبکہ ابرار ابھی بھی حیرت کی مورت بنا عفان کا سر اپنی گود میں رکھے ہوئے تھا۔

جمیل ان کا خاص آدمی جو ڈیرے کی دیکھ بھال کے لیے بھی مامور تھا۔

کبیر شاہ نے اسے بھی اپنے ساتھ ملایا ہوا تھا۔

ہمم------

اب دیکھتا ہوں-- کیسے--- دلاور شاہ-- اولاد کی خوشیاں مناتا ہے---؟؟

کبیر شاہ کے اندر نفرت کا الاؤ دہک رہا تھا۔

بابا--- !!عفان--بھائی ی کو ہاسپٹل لے چلیں--- !!ورنہ--- یہ--مر جائی یں گے----!!ابرار نے باپ کو دیکھتے ہی چلا کے کہا۔

کبیر شاہ نے ارباز کو اشارہ کیا کہ اسے یہاں سے لے جائی ے۔

ارباز نے آگے بڑھ کے ابرار کو اٹھایا۔

لیکن وہ نجانے کیوں-- بس روئے جا رہا تھا۔

چھوڑو-- چھوڑو-- اسے---

!!مر گیا ہے وہ---

ادھر دیکھو میری طرف--- ارباز نے ابرار کا چہرہ اپنی طرف کیا۔

تمہیں-- عین چاہیے ناں--- چاہیے ناں---؟؟

چلا کے بولا۔

ابرار نے سر اثبات میں ہلایا۔

!!لیکن۔۔یہ۔۔۔ عفا۔۔۔

بھول جاؤ۔۔۔ اسکا جانا ہی ہم۔۔سب کے لیے بہتر تھا۔۔

اب تمہیں تمہاری عین سے کوئی ی جدا نہیں کر سکتا۔۔۔

!! سمجھے تم۔۔۔ !!چلو یہاں سے۔۔۔

ابرار کو لیے ارباز باہر گاڑی تک آیا۔

ابرار کی حالت عجیب ہورہی تھی۔اسے رہ رہ کے عفان یاد آرہا تھا۔ اسکے ساتھ بتائے وہ پل آنکھوں میں گھوم رہے تھے۔

وہ اتنا بے حس کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟اسکے ضمیر نے اسے ملامت کیا۔

ارباز دوبارہ اندر جا چکا تھا۔ اور ابرار سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

!بس ۔۔۔اب تم دونوں نکلو۔۔۔

!!جمیل کو میں نے سمجھا دیا ہے۔ کیا کرنا ہے۔۔۔

پسٹل ---کہاں-ہے--؟؟

ارباز نے پوچھا۔

عفان کے اتھ میں پکڑا دی ہے۔

اور وہ خط---؟؟

ارباز نے یاد دلایا۔

ابھی نہیں رکھ سکتا---

دلاور شاہ آجائی ے-- اس کے بعد ہی خط والا کام ہوگا۔
میں نہیں چاہتا کہ خط کسی اور کے ہاتھ لگے۔

اب چلو--- جلدی کرو--- کوئی ی ڈیرے پے آنہ جائے--
وہ تینوں جمیل کو وہیں چھوڑ وہاں سے نکلے۔

ہال میں ایک گہری خاموشی چھاگ ئی ی تھی۔

ایک کرب کا عالم تھا۔ جس سے سب گزر رہے تھے۔
الماس بیگم کو آج اپنا بچہ بہت یاد آیا۔
جس کیے سب نے یہی کہا اس نے حرام موت کو گلے لگایا۔
جبکہ۔۔۔ وہ تو۔۔قتل ہوا تھا۔۔۔
سب کی إکھیں اشک بار تھیں۔
فارس نے پلٹ کے ایک زور دار طمانچہ ارباز کے منہ پے جڑ دیا۔
وہ منہ پے ہاتھ رکھے زین بوس ہوا۔
دردانہ بیگم تڑپ ہی گ ئی یں۔
فارس نے اسے زمین سے اٹھایا۔
اور ایک اور مکا جڑا اسکے منہ پے۔۔ اسکے منہ سے خون بھنے لگا۔
!!اللہ کا واسطہ ہے ۔۔ فارس۔۔۔ میرے بچے کو۔۔۔۔
دردانہ شہ آگے بڑھیں۔لیکن فارس نے انہیں پیچھے کرت ایک اور مکا ارباز کے پیٹ میں مارا۔

دردانہ شاہ زمین پے گریں تھیں۔

فاریہ نے آگے بڑھ کے ماں کو اٹھایا۔

کسی نے بھی فارس کو نہ روکا۔

ارباز بھی خاموشی سے مار کھاتا رہا۔ اور باپ کو دیکھتا رہا۔

جب فارس اسے ادھ موا کر چکا تو پیچھے ہٹا۔

آپ کو کیا لگا۔۔۔ آپ پلان کریں گے۔۔۔ اور کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا۔۔۔؟؟ فارس سخت تیور لیے کبیر شاہ کی جانب بڑھا۔

وہ جسے آپ نے اپنی لالچ کے بھینٹ چڑھا دیا۔

وہ بھائی ی تھا۔۔۔ میرا۔۔۔!!فارس کی آواز انتہائی ی اونچی ہوگ ئی۔

الااس بیگم کے آنسو تھم نہ رہے تھے۔

زیان نے آگے بڑھ کے الماس بیگم کو گلے لگایا۔ اس کے اپنے آنسو بھی تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

کون۔۔۔ سا۔۔۔خط۔۔۔ تھا۔۔۔ وہ۔۔؟؟ جو۔۔ تم چاہتے تھے۔۔کہ مجھے ملے۔۔۔؟؟

دلاور شاہ نے کبیر شاہ سے سختی سے پوچھا۔

کیا۔۔۔کیا۔۔۔مطلب۔۔۔؟؟ وہ خط۔۔۔ آپ کو نہیں ملا۔۔۔؟؟

کبیر شاہ کو بھی حیرت ہوئی ی۔

وہ اب تک یہی سمجھ رہا تھا۔ کہ خط دلاور شاہ کے پاس ہے۔جبکہ۔۔ خط۔۔ کے بارے میں انکو کچھ علم نہ تھا۔

خط کے زکر پے عین کا فشار خون بڑھتا چلا گیا۔

اسکی دل کی رفتار بھی بڑی۔ اس نے فارس شاہ کو دیکھا۔

لیکن اسکا دھیان اسکی طرف نہ تھا۔

کبیر شاہ نے ارباز کو دیکھا۔ کہ آیا خط اس نے رکھا بھی تھا یا نہیں۔۔؟؟

خط عفان کی مٹھی میں رکھنے کے لیے ارباز کو کہا تھا۔کبیر شاہ نے۔۔ وہ بھی ہاسپٹل میں۔۔۔ سب سے نظر بچا کے۔

!!میں ۔۔۔نے۔۔۔ نے رکھا تھا۔۔۔۔

ارباز نے منہ سے خون صاف کرتے زمین پے بیٹھے ہی کبیر شاہ کی آنکھو ظا سوال سمجھتے فوراً جواب دیا۔

پھر--- !خط-- کہاں---گیا--؟؟ زیرِلب بڑبڑائی ے۔

!! وہ-- خط--میرے پاس ہے---

فارس کے ہاتھ کبیر شاہ کے گریبان تک پہنچ چکے تھے۔

تمہیں -- یہ کیوں لگا--کہ عفان کو مار کے تم بچ جاؤ گے--وہ بھی---- تب--

جبکہ-- فارس شاہ زندہ ہے---!!شیر کی طرح دھاڑتے وہ سب کا خون خشک کرگیا تھا۔

فارس اس وقت آپے میں نہیں تھا۔

سب لحظ بلائی ے تاک رکھے۔ فار نے ایک مکا کبیر شاہ کے منہ پے دے مارا۔

وہ پیچھے جا کے گرے۔

فارس---!!دلاور شہ نے اونچی آواز میں پکارا۔

سبھی فارس کے اس عمل سے حیران ہوئی ے تھے۔

فارس کی غصیلی نظرئس کبیر شاہ پے ہی تھیں۔

اس نے اپنی نظریں اس اپے سے نہ ہٹائی یں۔

!!نہیں۔۔۔ بیٹا۔۔۔ !!ہاتھ نہیں اٹھانا۔۔۔

دلاور شاہ نے فارس کے غصے کو قابو کرنا چاہا۔

لیکن وہ بنا پلک جھپکائی ے شیر کی طرح کبیر شاہ پے غراتا رہا۔

!!فارس بیٹا۔۔۔ نہیں۔۔۔

فارس کا ایک بار پھر ہاتھ اٹھا۔

لیکن الماس بیگم نے آگے بڑھ کے روک دیا۔

تو سختی سے آنکھیں بند کیے اس نے اپنا ہاتھ نیچے کیا۔

!!میرا بھائی ی۔۔۔ مجھ سے چھینا انہوں نے۔۔۔ صرف۔۔ اس جائی یداد کی خاطر۔۔۔۔

فارس کا لہجہ نم ہوا۔

میں جانتا تھا۔۔۔

!!میرا دل بھی نہیں مانتا تھا۔۔۔ کہ عفان ۔۔۔ سوسائیڈ۔۔۔ کر سکتا ہے۔۔۔

آنکھیں بھی نم ہوئی یں۔

!!میں۔۔۔ میں نے بہت دعائی یں مانگیں تھیں اماں۔۔۔

!!عفان۔۔۔ کے لیے۔۔۔۔

ہمارے عفان کے لیے۔۔۔

لیکن۔۔۔ نہیں قبول ہوئی یں۔۔

الماس بیگم نے فارس کے آنسو صاف کیے۔ اور اسکے چہرے پے پیار س ہاتھ پھیرا۔

اور جب۔۔ میں اس کے پاس گیا۔۔۔

he was dead.....

وہ روتا ہوا گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

جیسے آج ہی ہارا ہو اپنے عکس کو۔

اسکے ہاتھ میں ---- اسکی مٹھی میں --- مجھے --وہ خط ملا---

جو--- میرے خلاف بھی انہوں نے سازش کی۔

اس وقت مجھے نہیں پتہ تھی اس خط کی سچائی ی---

اور--میں بھی-- اس خط سے گمراہ ہوا۔

وہ خط---عفان کے نام تھا---

نور کی طرف سے----

جس---میں نور نے--- اپنی محبت کا اظہار کیا تھا--

فارس کی نظریں نور پے اٹھیں۔

نور کے آنسو بندھ توڑ کے بہے۔

فارس سے محبت کا اظہار---

!!اور عفان کو --- ہماری زندگی سے نکل جانے کا خط تھا وہ---

دھیمے لہجے میں کہا۔

!!اور سازش--- ان کی تھی---

کبیر شاہ کی طرف دیکھا۔

اور اس راز کا سرا بھی مجھے-- انھی کے بیٹے-- ابرار نے پکڑایا۔

جس رات آپ ---

کبیر شاہ کی جانب اشارہ کیا۔

ابرار سے راز و نیاز کر رہے تھے--

!!سب سن لیا تھا میں-- نے----

فارس نے ان پے ایک اور بم پھوڑا۔

کبیر شاہ کو وہ رات یاد آئی ی۔ جب -- ابرار نے عفان کےاس دنیا سے جانے کے بعد اپنا رشتہ جوڑنے کی بات کہی تھی۔

💔💔💔💔💔💔💔💔

بابا---- !آپ--بات کریں-- تایا سے--- کہ میری اور عین کی شادی کروا دیں۔

پاگل ہوگ ئی ے ہو کیا---؟؟ ابھی فان کو گ ئی ے دن ہی کتنے ہوئے ہیں---؟؟ جو یہ نیا شوشہ چھوڑنے لگے--- ہو---؟؟ تھوڑا صبر سے کام۔لو---!!

تمہارے بھائی ی کا یہ کھیل رچایا ہوا ہے--- آگے کی لاننگ بگی اسے کرنے دو---!!

کبیر شاہ کے کہے الفاظ پے فارس بہت سخت کنفیوژن کا شکار ہوا تھا۔

ایک طرف عفان کی موت تو دسری طرف وہ خط تھا۔ جو عن کو غلط ثابت کر رہا تھا۔

اور ایک طرف اا باپ بیٹے کی گفتگو۔۔

بھائی---کونسا بھائی ی---؟؟ اور کونسی پلاننگ---؟؟

سب جاننے کے لیے--پھر میں نے ایک پلاننگ کی---!!

اس پلاننگ کے تحت--- میں نے یہی باور کروایا۔کہ نور کو ہی میں عفان کی موت کا زمہ دار سمجھتا ہوں۔

ایک نظر پھر نور پے ڈالی جو اب خاموش کھڑی سب سن رہی تھی۔

نور کو شادی کے دن-- کڈنیپ کرنے کی پلاننگ بھی جان چکا تھا۔

جس میں فاریہ بھی شامل تھی۔

چاہتا تو -- ادھر ہی روک سکتا تھا۔

لیکن--- مجھے-- اس تیسرے تک پہنچنا تھا۔

نور کو ابرار نے کڈنیپ کیا۔

اس دن بھی وہ تیسرا سامنے نہ آیا۔

فارس کا ہر لفظ عین کے دل کے پار ہو رہا تھا۔

مطلب وہ اس سب سے انجان تھی۔

اسے پتہ ہی نہ چلا۔

!!اور نور کو اس دن---- میری وجہ سے-- تکلیف ہوئی ی---

شرمندہ نظروں سے نور کو دیکھا۔

نو نے نفی میں گردن ہلائی ی۔ آنسو آنکھ سے چھلکا اور گال پے گرا۔ تو منہ پھیر لیا۔

اس دن بھی میں تیسرے تک نہ پہنچ سکا۔

لیکن----- میں جانتا تھا۔- کوئی ی-- اور ہے--- کوئی ی تیسرا--- جو ہم--پے نظر

!!رکھے ہوئے ہے---

!!اس نے-- ہم--پے-- حملہ بھی کیا--

!!مجھے مارنا چاہا---

لیکن-- نور--- نے میرے حصے کے وہ زخم بھی خود کھائی ے-

لہجے میں درد تھا-

اور پھر وہ تیسرا--- میرے سامنے آیا---

اس روپ میں ----

اپنی پاکٹ سے ایک تصویر نکال کے سامنے کی-

جو ابرار کے والٹ سے اسکی اور ارباز کی تصویر گری-- جو فارس کے ہاتھ لگ گ ئ ی-

ایک ہی شکل کے دو انسان---

فارس حیرت میں پڑ گیا-

پھر اس نے زیان کی مدد سے اس کیس کو بھی حل کیا-

پولیس کی بھی مدد لی- اور سارا بائی یو ڈیٹا نکلوایا-

اور اس میں --پتہ چلا---

!!کہ ارباز۔۔ کبیر شاہ کا بیٹا ہے۔۔۔

!!ابرار کا جڑواں بھائی ی۔۔۔

فارس ایک ایک کر کے سارے راز کھولتا جا رہا تھا۔
سبھی کی آنکھیں نم تھیں۔

اب جب۔۔۔ دمن کا پتہ چل ہی گیا تھا۔ تو۔۔۔ اسے پکڑنا بھی تھا۔۔۔

!!اور۔۔پھر۔۔ جال بچھایا ہم نے۔۔۔۔

فارس کے کہتے ہی کبیر شاہ خود سے نظریں نہ ملا پائی ے۔
دوسری طرف ارباز کی حیرت سے آنکھیں کھلی رہ گ ئی یں۔

مطلب وہ۔۔۔ ٹریپ ہوا تھا۔۔۔۔ !!جبکہ اسے لگا۔۔ اس نے انکو چکما دیا تھا۔

!!یہ۔۔۔یہ جانتا تھا۔۔۔ نور۔۔ ہی میری کمزوری ہے۔۔۔

عین کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی ی۔

یہ۔۔ مجھ پے اٹیک نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

کیونکہ سامنے سے وار کرنا بزدل کے بس کی بات ہی نہیں۔۔۔

اس نے وہی کیا۔۔ جو اسے کرنا تھا۔

اس نے پھر سے نور کو نشانہ بنایا۔

!!یعنی ہر بار۔۔ ہمیں۔۔۔ ہی۔۔۔ انہوں نے خود جان بوجھ کے۔۔۔۔

نور بس سوچ کے رہ گئی۔

یہ نور کو لے کے گیا۔ اور یہی اسکا آخری وار تھا۔

!!اور۔۔ یہ پکڑا گیا۔۔۔

فارس نے اسے گریبان سے پکڑ کے اٹھایا۔ اور سامنے کھڑا کیا۔

الامس بیگم نے آگے بڑھ کے اسے دیکھا۔

تم۔۔ بھی۔۔تو۔۔اسی۔۔ خاندان۔۔کے بیٹے۔۔۔ تھے ناں۔۔ پھر کیوں۔۔ مجھ سے میرا

!!بیٹا چھینا۔۔۔۔

بیٹا۔۔۔۔ میں۔۔۔ اس خاندان کا۔۔۔۔؟؟

ہاہاہہاہاہہا۔۔۔۔۔ ارباز پاگلوں کی طرح ہسننے لگا۔

آج--- کہاں --کھڑا ہوں--- میں --اس خاندان کی جہ سے---؟؟

ایک قاتل بن گیا-- میں اس خاندان کی وجہ سے---

یہ---میرا باپ--ہے--- جس نے-میرے وجود کو ہی چھپا دیا---

ہر رشتے سے محروم کر دیا---

اورجب--- بیٹا--- جاتا ہے ناں-- چھوڑ ---کے-- کتنا---- درد--ہوتا--ہے---

!!عفان کے--- جانے کے بعد پتہ چلا ناں----

!ہاہاہاہاہا-----

وہ پاگلوں کی طرح ہنسے جا رہا تھا۔

بیٹا--- !ادھر دیکھ--- میں تیری ماں--- ہوں--- !!مجھے معاف کر دے--- مجھے--

نہیں پتہ تھا--- تم-- زندہ ہو--- !!اس شخص نے جھوٹ بولا--- مجھ سے--کہ--

!!ایک بیٹا-- مرا ہوا-- پیدا ہوا ہے---

دردانہ بیگم کا رو رو کے برا حال تھا۔

وہ زمین پے بیٹھے اپنے بیٹے ارباز سے معافی مانگ رہی تھیں۔

نہیں۔۔ کبھی ۔۔۔ نہیں۔۔۔ کروں گا معاف۔۔۔

وہ ہذیانی انداز میں چیخا۔ او ر دردانہ بیگم کو زور سے دھکا دیا۔ وہ بمشکل بچیں۔

فارس نے فوراً انہیں سہارا دیا۔

!! اوئے۔۔۔

پر اسرار انداز میں فارس کو پکارا۔

!!اگر اپنی اور اپنے خاندان کی جانبچانا چاہتا ہے۔۔۔ تو ماردے مجھے۔۔۔۔

!!ورنہ۔۔۔ میں ماردوں گا سب۔۔کو۔۔۔ ایک ایک کر کے۔۔۔۔

ارباز ابھی بھی باز نہ آیا تھا۔

فارد آگے بڑھتا کہ زیان نے روک دیا۔

نہیں بھائی ی۔۔۔ !!اسے قانون سزا دے گا۔۔۔

اس نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا۔ جو رکارڈ بھی ہو چکا ہے۔۔

زیان نے ٹیپ ریکارڈر فارس کے سامنے کیا۔

!!ارسم آنے والا ہو گا۔ اسے بھی اور کبیر شاہ کو بھی گرفتار کرنے۔۔۔۔

!!ہمارے عفان کی موت کا کھیل کھیلنے والا ماسٹر مائی نڈ تو یہی ہے-----

زبان کے ہر لفظ میں نفرت اور حقارت تھی۔

اتنا بڑا ظلم---- کیوں کیا---؟؟ خود پے بھی اور--- اپنے بچوں پے بھی---؟؟

!!کیا ملا یہ سب کر کے---؟؟ کبیر شاہ---

دلاور صاحب کی غصے سے بھری آواز آئی ی۔

انہیں آج تک کسی نے اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔

!بھائی ی---- صاحب---- !!معاف----

ہاتھ جوڑنے چاہے۔

معافی---؟؟ کس کس گناہ کی معافی مانگو گے---؟

ساری خطائیں یں معاف بھی کر دو--- تو--- اپنے بیٹے--- کا قتل کیسے معاف کروں---؟؟ کہتے کہتے انکی آنکھیں نم ہو گئی یں۔

ارسم پولیس فورس کے ساتھ وہاں پہنچ چکا تھا۔

بھائی ی--- آپ--آخری بار--- !!معاف---

پولی نے انہیں حراست میں لیا۔

وہ رونے لگے۔دلاور شاہ نے منہ پھیر لیا۔

میرے--- میرے بیٹے کو--- چھوڑ دو--- !!اسکی کوئی ی غلطی نہیں----- سارا ---کچھ-- میں نے کیا ہے---- لالچ ---میرے من میں آیا تھا---

اس بیچارے کی تو ساری زندگی ہی--- انگاروں پے گزری ہے--- اس کے-- اسکے دل۔میں نفرت کی آگ--- بھی میں نے ہی لگائی ی--- سزا دینی ہے--تو مجھے-- !!دے دو--- میرے-- بیٹے کو چھوڑ دو---

آج۔ وہ واقعی ایک ہارے ہوئےے باپ لگ رہے تھے۔سوری مسٹرکبیر شاہ--- !!اپپ کے بیٹے نے قتل کیا ہے---یہ قانون کا مجرم۔ہے--- اور آپ کو بھی-- آپ کے کیے !!اکی سزاملے گی---

ارسم کے اشارے پے ارباز اور کبیر دونوں کو حراست میں لیا گیا۔

ارباز نے موقع یکھتے ہی ارسم کی گن کو ہاتھ میں لے لیا۔ااور پیچھے ہٹا۔

!!نہ---نہ--- اتنی آسانی سے ہاتھ-- نہیں آنا۔ میں نے----

وہ زخمی تھا۔ لیکن ابھی بھی ہمت نہیں ہارا تھا۔

ارباز--- ڈونٹ ڈو-- ڈِس -- خود ک قانون کے حوالے کردو۔

فارس او زیان بھی چوکنا ہوئے۔

!! ہاں-- کیا--میں نے قتل---- قاتل ہوں-- میں--

وہ ہذیانی انداز میں چلایا۔

!!لیکن--مجھے--قاتل--بنایا--- میرے باپ نے----ان سب نے---

ارباز نے سب کی طرف اشارہ کرتے غصے سے کہا۔

ارباز گن نیچے کرو---

فاارس نے دھمکی ددی۔ اور آگے بڑھا۔

بہت چالاکی کی میرے ساتھ تم نے---- !!میرے لیے جال۔ بچھایا۔

!!مجھے--- پھسایا----

ابرار میرا-- بھائی ی--- !!اسے بھی تم نے مارا---

میرے سامنے--- میں اسے-- مار کھاتا دیکھتا رہا--- میں جانتا تھا-- تم مجھ تک پہنچنے کے لیے یہ سب کر رہے ہو---اس لیے-- میں نے بھی ارادہ بدلا۔

تمہیں مارنے کا پلان بدلا۔

ہاں-- عفان کے بعد تمہارا نمبر تھا---

ارباز کے الفاظ الماس بیگم کے دل کو لگے۔

وہ اب مزید کسی کو نہیں کھو سکتی تھیں۔

لیکن--- ہر بار تو بچ گیا---

پھر میں نے سوچا--- فسعاد کی جڑکو ہی ختم کر دیتا ہوں---

میں نے--اس لڑکی کو مارنے کا پلان بنایا۔

جہاں-- تمہیں-- یہ لگا--کہ تمہیں-- مارنا چاہتا ہوں--

میں نے پلان بدل دیا۔

! اور ---اسے کڈنیپ کیا---

اشارہ اب کی بار عین کی طرف تھا۔

!مارنے ہی والا تھا کہ--- یہ-- پھر پہنچ گیا--- بچانے--

نجانے کیسے--- لیکن--- اسے خبر ہوگ ئی----

ہر بار کی طرح اس نے مجھے ہرا دیا۔

ارباز کو افسوس ہوا۔

میں نے گاڑی کے بریکس فیل کیے۔یہ پھر بھی بچ گیا۔

گھر والوں نے فارس کی جانب دیکھا۔

!!ہر بار-- موت کے منہ سے بچ کے نکلا ہے یہ---

عفان جو--- ایک جھٹکے کی مار تھا--

اس شخص نے مجھے اتنے ہی جھٹکے دئی یے۔

!!اب-- بس--- اور-- نہیں---

ارباز جیسے تھک ہار گیا تھا۔

!!ارباز---- !!میرے بیٹے----

دردانہ نے آگے بڑھنا چاہا۔

!!وہیں-- کھڑی رہیں-- !!کوئی ی ماں نہیں میری---

ارباز نے ان پے بھی گن تانی- تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی رک گ ئی یں-

!!بہت-- درد دی ئے ہیں-- اس زندگی نے----

!!اب--اور نہیں---

میں مر تو جاؤں گا-- لیکن-- خود کو تم-لوگوں کے حوالے ہرگز نہیں کروں گا-

ارباز کی بات پے سبھی نے دل دہلا کے اسکی طرف دیکھا-

ایک گولی--- !!فارس کی جانب دیکھا-

ایک گولی تھی-- جو عفان-- کے دل کے پار کی تھی---

جانتے ہو کیسے---؟؟

ارباز کے پراسرار انداز پے سبھی کے رونگٹے کھڑے ہوئے- کبیر شاہ کو ارباز کا انداز ڈرا گیا-

ایک گولی--- اور کام تمام---

کہتے ہی ساتھ گولی چلائی ی-

فارس بھاگا اسکی طرف-

زیان بھی اسکی طرف لپکا۔

کبیر شاہ کو لگا ان کا سانس رک گیا ہے۔

گولی ارباز نے اپنے دل کے مقام پے چلائی ی تھی۔

ہاتھ سے گن چھوٹی۔

اور خون کی ایک لہر نکلی جہاں اس نے گولی ماری

اور وہ نیچے گرتا چلا گیا۔

فارس نے آگے بڑھ کے اسے تھامنا چاہا۔

!!ارباز۔۔۔ ارباز۔۔ آنکھیں کھولو۔۔۔۔

ارباز کے چہرے پے ایک مسکراہٹ تھی۔

اسے لگا۔ عفان اسکے پاس کھڑا اسے مسکرا کے فیکھ رہا ہے۔۔۔۔

!!کجیسے وہ اسے لینے آیا ہو۔۔۔

سبھی اشک بار تھے

دردانہ شاہ کی چیخ پکار اونچی ہوگ ئی۔

کبیر شاہ زمین پہ گرتے چلے گئے۔

!!بھائی ہاسپٹل ----

زیان کی آواز پہ فارس نے ارباز کو اٹھانا چاہا۔

لیکن۔۔ ارسم نے روک دیا۔ جس نے ارباز کی نبض چیک کی تھی۔

He is no more.

الفاظ نے سب پہ ایک سکتہ طاری کر دیا۔

وہ جاتے جاتے ایک بار پھر سے۔ سب کو ثابت کر گیا۔۔ کہ وہ ارباز ہے۔۔ اکیلا رہا اکیلا ہی چلا گیا۔

یوں۔۔ زندگی کا ایک اور باب ختم ہوگیا۔۔ ایک اور موت پہ۔۔۔

یہ ایک گھر کی نہیں۔۔ تقریباً ہر گھر میں ہی دولت جائیداد کے لیے اپنے اپنوں کا جینا حرام کیے ہوئے ہیں۔۔ سازشیں چلتے ہیں۔۔

وار کرتے ہیں۔۔

قتل کرتے ہیں۔۔

کتنی مائیں ان جائیدادوں کے لیے پنے بیٹے قربان کر چکی ہیں--۰

لیکن-- پھر بھی-- انسان کا لالچ ختم نہیں ہوتا۔

یہ نہیں سمجھتے کہ یہ سب یہیں رہ جانا ہے---

جاتے ہوئے صرف اپنے اعمال ساتھ لے کے جانے ہیں--

!!اللہ جل جلالہ کا نام اور محمد ﷺ کا کلمہ---

یہی کل کنجی ہے---

پھر بھی دنیاوی اور مادی چیزوں کے لیے قتل و غارت کرنے سے باز نہیں آتے۔

ارباز کا کردار-- بھی ان میں سے ہی تھا۔

جنہیں-- نہ دنیا میں سکون نصیب ہوا--- او نہ آخرت میں---

برائی ی کا انجام ہمیشہ برا ہی ہوتا ہے--

اور بچے تو ماں باپ سے ہی سیکھتے ہیں-- ارباز نے بھی وہی سیکھا جو باپ نے سکھایا۔

اپنے فائدے کے لیے-- دولت کی لالچ کے بھینٹ چڑھا فیا انی اولاد کو--

اور ایسے والدین کے پاس سوائے پچھتاوے کے اور کچھ نہیں بچتا---

وقت گذرتے ہوئے زخم تو بھر دیتا ہے-- لیکن-- انکا درد ساری زندگی کے لیے ساتھ رہ جاتا ہے-

ارباز کے جانے کا درد دردانہ شاہ کو--

اور عفان کے جانے کا درد الماس بیگم کو---

کاش--- کبیر شاہ یہ کھیل نہ کھیلتا تو-- سب ٹھیک ہوتا--

کاش--

یہ---کاش---ہی تو-- ہماری زندگیوں میں رہ جاتا ہے--

کبیر شاہ کو 7 سال کی سزا ہوئی ی تھی-

دردانہ شاہ اورفاریہ ابرار کے ساتھ حویلی چھوڑ جا چکے تھے-

لیکن--- انکا جو حق بنتا تھا- دلاور شاہ نے اس سے کہیں زیاہ انہیں دیا- تاکہ -- وہ اپنی زندگی کو آسانی کے ساتھ گزر سکیں-

اور یہ صرف انہوں نے اپنی مرحوم بہن کی محبت کے لیے کیا تھا۔

دعا اور زیان واپس جا چکے تھے۔

دعا ویسے ہی ہاسٹل میں تھی ۔ اور زیان فلیٹ میں۔

دعا اپنی پڑھائی ی کر رہی تھی تو زیان اپنی جاب نبھا رہا تھا۔

عین اور فارس کے بیچ سب صحیح تو ہو گیا۔۔ لیکن ایک خلش تھی جو رہ گ ئی تھی۔

جب سے سب ٹھیک ہوا تھا۔

عین نے محسوس کیا تھا۔ وہ عین سے جان بوجھ کے دور دور رہتا ہے۔ اور اسے اگنور کرتا ہے۔

یہاں تک کہ۔۔ وہ سونے کے لیے اسٹڈی روم کا استعمال کرتا تھا.اور گھر میں کوئی ی نہیں جانتا تھا۔ عین نے بھی اسے نہ چھڑا۔

اصولاً عین کو یہی لگتا تھا۔ کہ فارس کو اس سے بات کرنی چاہیے۔

یعنی پہلا قدم فارس کو بڑھانا چاہیے۔

جتنی عین کی یہ خواہش تھی۔ فارس اس سے اتنا ہی دور ہو رہا تھا۔

جس سے عین کو تکلیف ہور رہی تھی۔

اور عین نے اس سے خود بات کرنے کا سوچا۔

لیکن۔۔

فارس اپنے کسی خاص کام کے لیے شہر سے باہر چلا گیا۔اور یہ سب اچانک ہوا۔

کوئی ی اب تک نہ جان سکا۔۔کہ وہ کام کیا کرتا ہے۔۔

کیونکہ اسے لندن سے یہاں شفٹ ہوئی ے کافی عرصہ بیت گیا تھا۔

لیکن وہ شہر کیوں جاتا تھا۔۔؟؟ کیا کرتا تھا۔۔ کوئی ینہیں جانتا تھا۔

زیان نے اپنا یونی میں میں پڑھانے کے بارے میں گھر والوں کو بتا دیا۔

لیکن اپنی سیکرٹ جاب کا زکر نہ کیا۔

فارس کو گ ئی ے پندرہ دن ہوگ ئی ے تھے۔

اور عین بے کل سے حویلی میں ادھر سے ادھر ہو رہی تھی۔

تم ---جانتی ہو---میں جب بھی تمہارے قریب آتا ہوں--مجھے تمہاری دھڑکنوں کا شور سنائی ی دیتا ہے---

!اور میں فارس شاہ--- ان دھڑکنوں کا محافظ ہوں---

کہتے ہوئے وہ ایک پیا بھرا لمس اسکے ماتھے پے چھوڑ گیا۔

جھولے پے بیٹھے فارس کے کہے الفاظ اس کی سماعت سے ٹکرائے۔

تو ہاتھ بے اختیار ماتھے پے گیا۔

ایک آنسو آنکھ سے چھلکا۔

اور گود میں گرا۔

ان پندرہ دنوں میں وہ کیسے مرجھائی ی تھی۔

الماس شاہ کی آنکھوں سے چھپا نہ تھا۔

اور آج ہی تو انکی فارس سے بات ہوئی ی تھی۔

اور الماس شاہ نے اسے واپس آنے کو کہا تھا۔

وہ تو آنا چاہتا تھا۔ لیکن۔۔ وہ نور کا سامنا نہیں کر پا رہا تھا۔

بدلے کی خاطر اس نے نور سے نکاح کیا۔

لیکن۔۔ جب پتہ چلا کہ وہ بے قصور ہے۔۔ تو اس نے اپنے رب کے آگے سجدہ کیا تھا۔

کہ اس نے نور کو کوئی ی تکلیف نہیں پہنچائی ی۔

لیکن پھر بھی۔۔ کہیں نہ کہیں وہ نور کو درد دے گیا تھا۔۔

اس لیے اس نے اپنے اور عین کے بیچ ایک فاصلہ قائی م کر دیا تھا۔

وہ چاہتا تھا وہ اسے پکارے۔

یہ جانے بنا کہ وہ تو لڑکی ہے۔۔ کبھی جس نے اپنے حق کے لیے کبھی کچھ نہ بولا۔ وہ کیسے اسے بلاتی۔۔۔؟؟

وہ یہاں نہیں تھا۔ لیکن ایک ایک منٹ کی رپورٹ رکھتا تھا۔

حویلی کی سیکیورٹی پے وہ کوئی ی کمپرومائی ز نہی نکر سکتا تھا۔

ابھی وہ الماس بیگم کی باتوں پے سوچ رہا تھا۔ کہ موب ئی یل بجا۔

اور اسکا دھیان بٹا۔

!!یس--- چارلی--- سپیکنگ----

یس۔ گڈ--- !!آئی ی وِل چیک--

!!ویلڈن---

چہرے پے اسکے ایک چمک تھی۔

فون بند کرتے ہی ای میل چیک کی۔

اور اپنے ن ئی ے کیس کے بارے میں تمام ڈیٹیلز اسے مل چکیں تھیں۔

اب اسکا کام اور آسان ہوگیا تھا۔

ہاں-- وہ کوئی ی فوجی نہیں تھا--

وہ کوئی ی سیکریٹ ایجنٹ بھی نہیں تھا۔

لیکن--- کام اس کے اس ملک کے لیے ہی تھے۔

جب پہلی بار ایک ماں کے لیے اس نے اس کے بیٹے کی موت کا بدلہ لیا تھا--

انسانیت ابھی مری نہیں تھی۔

یہاس نے ثابت کیا تھا۔

وہ بلیک چارلی تھا۔۔۔

کالی دنیا کے اندر گھس کے کالے کرتوتوں والوں کو موت کے گھاٹ اتارنا ہی اسکا مقصد تھا۔

بنا کسی ریوارڈ کے۔۔۔وہ لوگوں کیمدد کرنے والا۔۔۔ بلیک چارلی تھا۔

جو رات کے اندھیروں میں مجبور اور مفلس لوگوں کی مدد کرتا تھا۔

اور زیان اس سب میں فارس کا بھرپور ساتھ دیتا تھا۔

دونوں ہی اپنے وطن پاکستان کے سچے محبِ وطن تھے۔

♡♡♡♡♡♡♡

آج میری بیٹی۔۔ کیوں اتنا دکھی ہے؟

الماس بیگم نے رین کے پاس جا کے جھولے پے ہی بیٹھتے بہت پیار سے پوچھا۔

!!نہیں۔۔ بڑی امی۔۔۔ !!ہم تو۔۔وہ۔۔ایسے۔۔۔۔ہی۔۔۔

عین تھوڑا گڑبڑا گ ئی۔

اداس نہیں ہوتے بیٹا۔۔ !!اب۔۔ آپ بھی سب کچھ بھلا کے۔۔ در گزر کر کے۔۔۔

آگے بڑھو۔

!!میں نے فارس سے بھی یہی کہا ہے اور آپ کو بھی۔۔۔

آپ کی۔۔ ان سے بات ہوئی ی۔۔؟؟

عین نے فوراً ہی بات کو پکڑا۔

ہمممممم۔۔۔ وہ چونکیں۔

کیا مطلب۔۔۔؟؟ آپ کی نہیں ہوتی کیا۔۔۔؟؟

الماس بیگم کو کچھ صحیح نہیں لگا۔

!!نہیں۔۔۔ وہ۔ نہیں۔۔۔وہ۔۔۔۔

اچھا چھوڑیں۔۔ یہ باتیں۔۔ جائی یں اور اچھے سے تیار ہوجائی یں۔۔۔ مجھے اپنی بیٹی ہشاش

بشاش چاہیئے۔

!! بالکل ہنستی مسکراتی۔۔۔

بڑی امی۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔ !!عین نے ٹالنا چاہا۔

نور العین۔۔۔ اپنے روم۔میں جائیں۔ اور جو کہا ہے وہ کریں۔۔۔ اور جبتک۔۔۔ میں

بولوں۔۔ناں۔۔آپ باہر نہیں آئیں گیں۔

سمجھیں۔۔۔!!الماس بیگم نے مسکراتے کہا۔

تو عین سر اثبات میں ہلاتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

اور الماس بیگم بھی سوچتی ہوئیں مسکراتی ہوئیں اندر کی جانب بڑھ گئیں۔

!!زیان شاہ۔۔۔۔ !!آپ اب بس کر دیں۔ ناں۔۔یہ کام۔۔۔

مسلسل لیپ ٹاپ پے کام کرتا دیکھ دعا کو اب الجھن ہونے لگی تھی۔ اس دوران وہ تین کپ چائے کی پی بھی چکی تھی اور زیان کو پلا بھی چکی تھی۔

بس۔۔۔ !!تھوڑا سا اور رہ۔۔۔ گیا۔۔ ہے۔۔اسکے بعد۔۔۔فری ہی فری۔۔۔۔

بنا دیکھے ہیڈیٹا کو کور کرتا وہ دعا سے مخاطب ہوا۔

دعا ایک منٹ اسے دیکھتی وہاں سے اٹھ گئی۔اور باہر لان میں آگئی۔

ہوا کے ہلکے جھونکے نے اسے چھوا تو اس نے آنکھیں موند لیں۔

ایک سرور سا طاری ہوا۔

یہاں کیوں آگ ئی۔

کان کے پاس میٹھی سی سرگوشی کی تو وہ لرز گ ئی۔

پیچھ پلٹ کے دیکھا تو نہیں تھا۔ سامنے کھڑا چلتی ہواؤ ں کا مزہ لینے لگا۔

وہیں رہنا تھا۔۔۔ ابھی بھی۔

منہ بناتے شکوہ کیا۔

چلا جاؤ ں۔۔۔؟ شرارت سے پوچھا۔

تو وہ منہ پھیر گ ئی۔

کل ٹیسٹ ہے جناب کا۔۔۔ کتنی تیاری کی ہے۔۔۔؟؟

زیان نے قریب آتے پوچھا۔

اب یونی کی باتیں گھر میں مت کریں۔ اور

for your kind information.

ٹیسٹ ریڈ ی ہے۔ ۔۔۔ اوکے۔

اچھا۔۔۔۔۔ تو کیسی باتیں کریں۔۔؟؟ تم بتاؤ۔۔؟؟

مزید قریب آتے وہ اسکوسٹپٹانے پے مجبور کر گیا۔

I think...

!!مجھے۔۔۔ اب جانا چاہیے۔۔۔۔

پہلو تہی کرتی وہ پلٹی۔ کہ زان نے ہاتھ بڑھا کے اسکا آنچل ہی تھام لیا۔

!!سوچ رہا ہوں۔۔ اس بار۔۔۔ رخصتی ہی کر والوں۔۔۔۔ مما سے کہہ کے۔۔۔

مزید اسے تنگ کیا۔ تو رخصتی کے نامپے وہ بلش کرنے لگی۔

زیان شاہ۔۔۔۔ !!ابھی پڑھائی ی۔۔۔ مکمل نہیں ہوئی ی۔۔۔

and you know....

پڑھائی ی کے بعد ہی آپ کی یہ خواہش پوری ہو سکتی ہے۔۔۔۔

تھوڑا ناز سے کہا۔

میری خواہش۔۔۔۔؟؟ زیرلب دہرایا۔ اور۔ مسکرایا۔

!!میری خواہش ہے --کہ ابھی تمہیں--- خود میں چھپا کے-- کہیں دور لے جاؤں---

!! جہاں---

بس--- بس--- مسٹر پروفیسر---- !!مجھے-- آپ ---زمین پے ہی رہنے دیں-- اور

صرف آئی سکریم ہی کھلا دیں گے--

ہم اسی پے خوش ہو جائیں گے---

دعا نے فرمائش کی۔ تو زیان مسکرا دیا۔

!!بائیک پے جانا پڑے گا----

کھقن میں میٹھی سی سرگوشی کی۔

وہ پھر سے بلش کرنے لگی۔

یہ---یہ--کیا ہوا---؟؟ یہ گال--- ریڈ ریڈ کیوں--ہو رہے ہیں--؟؟

زیان نے باسکے گالوں کو چھوتے مصنوعی حیرت سے دریافت کیا تو وہ نظریں جھکا گئی۔

اب کیا بتاتی اسے----؟؟

!!زیان شاہ --- !!چلیں-- ناں---

زیان کا دھیان ہٹاتے اسے اپنے ساتھ کھینچا۔ تووہ اسکی اس حرکت پے مسکراتے ہوا اسکے ساتھ چل دیا۔

✰✰✰✰✰✰✰✰✰

فارس کے آنے سے گھر بھر میں رونق ہوگ ئی تھی۔ سبھی اس سے بہت محبت سے ملے تھے۔

کافی دنوں بعد وہ گھر آیا تھا۔

سب سے مل۔چکا تھا۔ لیکن نظریں جس کو تلاش کر رہی تھیں۔ وہ سامنے نہیں آئی ی تھی۔

!!ارے۔۔۔۔ بیٹا کھانا کھاؤ ناں۔۔۔ کتنا کمزور ہوگئے ہو۔۔۔۔

الماس بیگم نے اسے کھانا نہ کھاتے یوں ہی پلیٹ میں چمچ ہلاتے دیکھ ٹوک دیا۔

جی جی۔۔کھا رہا ہوں۔۔۔!!۔باقی سب۔۔۔کہاں۔۔۔ہیں۔۔؟؟

بالآخر۔۔۔ ان ڈائی ریکٹلی اس نے نور کا پوچھا۔

!!ارے بیٹا--- !!سارے ادھر ہی ہیں-- ملتو لیا سب سے--

!!زیان اور دعا-- تو شہر میں ہیں--- اور-- عین--- بھی انہی کے ساتھ ہے----

!!بیچاری بور ہوگ ئی تھی---

تو ادھر ہی بھیج دیا۔

الاماس بیگم کے کہنے پے فارس کوکھانسیکا زور کا جھٹکا لگا۔

الماس شاہ نے اسے پانی پلایا۔

کیاہوا بیٹا---؟؟ آپ--- ٹھیک ہو ناں---؟؟

جی جی---- !!لیکن--- وہ-- وہاں--- کیوں--گ ئی---؟؟

ناراضگی سے پوچھا۔

بیٹا بتایا تو ہے--- گھر میں بور ہو رہی تھی میں نے ہی زبردستی بھیج دیا۔

نارمل۔انداز میں کہا۔

!!ایکسکیوز می----

وہ ایکسکیوز کرتا وہاں سے اٹھااپنے روم کیجانب بڑھا۔

دل۔ میں ایک فم سے غصہ بھر گیا تھا۔

!!وہ کیسے جا سکتی ہے یوں---

!!بنا مجھ سے پوچھے----

غصے میں روم۔ میں دخلھوتا وہ سیدھا کبرڈ کیجانب بڑھا۔ اور وہاں سے کپڑے نکالنے لگا لیکن۔۔ کوئ ی بھی سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔ کہ کیاپھنے۔

جبکہ پیچھے بیٹھی میگزین کی ورق گردانی کرتی نور بہت سخت ڈری تھی۔ اور اب فارس کو یوں کبرڈ میں منہ سر دیئ ے وہ نجانے کیا تلاش کر رہا تھا---؟؟

کچھ سمجھ نہ آیا---کہ کیاپھنے تو غصے سے زور سے کبرڈ بند کر کے وہ پلٹا۔ لیکن--- وہ حیران رہ گیا۔ سامنے ہی نور کو دیکھ اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

تم---- !!یہاں--- ہو---؟؟

فارس حیرانی سے کہتا اپنے اندر کی خوشی کو چھپاتا نور کی جانب بڑھا۔

ججججی--- وہ--میں--- !!اس کے وں قدم بڑھانے پے وہ نروس ہوئ ی۔ اسے کیا پتہ تھا۔۔ وہ یوں اچانک آجائے گا---؟؟

تو۔۔۔ تم۔۔۔ گ ئی۔۔۔ نہیں۔۔۔؟

فارس نے اسکے قریب آتے الماس بیگم کی شرارت کو سمجھتے زیرِ۔لب مسکراتے اسے کہا۔

اور وہ تو اسکو مسکراتا دیکھ ہی حیران رہ گ ئی تھی۔

ایسے کیا یکھ رہی ہو۔۔۔؟؟

تھوڑا اور قریب آتے پوچھا۔

کچھ نہیں۔۔۔ آپ۔۔۔ کھانا۔۔۔۔۔؟؟

کھانا تو کھا لیا ہے۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ پیٹ ۔۔۔ نہیں بھرا۔۔۔۔

فارس نے عین کی بات کاٹتے اسکے بہت قریب ہوتے کہا۔

عین کی تو ہتھیلیاں پسینے سے تر ہوگ ئی یں۔

اپنی تیاری کے پیشِ نظر وہ زیادہ خجل ک شکار ہو رہی تھی۔

نظریں تھیں کہ اٹھ ہی نہیں رہیں تھیں۔

اور دل تھا کہ دھڑک دھڑک پسلیاں توڑ باہر آنے کو مچل رہا تھا۔

کیا۔۔ہوا۔۔۔؟؟ گھبرا کیوں رہی ہو۔۔۔؟

فارس نے اسکے گھبرانے سے محظوظ ہوتے اسکی تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے چہرہ اوپر کی طرف کیا۔

مجھے ایسے کیوں لگ رہا ہے---کہ نورِ شاہ-- شرما رہی ہے---؟؟

اسکی اتنی سی قربت پے ہی عین کا برا حال ہوگیا تھا۔

اگر۔ برا نہ گے تو---ایک کپ کافی مل سکتا ہے---؟؟

!جی----------

اچانک اسکی بات پے عین کو اچھنبا ہوا۔

فارس مسکرایا تو وہ سر ہلاتیباہر کی جانب گ ئی۔

اور فارسدل سے مسکراتا شاور لینے چلا گیا۔

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

!! اللہ اللہ کتنے --وہ ہیں---

کافی بناتے ساتھ دل کی اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں کا سنبھالتی بڑبڑائی ی۔

یہ---کب---آئی ے---؟؟ یونہی بنا بتائی ے چلے گ ئی ے--- بنا بتائی ے ہی آگئے--- !!نہ یہ کیا بات ہوئی ی---؟؟

!!ہم بھی نہیں بات کریں گے ان سے--

خود سے ہی پلاننگ کرتی وہ پھر سے ہی فارس کو ہی سوچے جا رہی تھی۔

کافی کا کپ تھامے وہ بیڈ پے ٹیک لگائی ے اسے نظروں کے حصار میں لیے ہوئی ے تھا۔ اور وہ جو-- ناراضگی کا سوچ رہی تھی۔

فارس کی نظروں سے ہی خود کو پگھلتا محسوس کیا۔

یہاں آؤ۔

کافیکامگ سائیڈ پے رکھتے عین کی جگہبنائے ی بیڈ پے اور اسے اشارے سے پاس بلایا۔

عین کی ٹانگوں نے صوفے سے اٹھ کے کھڑے ہونے سے ہی انکار کر دیا۔

نِوشاہ--- !!یہاں آئی یں--- !!ابکی بار لہجہ تھوڑا تحکمانہ سا محسوس ہوا۔

ین نے اٹھنا چاہا۔ لیکن اٹھ ہی نہ پائی ی۔

اللہ جی--- !یہ ہمیں کیوں--- اپنے پاس بلا رہے ہیں---؟؟

دل ہی دل۔ میں ڈرتے چور نظروں سے فارس کا چہرہ دیکھا۔

جہاں اسکے تاثرات عین کو سمجھ نہ آئے۔

فوراً سے بیشتر اٹھا اسکے پاس جاتے اپنی بانہوں میں بھرا۔ عین کا دلا چھل کے حلق میں آگیا۔

فارس نے ایک نظر اس گھبرائی ی سی چھوئی ی موئی ی کو دیکھا۔

اور اسے لیے بیڈ پے آیا۔

لگتا ہے۔۔ پیار کی زبان سمجھ نہیں آتی آپ کو۔۔۔۔؟؟

تھوڑا سا اسکی طرف جھکتے گھمبیر لہجے میں کہتے وہ عین کے وجود کو ہلا کے رکھ گیا۔

اس شخص کی قربت عین کو عجیب سے احساس سے روشناس کرا رہی تھی۔

فارس نے پاس بیٹھتے اسکا ہاتھ تھاما۔

جو بے انتہا ٹھنڈا تھا۔

نورِ شاہ۔۔۔ !! مجھ سے ناراض ہو۔۔۔؟؟

اب کی بار وہ تھوڑا دکھی لگا۔

!!ہونا بھی چاہیے---- !!بہت--- ظالم ہوں ناں-- میں--

سارا سچ جانتا بھی تھا پھر بھی---- تمہیں موردِ الزام ٹھہراتا رہا----

وہ خود ہی سوال-اور خود ہی جواب دے رہا تھا-

!!جانتی ہو--- !!بچپن سے مجھے--- تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے خوف دکھا ہے---

!!تم---جب بھی --مجھے دیکھتی--- بھاگ جاتی----

فارس سامنے دیوار پے دکھتے اپنے دل-کا حالبیانکر رہا تھا---

تمہاا مجھ سے---گریز--- اور --- عفان--سے نزدیکی---- مجھے--کھلنے لگی---- مجھ

سے----- برداشت نہ ہوتا تھا-- -

عفان کے زکر پے عین کا دل دھڑنا بھول گیا-

آج وہ پرانے خمکیوں ادھیڑ رہا تھا--؟

عین سوچ کے رہ گ ئ ی-

مجھے تم--سے نفرت ہونے لگی----

مجھے لگا--- میں--- تم سے سخت نفرت کرنے لگا ہوں--

اور یہ۔۔نفرت۔۔کب۔۔۔ جنون بن کے میری رگوں میں دوڑنے لگی۔۔۔ مجھے خو بھی نہ پتہ چلا۔

جو در حقیقیت۔۔۔ نفرت نہیں۔۔۔ محبت ۔۔۔ تھی۔۔۔

جنوں۔۔۔ تھا۔۔۔

عشق۔۔۔ تھا۔۔۔

لیکن۔۔۔۔ بے زباں۔۔۔ تھا۔۔۔

اور۔۔۔ آج۔۔۔ ایک۔۔ آتش فشاں بن چکا ہے۔۔۔

کہتے ہوئے اسکے قریب آیا۔

اس کی پلکیں ایک ٹک فارس کو دیکھی جارہی تھیں۔

تم سے نکاح کیا۔۔۔بدلے کے لیے۔۔۔

تکلیف دینے کے لیے۔۔۔

لیکن۔۔۔ تمہیں تکلیف دے نہ سکا۔۔۔

میرا دل یہ۔ ماننے کو تیار ہی نہ تھا۔۔ کہ۔۔ تم۔۔۔ عفان۔۔۔سے نہیں۔۔ مجھ سے۔۔۔۔؟؟

وہ خط۔۔۔ مجھے سچ لگا تھا۔۔۔

لیکن۔۔۔ جذبات کی رو میں بہک جاتا۔۔ اگر اس خط کی ہینڈ رائیٹنگ پہ نظر نہ پڑتی۔۔۔

جو تمہاری۔۔ نہں تھی۔۔۔

کیونکہ تمہاری رائیٹنگ اسٹائیل میں پہچانتا تھا۔

آپ کی ۔۔دو لوگوں پہ کڑی نظر ہوتی ہے۔۔

ایک جس سے آپ محبت کرتے ہیں۔

اور ایک وہ جس ے آپ نفرت کرتے ہیں۔

میں اپنی دانست میں تم سے نفرت کرتے تمہاری ہر چیز۔۔ہر بت پہ نظر رکھتا تھا۔۔۔

اور نہیں جانتا تھا۔۔۔ وو نفرت نہیں۔۔ محبت ہے۔۔!!

فارس نے اسکے کان کی لو کو چھوتے بہت نرمی سے اداکیا۔ تو وہ لرز ہی گ ئی۔

میرا عشق ہے---

میرا جنون ہے---

اسکی جسارتیں مزیدبڑھتی جا رہی تھیں۔

اور عین کے دل۔کی دھڑکنوں کا شور بھی بڑھتا جا رہا تھا۔

آنکھیں موندے وہ فارس کومزید گستاخیوں پے آمادہ کر رہی تھی۔

شرم و لجا سے اسکا لرزتا وجود فارس کو بے خود کیے جا رہا تھا۔

!!بہت شور مچا رہی ہیں--- یہ دھڑکنیں---

فارس کی گھمبیر آواز کانوں سے ٹکرائی ی۔

تو تھوڑا پیچھے کو سرکی۔

اور سر اٹھا کے اس جنونی انسان کو دیکھا۔

!!آپ----- دور--- رہیں--- پلیز---

عین کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

فارس اس کے اس رویے کا بس دیکھے گیا۔

اسے لگا۔۔۔ عین اس کے لیے بھی ویسے ہی تڑپی ہوگی۔ جیسے وہ اس کے لیے تڑپا ہے۔۔

ان چند دنوں میں وہ ایک پل بھی اسے بھلا نہیں پایا۔ تھا۔

فارس ایک دماس کے پاس سے اٹھا۔ اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ساتھ جم روم میں چلا گیا۔

اور آنکھیں بند کیے وہ اپنے اندر اترنے والے غصے کو۔کنٹرول کرنے لگا۔۔

دوسری طرف عین اپنی بے ترتیب ہوتی سانسوں کا سنبھالتے ہوئے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا گ ئی۔

کیا ہوگیا تھا ہمیں۔۔۔۔۔؟؟

!!فارس شاہ کے قریب آتے یہ دل اسطرح کیوں۔۔ شور مچاتا ہے۔۔۔۔۔

!!ہمیں لگا۔۔۔ ہم۔مر جائیں گے۔۔ آج۔۔۔۔

خود سے بولتی وہ یہ جانے بنا کہ فارس پے اسکی اس حرکت کا کیا اثر ہوا ہوگا۔

وہ اپنے آپ اور اپنے خوف سے لرزتے وجود کو ریلیکس کر رہی تھی۔

کافی رات بیت گ ئی تھی--

لیکن فارس روم۔میں واپس نہ آیا تھا۔

عین کو اسکی فکر ہوئ ی۔

دھیرے سے اٹھی۔ اور ننگے پاؤں چلتی وہ جم والے ڈور کے پاس پہنچی۔

کافی دیر یونہی کھڑے رہنے کے بعد حوصلہ جمع کرتی اس نے دروازے پے دھیرے سے دستک دی۔ لیکن جواب ندارد۔

ہمت کرتی ایک بار پھر سے دستک دی۔

اب بھی کوئ ی جواب نہ آیا۔

تو مجبوراً دروازہ کاناب گھمایا۔ تو وہ کھلتا چلا گیا--

تھوک نگلتی وہ روم کے اندر داخل ہوئ ی۔

فارس کے جانے کے بعد وہ صرف رومتک ہی محدود رہی۔ اس روم کو وہ آج یکھ رہی تھی۔

ایکسرسائی زکرتا-- یا یہ بجا ہوگا کہ ایکسر سائی ز پے وہ غصہ اتارتا پسینہ سے شرابور بنا عین کی آنے کی طرف دھیان دیے بزی تھا-

عین کواسے دیکھ پھر سے گھبراہٹ ہونے لگی-

مرے ہوئی ے قدموں سے اسکے قریب آئی ی-

وہ شرٹ لیس اپنی باکسنگ میں بزی رہا-

عین کو اسے اس حال میں دیکھ شرم سے نظریں ہی نہیں اٹھ پا رہی تھیں-

بار بار پلکیں اٹھاتی گراتی وہ فارس کو متوجہ کر ہی گ ئی-

!!بببببات---- سنیں----

بمشکل الفاظ ادا ہوئی ے-

فارس نے تیکھی نظر اس پے ڈالی -

لیکن پھر سے اپنے کام میں بزی رہا-

بلکہ اور تیزی آگ ئی-

وہجو خود کو بمشکل اس کے سحر سے نکال پایا تھا۔

پھر سے اسکی آزمائی ش بنی سامنے کھڑی تھی۔

نظریں پھیرتا پاس پڑا ٹاول اٹھایا۔ اور اس سے اپنا پسینہ صاف کرنے لگا۔

جبکہ عین کو مکمل نظر انداز کر دیا۔

جس پے عین تڑپ ہی گ ئی۔

بالکل اس کے سامنے آگ ئی۔

!!آپ۔۔۔ ہمیں۔۔۔ اگنو کر رہے ہیں۔۔۔

بہت لاڈ سے کہتی وہ فارس کے صبر کا پیمانہ لبریز کر گ ئی ی۔

فارس نے اسکی کم میں ہاتھ ڈال کے اسے خود کے قریب کیا۔

اور وہ۔۔ جو اسے منانے آئی ی تھی۔ اسکی اس حرکت پے دم بخود رہ گ ئی۔

ہرنی سی آنکھیں اسکی لال انگارہ آنکھوں میں ٹکائی یں۔

کیا چاہتی ہو۔۔۔؟؟ بہت گھمبیر لیکن سخت لہجے میں پوچھا۔

قریب آؤں تو آنے نہیں دیتی۔۔۔

دورجاؤ ں تو-- جانے نہیں--- دیتی---

کیوں-- میرے صبر کا امتحان لے رہی ہو----؟

کہتے ہوۓ اسکی کان کی لو کو چھوتا وہ آرام سے گردن تک کا فاصلہ طے کر گیا تھا۔

عین اسکی باہوں میں جھٹپٹائی۔

لیکن فارس کی گرفت سے نکل نہ پائی۔

!!آپ---- ہمیں--- ڈرائیں--- مت-----

ماتھے پہ تیور لائی وہ فارس کو کوئی چھوٹی سی بچی ہی لگی۔

بے اختیار فارس کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔

اور عین وہیں میمراز ہوئی۔

اسکی مسکراہٹ پہ ہی تو وہ دل و جان سے فدا تھی۔

!!آپ---کی مسکراہٹ ----بہت--پیاری--- ہے----

کسی ٹرانس کی کیفیت میں کہتی وہ فارس کو حیران کر گئی۔

یہ حیرانی بے انتہا کی خوشی میں بدل گئی۔

!!اگر--- تم--- چاہو--- تو---یہ--ہر پل--- تمہیں-- نظر آسکتی ہے---

فارس نے اسے اب اپنی دونں باہنوں میں پیار سے سمیٹا۔

اور وہ اس اچانک افتاد پے حیران ہوئی ی۔

!!ششششاہ---
ششششیییی
!!

فارس نے اسکے لب پے ہاتھ رکھے اسے چپ کرا دیا۔

اور اسے باولوں سے پکڑے دھیرے اس اپنے چہرے کے پاس اسکا چہرہ لایا۔

جانِ جاں---

یہ جہاں--

یہ زمین آسماں--

یہ۔میرے رات دن----

خاک ہیں تیرے بن--

سب تمہارے لیے----

اب تمہارے----لیے---

اسکی لٹ کو کان کے پیچھے کرتا وہ اس پے سحر پھونک رہا تھا۔

فارس----- شاہ----- !!آپ---بہت بڑے--جادوگر ہیں--

منہ نیچے کیے وہ مسکراہٹ لبوں میں دباتی فارس کو ایک خوشگوار حیرت میں مبتلا کر گ ئ ی۔

یہی تو وہ چاہتا تھا--

کہ وہ اس سے ڈرے نہ---

اس سے خوف نہ کھائ ے--

you are my heartbeat....

دھیمے کہتا وہ اسکے لبوں پے جھکا۔ اور وہ آنکھیں بند کیے اسکے سینے پے ہاتھ رکھے لرز گ ئ ی۔

کسی پیاسے کی طرح سیر ہوتا وہ پیچھے ہٹا۔

تو وہ گہرا سانس لیتی اس کے سینے سے جا لگی۔

خود سپردگی کا یہ احساس فارس کی رگوں میں خون بن کے دوڑنے لگا۔۔

اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے وہ اسے نظروں کی حصار میں لیتا روم کی جانب بڑھا تھا۔

جہاں۔۔ اسکے ارمان سجے تھے۔

وہ خود سجی تھی اس کے لیے۔۔

اور وہ ان پلوں کو رائیگاں نہیں کر سکتا تھا۔

ہاں۔۔ وہ دھڑکنوں کو سنتا تھا۔۔۔

اسکی دھڑکنوں میں بسا اپنا نام سنتا تھا۔۔۔

وہ اسے اس سے بھی زیادہ جانتا تھا۔۔۔

اور ۔۔۔اسے اپنا بنانا بھی جانتا تھا۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

!!ناشتہ تیار ہوگیا ہے--- سب--

!!بچے ابھی تک نہیں آئ ے----

ماریہ شاہ نے ٹیبل پے ناشتے کے لوازمات دیکھتے ہوئ ے ہمکلامی کی۔

رودابہ---- جاؤ--- دیکھو--- بچے جاگ گ ئ ے ہیں--؟؟

اپنی ن ئ ی ملازمہ کو کہتے وہ ٹیبل سیٹ کرنے لگیں۔

ارے--- ماریہ --رہنے دو---- !!وہ خود آجائ یں گے---

!!ڈسٹرب نہیں کریں-- انہیں---

اندر آتی الماس بیگم نے ماریہ شاہ کو ٹوکا۔

تو رودابہ بھی رک گ ئ ی۔

ماریہ شاہ نے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

محبت کی ملن کی یہ صبح بہت خوشگوار تھی۔

فارس نے خود میں سمٹی سمٹائی ی اس چھوئی ی موئی ی کو دیکھا تھا۔

ایک دلفریب مسکراہٹ نے لبوں کو چھوا تھا۔

اسکا جی نہیں چاہا تھا۔ کہ اسکی نیند خراب کرے۔

آگے ہوتے اسکے ماتھے پے پیار کی مہر ثبت کرتے وہ اٹھ کے فریش ہونے چلا گیا تھا۔

واپس آتے آئی ینے کے سامنے کھڑا وہ خود پے پرفیوم کا سپرے کر رہا تھا۔

عین کی پوزیشن چینج تھی۔ وہ مکمل کمفرٹر اوڑھے بستر میں گھسی تھی۔

فارس جان گیا تھا وہ جاگ گ ئی ہے۔

!!جانِ جاں---

!!اٹھ جائی یں--- چھپنا بے کار ہے----

معنی خیی سے کہتا وہ ایک نظر اسے مزید چھپتا دیکھ موبائی یل لیے گیلری کی جانب بڑھ گیا۔

کچھ دیر بعد جب عین کو یقین ہو گیا کہ وہ جا چکا ہے۔تو منہ سے کمفرٹر ہٹاتی وہ جھپاک سے اٹھتی باتھ روم۔ میں بند ہوئی ی۔

اسکی یہ حرکت بھی فارس سے نہ چھپ سکی۔

♡♡♡♡♡♡♡

لیکچر لیتے یان کی نظریں مسلسل دعا پے تھیں۔
جو آج اسے زچ کرے جا رہی تھی۔
اپنی اوٹ پٹانگ حرکتوں سے۔۔
وہ کل۔کا بدلہ لے رہی تھی۔
ابھی بھی لبوں کو آپس میں جوڑے اس نے ایک کس زیان کی طرف اچھالی تھی۔
زیان کا مائی نڈ کنورٹ ہو چکا تھا۔
دوبارہ لیکچر پے دھیان دیتا وہ دعا کو اگنور کر چکا تھا۔
لیکن اسکی ایک آنکھ ونک کرنا زیان کے برداشت کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔
فوراً اسکی طرف مڑا۔

مس۔۔ دعا۔۔۔!!

Stand up....

تھوڑا سختی سے کہا۔

وہ معصوم سا منہ بناتی کھڑی ہوئی ی۔

یہ جو ابھی پڑھایا اسکو

Explain

کریں۔

وہ دعا کو رعب میں لاتے بولا۔

کیوں ۔۔ سر ۔۔۔آپ کو۔۔ ایکسپلین کرنا نہیں آتا۔۔۔؟؟

بہت معصومیت سے پوچھا۔

کلاس میں ایک مسکراہٹ کی لہر دوڑ گ ئی۔

سب پے غصیلی نظر ڈالتا وہ دوبارہ دعا کی جانب متوجہ ہوا۔

آپ کا دھیان کہا ں پے ہے۔۔۔؟؟مس دعا۔۔۔؟؟

چبا چبا کے کہتا وہ سب کو سہما گیا۔

!!آپ پے----

برجستہ جواب آیا۔

!!ممم---میرا مطلب---آپ کے لیکچر پے---

فوراً سے تصحیح کی۔

زیان کو اسے ہینڈل کرنا مشکل لگا۔

جو وہ کام کرتا تھا۔ اس میں دد شم ہر وقت اس پے نظر رکھے ہوئی ے تھا۔ اور وہ کوئی ی کمزوری نہیں دے سکتا تھا۔

اور دعا کا یہاں آنا اسے اپنے مشن کے لیے م ئ سلے کھڑے کر سکتا تھا۔

!!آؤٹ--- مس دعا---

سخت غصے سے کہتا وہ دعا کو بھی ٹھٹھکا گیا۔

خجالت کے احساس سے دوچار ہوتی وہ کلاس سے باہر بھاگی۔

جبکہ اسکی آنکھوں کے دو موتی گرتے وہ دیکھ چکا تھا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔

!!گڈمارننگ جانِ شاہ----

وہ ایک دم سے پیچھے سے اسے جکڑے اپنی پناہوں میں لے گیا۔

اور وہ جو بالوں میں کنگھی چلا رہی تھی۔

فارس کے خود پے حاوی ہونے کو محسوس کرتی وہ لرزی تھی۔

شرم و حیا سے پلکیں جھکیں تھیں۔

!!اسطرح کرو گی-- تو-- خود پے اختیار کھو دوں گا-- جانِ شاہ---

اسکے بھیگے بالوں میں منہ چھپاتا وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔

عین اسے واپس رات والے روپ میں جاتا دیکھ جھر جھری لی۔

اور فوراً واپس پلٹتے اسے دیکھا۔

ہم--ناں-- آپ سے --کچھ پوچھنا --- چاہتے ہیں---

بہت -- ہمت کرتے وہ پلکیں گراتی اٹھاتی فارس کے دل دھڑکاتی جارہی تھی---

آپ---مجھ---تک--کیسے--پہنچے تھے---؟؟

ایک سوال جو اسے مسلسل پریشان کیے ہوئے تھا۔ آخر پوچھ لیا۔

فارس نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

مطلب ۔۔اس بے وقوف کو پتہ ہی نہ چلا۔

ہاتھ بڑھا کے اسکی گردن کو ٹچ کیا۔

وہ گھبرائی ی۔۔۔

اسکی طرف دیکھتے اسکی نازک سی گردن سے ایک ین نکال کے اسکے سامنے کی۔

یہ۔۔۔یہ۔۔۔ دیکھی ہے۔۔؟؟

!!جی۔۔یہ۔۔میری ہے۔۔۔۔

حیران ہوتے کہا۔

!!غورسے دیکھو۔۔ جانِ شاہ۔۔۔

فارس کے کہنے پے عین نے غور کیا۔

یہ۔۔۔ اسکی گولڈ چین کی طرح تھی۔۔۔لیکن۔۔ یہ اسکی نہیں تھی۔۔۔

حیرت زدو ہوتی وہ آنکھیں پھیلا کے فارس کو دیکھنے لگی۔

یہ-- بہت خاص ہے--جانِ شاہ--- !!آپ جہاں-- بھی جائیں-- مجھ سے چھپ نہیں سکتیں--- گردن میں ہاتھ ڈالتے نرمی سے اسے خود سے قریب کیا۔

اسکے لہجے کا جنون عین کو لرزا گیا۔

وہ کیا تھا---؟؟

کیسا جادوگر تھا---

وہ سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی---

لیکن وہ یہ جان گئی تھی--

وہ اسکے دل کے مقام پے ہے

اور اسکی دھڑکنوں کا محافظ ہے۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

دو سال بعد--

وہ بہت بری طرح پھسی ہوئی ی تھی۔

ایک طرف وقت کم تھا تو دوسری طرف وہ ابھی تک ڈریس اپ نہیں ہوئی ی تھی۔

بار بار ڈریس دیکھتی وہ الجھی ہوئی ی تھی۔

جانِ شاہ اب اور کتنی دیر لگے گی۔۔۔؟؟ وہ عجلت میں روم۔میں داخل ہوا۔

تو وہ گہری سانس لیتی ناراضگی چہرے پے سجائ ے فارس کی طرف مڑی۔

ہم۔۔سے نہیں۔۔ ہو رہا۔۔۔؟؟

ہم تھک گ ئ ے۔۔۔ ہیں۔۔ اسے کیسے پہنیں۔۔ ہم۔۔۔؟؟

وہ روہانسی ہوتی بولی۔

جبکہ فارس ماتھے پے ہاتھ مارتا مسکراتا اس کے پاس آیا۔

وہ پہلے سے بھی زیادہ دلکش ہوگ ئ تھی۔

فارس کی محبت اور ک ئ یر نے اسے دن بدن سنوارا تھا۔

اور وہ اسکی محبت میں مزید لاڈلی بن گ ئ تھی اسکی۔۔ اور بہت پر اعتماد بھی۔

اورفارس اسکے ہر طرع کے سارے ہی لاڈ اٹھاتا تھا۔

چلو جی--- میرے ہوتے-- کیوں پریشان ہو---؟؟

!!میں ہوں ناں--- !!میں ہیلپ کرتا ہوں-- آؤ----

فارس نے اپنی خدمات پیش کیں تو وہ ماتھے پے تیوری ڈالے پلٹی۔

نہ جی--- !!آپ جائیں بچوں کے پاس-- ہم کر لیں گے۔

فوراً سے بیشتر ناں کی۔

بچے اپنے سیو مقام پے ہیں--- فارس نے مطمین ہوتے کہا۔

مطلب----؟؟ عفان کہاں ہیں--؟؟

!!اپنے دادا دادی کے پاس-----

اچھا---!!اور---- اُم ہانی---؟؟

اسکاانداز فارس کو بہت بھایا تھا۔

!!وہ نانا نانی کے پاس----

اور اگر پھر بھی تمہارا بچوں کا شوق پورا نہیں ہوا تو آؤ--ہم تیسرے کی کوشش کرتے ہیں---

اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا وہ اسے خود کے قریب کر گیا۔

ان دو سالوں میں کافی کچھ بدل گیا تھا۔

کبیر شاہ اور اسکی فیملی کو معاف کر دیا گیا تھا۔

ان کا آنا جانا تھا اب بڑی حویلی میں ۔

ابرار آؤٹ آف کنٹری چلا گیا تھا۔

فاریہ کی اپنے ہی جاننے والوں میں دردانہ شاہ نے بات پکی کر دی تھی۔

پوری حویلی میں اس دن خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ جب نور العین کے جڑواں بچے ہوئے۔

. دلاور شاہ نے پوتے کا نام عفان رکھا ۔ تو فراز شاہ نے نواسی کا نام اُم ہانی

آج ان دونں کی پہلی سالگرہ بھی تھی۔

اورساتھ میں دعاکی رخصتی بھی۔

جوکہ بہت دھوم دھام سے کی جا رہی تھی۔

التاج بینکوئی یٹ میں---

پلیز جائیں ناں--- دیر ہو رہی ہے--- ہمیں تیار بھی ہونا ہے---

!!اچھھاااا---- یعنی--- ہمار بات سے متفق ہیں---- آپ---

فارس نے اپنی بات جاری رکھی۔

عین نے اب کی بار گھور کے دیکھا۔

!!ایک تو ہم سے یہ تھان پہنا نہیں جارہا--- اوپر سے آپ آگ ئی ے تنگ کرنے----

منہ بنایا۔

اتین خوبصورت بلیک کلر کی ساڑھی کو تھان کہتی وہ فارس کو صحیح معنوں میں بچی لگی۔

یہ---تھان لگ رہا ہے--- تمہیں---؟؟

دانت پیستے ہوئی ے پوچھا۔

اتنی اچھی اچھی میکسی ہیں فراک ہیں-- اور بھی بہت سارے--- ڈریسز ہیں-- لیکن--

آپ کو--- آج ہمیں یہ تھان----- آئی ی مین--- گھوری کا اثر تھا۔ کہ لفظ کو پلٹا۔

اس ساڑھی میں ہی دیکھنا ہے---

اتنے میں درازے پے ناک ہوئی ی۔

فاریہ اندر داخل ہوئی ی۔

کہیں--- میں نے--- ڈسٹرب تو نہیں کر دیا---؟؟ وہ شرمندہ ہوئی ی۔

نہیں-- بالکل نہیں-- آؤ--- ہماری ہیلپ کرو--- بہت اچھے ٹائ م پے آئی ی۔

فارس کو چھیڑنے والے انداز میں وہ فاریہ سے مخاطب ہوئی ی۔

!! ہمممممم--- ٹھیک ہے---- !!تو--- پھر--- پلاننگ کرتے ہیں---

جاتے جاتے فارس بھی پھر سے اسے چھیڑ گیا۔

تو وہ اسکی بات پے بلش ہوتی تیار ہونے لگی۔

التاج بینکوئی یٹ اس وقت روشنیوں کی آماہ جگ بنا ہوا تھا۔

دعا اور زیان اسٹیج پے بیٹھے چاند سورج کی جوڑی لگ رہے تھے۔

دو سال پہلے جو زیان نے اسے ڈانٹا اسکے بعد کتنی مشکل سے منایا اس نے دعا کو وہی جانتا تھا۔ اسکے بعد سے اس نے دعا کو نہ کبھ ڈانٹا نہ غصہ کیا۔

یہی تو راضی ہونے کی شرط رکھی تھی۔۔ دعا نے۔

دادا اور نانا کے ہاتھوں میں عفان اور اُم ہانی کی ایک سال کا ہونے پہ اسٹیج پہ ہی کیک کٹنگ سرمنی تھی۔

دونوں ہی اپنے بڑوں کے لاڈلے تھے۔

تالیوں کی بھرپور آواز میں کیک کٹ کیا گیا۔ ساری فیملی اسٹیج پہ براجمان تھی۔

التاج بینکوئیٹ کے اونر تاج سکندر بھی اپنی پوتی کشش کے ہمراہ وہاں موجود تھے۔

ان کے مرحوم دوست اکبر شاہ کے بچے آج خوشی کر رہے تھے۔ تو وہ بھی ان کی اس خوشی میں شامل ہونے کراچی سے اسلام آباد آئے تھے۔

دلاور شاہ کی فیملی کی بھی یہ پہلی خوشی تھی جو بڑی حویلی سے باہر بینکوئیٹ میں ہو رہی تھی۔

ارے۔۔۔۔۔ بچوں۔۔۔ اتنا منہ کیوں بنایا ہے۔۔۔؟؟

کشش بچوں کو ایک طرف کھڑا دیکھ ان کے پاس آگ ئی۔

ہائی ے---- یہ--منا---رو کیوں رہا ہے-؟

ایک بہت ہی گول مول بچے کو گود میں بٹھایا۔

!!بوتل---نہیں--ملی--- ناں-- اسے---- اسلیے رو رہا ہے-----

ساتھ میں کھڑے تھوڑے سے بڑے بچے نے ہنستے ہوئ ے کہا۔

!!اوہ---- رونا نہیں--- میری جان--- ابھی بوتل--- منگواتی ہوں---

!!بلکہ---- ایک کے لے نہیں--- سب کے لیے--- منگواتی ہوں---

کشش کی آواز پے سبھی نے یاہو کا نعرہ لگایا۔

ایک ویٹر کو اشارے سے بلایا۔

!!دیکھو--- !!ان سب معصوم بچوں کو بوتل پینی ہے--

اور مجھے--- ان کے چہرے پے مسکان دیکھنی ہے--- تو فٹ سے--- بوتلز کے کریٹ

!! لا کے رکھو یہاں---

جتنی چاہیں-- یہ بوتلز پی ئ یں--- ختم نہیں ہونی چاہی ئ یں-----

آرڈر دیتی وہ کوئی ی راج کماری ہی لگی۔

جیییییییی!!

ویٹر اس آرڈر پے حیران ہوا۔

لیکن!!--- میڈم------ یہ!!----

اوفو--- دیکھو--- والدین ناں-- بچوں کو یہ بوتل۔پینے نہیں دیتے-- اور بچہ پارٹی یہ سوچ کے-- شادیوں بیاہوں اور فنکشن میں آتے ہیں--کہ بوتل پینے کو ملے گی---

اب اگر---ان کے ارمان یہاں آکے بھی اھورے رہ جائی یں-- تو کیا فائی دہ ہوا ان کے آنے کا---؟؟

چلو--- اب دماغ نہ کھاؤ-- اور-- بوتلز کے کریٹ لے کے آؤ۔ زیادہ سارے----

اور ہاں-- تھوڑا قریب ہوکے سرگوشی کی۔

بل --- اس بینکوئی یٹ کے مالک یامین سکندر کے کھاتے میں ڈالنا---

سمجھے------!!

سرگوشی والے انداز میں کہتی وہ اب بچوں کی جانب مڑگ ئی تھی۔

اور ویٹر حیران رہ گیا۔

لیکن آرڈر پاس ہوگیا تھا۔

دادا اپنی پوتی کی بھلاکوئی ی بات ٹال سکتے تھے۔۔۔؟؟

ان تک بات پہنچی اور اوکے کا سائ ن ملتے ہی بوتلز کے ڈھیر لگ گ ئ ے۔

ہر بچے کے ہاتھ میں ایک سے زیادہ بوتلز تھیں۔

ہیلو۔۔۔۔ ویٹر۔۔۔ !!ایک ایک بچہ ڈھونڈ کے کونے کھدروں سے نکال کے۔۔۔ اسے بوتل

دو۔۔۔ چلو۔۔ شاباش۔۔ کام پے لگو۔۔۔

آرڈر لگاتی وہ ویٹر کو کام پے لگاتی اسٹیج پے آئ ی۔

فیملی پکچر لیتا کیمرہ مین ٹھٹھکا۔

ارے رک کیوں گ ئ ے۔۔۔۔؟؟

دلاور انکل۔۔۔۔ !!میں بھی تو حصہ ہوں ناں فیملی کا۔۔۔۔؟؟

آنکھیں چمکاتی وہ سبھی کو بہت بھائ ی تھی۔

دلاور شاہ کے اثبات میں سر ہلانے پے کیمرہ مین نے ایک فیملی فوٹو لی تھی۔

جن میں سبھی کے چہرے اندرونی خوشی سے جگمگا رہے تھے۔

کسی نے صحیح کہا ہے--

انت بھلا سو بھلا۔

لالچ جہاں جانوں کھا جاتا ہے--

وہیں نفرت رشتوں کو کھا جاتی ہے۔

آئیے عہد کرلیں۔ کبھی بھی اپنے اندر نفرتوں کو۔پلنے نہیں دیں گے---

اور سب سے محبت اور خلوص کا رشتہ رکھیں گے۔

اسی میں دنیا میں بھی ہماری کامیابی اور عزت ہے۔ اور آخرت میں بھی--

جزاک اللہ

ختم شد۔